جمہوریت

اور

پاکستانی نوجوان

جمہوریت کی تفہیم پر ایک رہنما کتاب

PEACE & EDUCATION FOUNDATION

ادارہ امن و تعلیم، اسلام آباد

جمہوریت اور پاکستانی نوجوان

جمہوریت کی تفہیم پر ایک رہنما کتاب

PEACE & EDUCATION FOUNDATION

پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد

جملہ حقوق بحق پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد ©۲۰۲۳ء محفوظ ہیں

نام کتاب: جمہوریت اور پاکستانی نوجوان

تحقیق و تجزیہ: محمد حسین

معاون تحقیق: ارسہ شفیق، غلام مرتضیٰ

ضخامت: 148

تزئین: زی گرافکس

ایڈیشن: پہلا ایڈیشن 2023

قیمت:

ناشر

Peace and Education Foundation, (PEF) Islamabad

Website: https://pef-global.org, Emai: mail@pef-global.org

Facebook: https://www.facebook.com/pefglobal

https://www.facebook.com/YouthAdvocatesforDemocracy/

Tel:+92-51-2225578-2221984, Fax: +92-51-2225578

فہرست عناوین

پیش لفظ.. ہ

تعارف.. ز

تقریظ.. ي

ایک عملی رہنما کتاب.. ک

ایک بصیرت افروز اور جامع کتاب.. ل

پہلا باب پاکستانی نوجوان قومی دھارے اور پائیدار ترقی کے اہداف کے تناظر میں

نوجوان کون ہے؟.. 17

پاکستان کی نوجوان آبادی.. 19

دستور پاکستان اور نوجوان.. 21

سیاسی پارٹیوں کے منشورات اور نوجوان آبادی.. 25

سیاسی نعروں اور عملی اقدامات کے درمیان خلیج.. 28

پاکستان کی یوتھ پالیسیاں (2008-2023).. 33

نوجوان آبادی کی تعلیم اور تربیت کا بندوبست.. 36

روزگار اور کاروبار کا معاملہ.. 38

پائیدار ترقیاتی اہداف اور نوجوان.. 43

دوسرا باب جمہوریت اور اس کی علمی اور عملی صورتوں کا مختصر جائزہ

جمہوریت کیا ہے؟.. 51

جمہوریت کے بنیادی اجزاء.. 56

جمہوری معاشروں کی چند بنیادی اقدار.. 59

دنیا میں رائج جمہوریت کے مختلف نمونے.. 62

جمہوریت کے حوالے سے ممالک کی درجہ بندی........................ 65
جمہوری نظام پر چند بڑے اعتراضات اوران کا تجزیہ........................ 74

تیسرا باب جمہوریت، اسلام اور مسلم دنیا

اسلامی جمہوریت کیا ہے؟........................ 79
اسلام اور جمہوریت کی چند مشترکہ اقدار........................ 80
مسلم دنیا کے چند ریاستی نمونے........................ 84
مسلم نوجوان اور جمہوریت........................ 93

چوتھا باب جمہوریت اور پاکستان

پاکستانی جمہوری نظام کا مختصر تعارف........................ 99
پاکستان میں جمہوریت: ماضی اور حال کا سرسری جائزہ........................ 102
جمہوریت انڈیکس میں پاکستان کی تقریباً منجمد پوزیشن........................ 105
پاکستان مختلف عالمی اشاریہ جات میں کہاں کھڑا ہے؟........................ 107
پاکستان میں جمہوریت کی موجودہ حالت کے چند اہم پہلو........................ 109

پانچواں باب جمہوریت اور پاکستانی نوجوان

جمہوریت کے لیے سرگرم پاکستانی نوجوان........................ 117
انتخابی عمل میں پاکستانی نوجوانوں کی شرکت........................ 121
نوجوان پاکستان میں جمہوریت کو کیسے مضبوط کر سکتے ہیں؟........................ 125
جمہوری جدوجہد میں پاکستانی نوجوانوں کو درپیش چیلنجز........................ 129
جمہوری جدوجہد میں نوجوانوں کے لیے راہ حل........................ 139
اختتامیہ........................ 145
کتابیات........................ 147

پیش لفظ

"جمہوریت اور پاکستانی نوجوان" جمہوریت کی تفہیم کے لیے نوجوانوں کی تربیت پر کام کے سلسلے میں لکھی یہ کتاب جہاں پاکستانی جمہوری نظام اور نوجوانوں کے درمیان تعلق کو واضح کرتی ہے وہاں مسلم دنیا اور جمہوریت کے درمیان تعلق کو بڑے خوب صورت طریقے سے بیان کرتی ہے۔ یہ راہنما کتاب ایک طرف پاکستانی نوجوانوں کی جمہوریت، جمہوری نظام، اسلام اور جمہوریت اور آئین پاکستان سے متعلق ابہامات و خدشات کو کم کرنے میں مدد دے گی تو دوسری طرف معاشرے کی سطح پر جمہوری اقدار و روایات کے فروغ کے لیے نوجوانوں کے کردار کو متحرک اور فعال بنانے میں ایک کلیدی کردار ادا کرے گی، نیز نوجوانوں کی جمہوری و سیاسی عمل میں مؤثر شرکت و شمولیت کو بڑھانے میں معاون ثابت ہو گی۔

یہ کتاب جمہوریت کے فروغ کے لیے پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جاری کاوشوں میں ایک منفرد اور غیر معمولی اضافہ ہے۔اس حوالے سے ادارہ اس سے پہلے تین کتابیں شائع کر چکا ہے۔ پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن وطن عزیز میں پچھلی تقریباً دو دہائیوں سے مذہبی رہنماؤں، اساتذہ، میڈیا مؤثران، مدیران، سماجی کارکنان اور نوجوان قائدین کی تربیت کے ذریعے مختلف طبقات فکر کے ساتھ جمہوری اقدار، رواداری و مکالمہ، اور امن و ہم آہنگی، قانون و انصاف کی بالادستی کے حوالے سے اشتراک عمل کر رہی ہے تاکہ ملک میں استحکام و یگانگت کے لیے سرگرم ہے تو دوسری طرف تعلیم و تحقیق کے ذریعے درسی کتب، تربیتی و نصابی مواد، تحقیقی مقالات، پالیسی بریفنگ، اور میڈیا کے ذریعے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے۔

تحقیق و تجزیہ سے بھرپور اس اہم علمی کام کو ہمارے رفیق کار ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے بڑے دلچسپ انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ارسہ شفیق صاحبہ نے اس کام میں تحقیقی معاونت کی

اور ادارے کے سربراہ اظہر حسین صاحب نے قیمتی مشوروں سے اسے بہتر بنانے میں رہنمائی کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئر مین محترم جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب، پنجاب یونیورسٹی کے سینٹر فار سوشل ڈویلپمنٹ اینڈ سوشل انٹرپرینیورشپ کی ڈائرکٹر محترمہ ڈاکٹر طاہرہ جبین صاحبہ، پشاور یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات کے استاد محترم جناب ڈاکٹر عامر رضا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی ماہرانہ تجاویز سے کتاب کو مزید نکھارنے میں مصنف کو مدد ملی نیز کتاب پر انہوں نے تقاریظ لکھ کر اسے مزید مستند بنایا۔ پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لیے ان ماہرین کا ہمیشہ سے میسر تعاون ایک اہم سرمایہ ہے جس کے لیے ادارہ ہمیشہ ان کا شکر گزار رہے گا۔ قارئین سے گزارش ہے کہ کتاب سے متعلق آپ کی کوئی بھی تجویز ہو تو اس سے ہمیں ضرور آگاہ کریں۔آپ کی تجاویز اس کی اگلی ایڈیشن کو بہتر بنانے میں مددگار ہوں گی۔

غلام مرتضیٰ

ڈائریکٹر، پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن

تعارف

ایک کثیر الثقافتی اور متنوع معاشرے سے تعلق رکھنے والی، پاکستان کی نوجوان آبادی بہت سی نسلوں، مذاہب، ثقافتوں اور خاندانی نظاموں پر مشتمل ہے۔ پاکستان جیسے نسلی، لسانی، سیاسی اور مذہبی لحاظ سے متنوع معاشرے میں جسمانی اور ذہنی توانائی سے بھرپور نوجوان آبادی امیدوں، خوابوں اور کامیابیوں اور روشن مثالوں سے بھری لاکھوں انسانی زندگیوں پر مشتمل ہے۔

پاکستان کا نوجوان تیزی سے تبدیلی کے دور سے گزر رہا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ارد گرد کی سیاسی و سماجی تبدیلی سے ایک طرف سے متاثر ہو رہا ہے تو دوسری طرف وہ اس تبدیلی پر اثر انداز بھی ہو رہا ہے۔ برٹش کونسل کی ایک حالیہ تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ پاکستانی نوجوان اپنی شناخت پر دو برابر حصوں میں منقسم ہیں، تقریباً پچاس فیصد نوجوان اپنی مذہبی اور پچاس فیصد نسلی شناخت کو سب سے اہم سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی مستقبل کی زندگیوں اور کیریئر کے بارے میں پر امید ہیں، اور بیرون ملک جانے کے برعکس پاکستان میں ہی رہنا چاہتے ہیں۔ وہ سیاسی طور پر بہت غیر فعال اور لاپرواہیں، جن کا سیاسی نظام پر بہت کم یا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

بطور معاشرہ، نوجوان آبادی پر سرمایہ کاری کسی ملک کے لیے سماجی اور اقتصادی فوائد حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ بن سکتی ہے۔ پاکستان کے نوجوان مختلف حوالوں سے قومی معیشت میں ہماری پیداواری صلاحیت ہیں وہاں نوجوان آبادی کئی اعتبار سے چیلنج بھی۔ نوجوانوں پر سرمایہ کاری کا فقدان پیداواری توانائی سے بھرپور اس آبادی کو منفی سرگرمیوں، امراض اور جرائم کی طرف دھکیل سکتا ہے۔ سماج کی تعمیر و ترقی اور جمہوری عمل اور سیاسی شرکت سے جب نوجوان دور ہو جائیں تو سیاسی اور مذہبی انتہاپسندی، نسلی و لسانی فسادات، منشیات، شناخت کے بحران، ذہنی انتشار

اور معاشی و سماجی ناہمواریوں سے جنم لینے والے مسائل اور تنازعات میں یہ نوجوان آبادی ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

پانچ ابواب پر مشتمل یہ کتاب پاکستانی نوجوانوں کی جمہوریت کی تفہیم کی اہمیت پر زور دیتی ہے اور جمہوری عمل میں ان کی مؤثر شرکت کو بڑھانے میں مسائل اور امکانات کا جائزہ لیتی ہے۔ یہ کتاب جہاں نوجوانوں کے پوٹینشل اور مسائل کا احاطہ کرتی ہے وہاں یہ پاکستان میں جمہوری نظام کے خدوخال، تاریخی تناظر اور عالمی منظر نامے میں اس کی پوزیشن کو سامنے لاتی ہے۔ جمہوریت کو درپیش چیلنجز اور اس کی مضبوطی کے لیے کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں، مختلف تحقیقی اعداد و شمار کی مدد سے واضح کیا گیا ہے۔ پائیدار ترقیاتی اہداف ہوں، یا پاکستان کی یوتھ پالیسیاں، دستور پاکستان کے دفعات ہوں یا سیاسی جماعتوں کے منشورات، ان سب چیزوں کے بیچ، نوجوان کہاں کھڑا ہے؟ آبادی کا سب سے توانا حصہ ہونے کے باوجود تعلیم، ہنرمندی، روزگار، کاروبار، کھیل اور فنون لطیفہ الغرض پارلیمنٹ سے لے کر کھیل کے میدان تک نوجوانوں کے بے تحاشہ پوٹینشل کو کس قدر بروئے کار لایا جا رہا ہے؟ اس کی ایک جھلک یہ کتاب آپ کے سامنے رکھ دیتی ہے۔ یہ کتاب جمہوری اداروں اور تنظیموں کے برسوں سے جاری کام خاص طور پر تحقیق و اشاعت کے کام کو بھرپور سراہتی ہے۔ کتاب ماضی کے مباحث کے بجائے آپ کو پاکستانی نوجوان اور پاکستانی جمہوریت کے حوالے سے تازہ اور زندہ منظر نامہ دکھاتی ہے۔

یہ کتاب سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، مدارس، پیشہ ورانہ تربیت کے اداروں، اور وفاقی، صوبائی اور ضلعی سطحوں پر نوجوانوں کے سرکاری پروگراموں میں ایک رہنما کتاب کے طور پر مفید واقع ہو سکتی ہے۔ طلبہ تنظیمیں، سول سوسائٹی ادارے اور سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے نوجوان کارکنوں کی تربیت کے لیے اسے بطور گائیڈ بک استعمال کر سکتی ہیں۔ مزید برآں اپنے موضوع پر دلچسپ معلومات اور منفرد تناظرات سے مزین اس کتاب کو ہر عمر کے قارئین یکساں طور پر مفید پائیں

گے۔ امید ہے کہ یہ کتاب متحرک نوجوان مفکرین اور قائدین کے سامنے جمہوریت اور جمہوری رویوں کے حوالے سے مزید غور و فکر کے لیے کچھ نئے سوالات اور زاویوں کو پیش کرنے میں کامیاب ہو۔

تحسینی کلمات، تقاریظ اور تجاویز کے ساتھ کتاب پر نہایت باریک بینی سے نظر ثانی کرنے پر پشاور یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر عامر رضا صاحب، پنجاب یونیورسٹی کی استاد ڈاکٹر طاہرہ جبین صاحبہ، ہمیشہ شفقت کے ساتھ ہم طلبہ کی رہنمائی کرنے والے استاد اور اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب اور پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پارلیمنٹری سٹڈیز کے سابق ڈائریکٹر ظفراللہ خان صاحب کے ہم نہایت شکر گزار ہیں، جنہوں نے ہمیں حوصلہ بخشا اور ان سے مزید سیکھنے اور اس کام کو بہتر کرنے کا ہمیں موقع دیا۔ کتاب کی تیاری میں پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے رفقائے کار خاص طور پر ہمہ جہت معاونت پر ارسہ شفیق کا شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتا ہوں۔ ادارے کے صدر اظہر حسین کی رہنمائی، ڈائریکٹر غلام مرتضیٰ کے قیمتی مشوروں نے مختلف مراحل کو آسان تر بنایا جس کے لیے ان کا شکریہ۔ وہاج بخاری نے اشاعت کے لیے انتظامی کاموں میں معاونت کی جس کے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ کتاب کی تزئین کے لیے زاہد عمران صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

قارئین سے گزارش کی جاتی ہے کہ کتاب پڑھتے ہوئے کہیں غلطی نظر آئے یا کتاب کو مزید بہتر کرنے کے لیے آپ کی تجاویز ہوں تو برائے مہربانی ہمیں آگاہ کریں تاکہ ہم اگلی ایڈیشن میں کتاب کو مزید بہتر انداز میں شائع کر سکیں۔

محمد حسین

8 اکتوبر 2023

تقریظ

ادارہ امن و تعلیم نے پاکستانی نوجوانوں کے لئے جمہوریت کی تفہیم پر ایک رہنما کتاب ترتیب دی ہے، جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

پاکستان میں جمہوریت کے بارے میں متعدد ابہامات موجود ہیں اور نئی نسل میں جمہوریت کے حوالے سے یکسوئی کا فقدان ہے۔ کچھ نوجوان یہ کہتے ہوئے بھی پائے جاتے ہیں کہ جمہوریت کا کوئی فائدہ نہیں اور ہمارے ملک کی موجودہ ابتر حالت کی وجہ جمہوریت ہی ہے۔ دراصل ان کی یہ سوچ جمہوریت اور جمہوری اصولوں سے عدم آگاہی کی وجہ سے تشکیل پائی ہے۔

اس کتاب میں بطورِ خاص نئی نسل کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، کیوں کہ ہمارا مستقبل آج کے نوجوان کی بہتر ذہنی تشکیل کے ساتھ وابستہ ہے۔ پاکستان کا مستقبل تب خوش آئند ہو گا جب معاشرے میں جمہوری اقدار کو فروغ حاصل ہو اور پاکستانی ہم وطن ایک دوسرے کے ساتھ امن و آشتی کے ساتھ رہنے کو یقینی بنائیں۔ کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ پاکستانی نوجوان عصرِ حاضر کی جمہوری آدرشوں کو اپنانے کے لئے مستعد ہوں تا کہ مستحکم اور مضبوط پاکستان پروان چڑھے۔

اُمید ہے کہ موجودہ کتاب نوجوانوں کے ابہامات کو دُور کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو گی اور انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ پاکستانی مسائل کی وجہ جمہوریت نہیں بلکہ اس کا سبب جمہوریت اور جمہوری اصولوں کو نظر انداز کرنے کا رویہ ہے۔

قبلہ ایاز

(پی ایچ ڈی، ایڈنبرا)

چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل

ایک عملی رہنما کتاب

پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی ایک ایسے میدان کی سرگرمیوں میں شامل ہونا میرے لیے سراسر خوشی اور سیکھنے کا بڑا تجربہ رہا ہے جسے ہماری قومی توجہ کی ضرورت ہے، یعنی پاکستانی نوجوان اور جمہوریت۔ میں کتاب ''جمہوریت اور پاکستانی نوجوان'' کے ابتدائی مسودے پر بحث کا حصہ رہی ہوں، مکمل مسودہ پڑھ کر ایک بار پھر تازگی محسوس ہو رہی ہے۔ اور یہ پڑھائی اتوار کی دوپہر کو ایک بازوؤں والی کرسی پر آرام سے بیٹھ کر سستی کے ساتھ پڑھنے کی مانند نہیں تھی، بلکہ یہ سیاسیات کے ایک طالب علم، ایک ماہر تعلیم اور پاکستان کے ایک ذمہ دار شہری کا تنقیدی جائزہ تھا۔ اس دوران مسودے میں چند جگہوں پر مصنفین / محققین کی جانب سے مزید تجزیے کی ضرورت کی طرف نشاندہی کی گئی ہے، اس کے ساتھ ہی مجھے یہ کتاب ایک صارف دوست، غیر نصابی طرز تحریر میں جمہوریت اور پاکستان میں جمہوریت میں نوجوانوں کے کردار کی بنیادی تفہیم پیدا کرنے کے لیے ایک اہم کام کے طور پر نظر آتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ پاکستانی نوجوان اس کتاب سے نہ صرف پڑھ کر فائدہ اٹھائیں گے بلکہ اسے پاکستان میں جمہوری عمل کو سمجھنے اور اس میں حصہ لینے کے لیے ایک عملی رہنما کے طور پر استعمال کریں گے۔ محققین کو ان کی محنت اور کتاب میں پیش کیے گئے مواد کے معیار کے لیے سراہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر طاہرہ جبین

ایسوسی ایٹ پروفیسر سوشل ورک،

ڈائریکٹر - سینٹر فار سوشل ڈویلپمنٹ اینڈ سوشل انٹرپرینیورشپ،

پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

ایک بصیرت افروز اور جامع کتاب

جمہوریت اور پاکستانی نوجوان" ایک بصیرت افروز اور جامع کتاب ہے جسے پپس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب جمہوریت اور پاکستانی نوجوانوں کے درمیان تعلق کو قابل تعریف طور پر بیان کرتی ہے۔ قیمتی تبصروں، تنقیدی تجزیوں اور قابل عمل تجاویز سے بھرپور یہ کتاب جمہوری عمل میں شامل ہونے کے خواہاں نوجوان افراد یا جو جمہوریت کے بارے میں شکوک وشبہات رکھتے ہیں اور وہ نظام کو مزید تفصیل سے سمجھنا چاہتے ہیں ان کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

کتاب نوجوانوں کے بارے میں بنیادی سوالات اور جمہوری معاشرے میں ان کے کردار کو حل کرنے سے شروع ہوتی ہے، جو اس کے بعد ہونے والے مباحثوں کے لیے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ یہ 1973 کے پاکستانی آئین کی ان دفعات کو قابل ستائش طور پر اجاگر کرتی ہے جو نوجوانوں سے متعلق ہیں، اس طرح قوم سازی کے عمل میں ان کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ کتاب کا یہ پہلو خاص طور پر قابل قدر ہے کیونکہ یہ قارئین کو پاکستان میں جمہوریت کے فریم ورک کے اندر ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کی واضح تفہیم سے آراستہ کرتا ہے۔

کتاب کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کے منشورات کو مرتب اور موازنہ کر کے ان کی نوجوانوں کی پالیسیوں کا باریک بینی سے جائزہ لینا ہے۔ اس کتاب میں بڑی سیاسی جماعتوں کے منشوروں میں نوجوانوں کے ایجنڈے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزید، یہ کتاب پھر ان سیاسی جماعتوں کی طرف سے کیے گئے وعدوں اور کیے گئے اقدامات کے درمیان فرق کو مؤثر طریقے سے بے نقاب کرتی ہے۔ مزید برآں، یہ نوجوان کارکنوں کی سیاسی تعلیم اور تربیت میں سیاسی جماعتوں کی سرمایہ کاری میں فرق اور خلیج کو سامنے لاتی ہے، جس سے سیاسی گفتگو میں اکثر نظر انداز کیے جانے والے پہلو پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ اس طرح یہ کتاب سیاسی جماعتوں کے لیے نوجوانوں کے حوالے سے زبردست رہنمائی کا کام کرتی ہے۔

کتاب میں فراہم کردہ تجرباتی اعداد و شمار، پڑوسی اور علاقائی ممالک کے مقابلے نوجوانوں میں حکومت کی جانب سے محدود سرمایہ کاری کو ظاہر کرتے ہوئے، آنکھیں کھول دینے والا ہے۔ شواہد پر مبنی یہ پہلو کتاب کے دعوؤں میں وزن بڑھاتا ہے اور قومی پالیسی میں نوجوانوں کی آبادی پر توجہ دینے کی فوری ضرورت پر زور دیتا ہے۔ کتاب درست طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ سب سے بڑی آبادی کے طور پر نوجوان نہ صرف پاکستان کی جمہوری استحکام کی کلید ہیں بلکہ وہ پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) کو پورا کرنے کی پاکستان کی خواہش کے لیے بھی اہم ہیں۔

کتاب میں جمہوری طرز حکمرانی میں نوجوانوں کے گرتے ہوئے اعتماد کی کھوج، جیسا کہ ووٹروں کی کم تعداد سے ظاہر ہوتا ہے، ایک سنجیدہ تناظر پیش کرتا ہے۔ یہ تجزیہ نہ صرف ایک اہم چیلنج کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ پالیسی سازوں اور بڑے پیمانے پر معاشرے کے لیے ایک کال ٹو ایکشن کا کام بھی کرتا ہے۔

کتاب کا ایک قابل تعریف پہلو اس کی سادہ زبان ہے۔ اردو میں جمہوریت کی تعریف، کلیدی عناصر اور فوائد کی واضح اور جامع گفتگو اسے وسیع تر سامعین کے لیے ایک قیمتی وسلیہ بناتی ہے۔ کتاب کی پیچیدہ تصورات کو قابل فہم انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت واقعی قابل تعریف ہے، جو مختلف عمروں اور خواندگی کے گروہوں کے افراد کے لیے پیچیدہ تصورات کو آسانی سے سمجھنا مفید بناتی ہے۔

اس کتاب میں جمہوریت کے عالمی اشاریہ جات اور ان کے بنیادی طریقہ کار کی شمولیت پاکستانی نوجوانوں کو ملک کی جمہوری ترقی کا اندازہ لگانے کے لیے ایک زبردست موقع فراہم کرتی ہے۔ یہ انڈیکس موازنہ کے لیے قیمتی معیارات پیش کرتے ہیں اور پاکستان کے جمہوری موقف کے بارے میں باخبر گفتگو میں حصہ ڈالتے ہیں۔ کتاب ان اشاریہ جات میں پاکستان کی جمود کا شکار پوزیشن اور صورتحال کی بنیادی وجوہات پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ مزید برآں، کتاب جمہوریت کو درپیش کلیدی چیلنجوں، جیسے کہ اسٹیبلشمنٹ اور سول ملٹری تعلقات کے اثر ورسوخ کی کھوج کے حوالے سے ایک جامع تجزیہ کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

شاید اس کتاب کا سب سے زیادہ اثر انگیز حصہ اس غلط فہمی کو دور کرنا ہے کہ اسلام اور جمہوریت متضاد ہیں۔ متعلقہ حوالہ جات فراہم کر کے اور مسلم اکثریتی ممالک میں نوجوانوں کی شرکت کی مثالوں کو ظاہر کر کے اسلام کے اندر جمہوری عناصر کو اجاگر کر کے، یہ کتاب مذہب اور جمہوری طرز حکمرانی کے درمیان تعلق کو ایک باریک بینی سے سمجھنے کی راہ ہموار کرتی ہے۔ کتاب پاکستانی سیاق و سباق میں مفید مثالیں بھی پیش کرتی ہے جہاں نوجوانوں کے گروہوں نے جمہوری حقوق کے لیے کامیابی سے اور مؤثر طریقے سے خود کو منظم کیا ہے۔

کتاب میں پاکستانی نوجوانوں کے لیے سیاست میں شامل ہونے کے لیے قابل عمل اقدامات کی فراہمی ایک عملی اور طاقت افزا اضافہ ہے۔ سفارشات کی یہ فہرست نوجوان افراد کو ایک روڈ میپ سے آراستہ کرتی ہے تاکہ وہ جمہوری شرکت کے لیے ان کے جوش کو ٹھوس شراکت میں تبدیل کر سکیں۔

آخر میں، "جمہوریت اور پاکستانی نوجوان (جمہوریت اور پاکستانی نوجوان)" پاکستان میں جمہوریت پر ادب میں ایک اہم خلا کو پر کرتی ہے۔ یہ آسان زبان میں تنقیدی تجزیے کو یکجا کر کے جمہوری منظر نامے میں شمولیت کے خواہاں پاکستانی نوجوانوں کے لیے ایک جامع گائیڈ پیش کرتی ہے۔ کتاب کا سیاسی اور نظریاتی مسائل سے نمٹنے میں مہارت، شمولیت کے لیے اس کی تلقین، اور اس کی قیمتی بصیرت افروز تجزیے اسے ایک قابل تعریف وسیلہ بناتے ہیں۔ میں اس کتاب کی پاکستان کی جمہوریت میں باخبر اور متحرک نوجوانوں کی شرکت کو فروغ دینے کے لیے اس کتاب کی تہہ دل سے توثیق اور حمایت کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عامر رضا

(پی ایچ ڈی، میساچوسٹس، فل برائٹ)

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سیاسیات، پشاور یونیورسٹی۔

پہلا باب

پاکستانی نوجوان قومی دھارے اور پائیدار ترقی کے اہداف کے تناظر میں

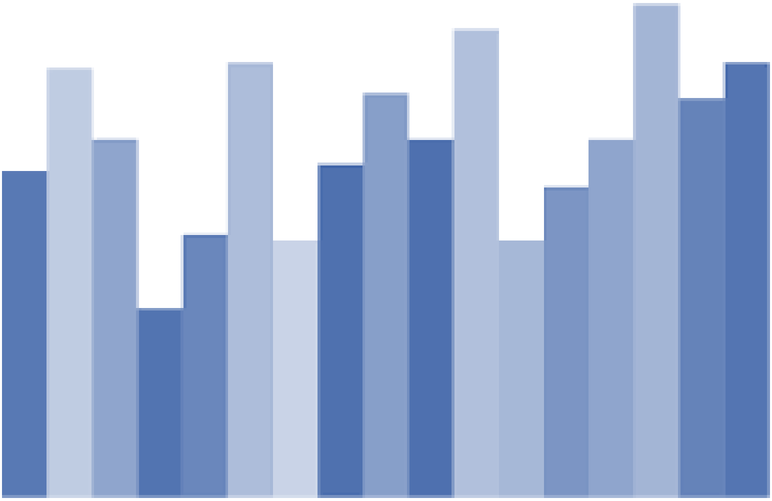

نوجوان کون ہے؟

نوجوان کون ہے؟اس کی کئی اعتبار سے تعریف کی جاسکتی ہے۔تاہم عمر کی حد پر مبنی تعریف بہت مقبول ہے۔ مختلف ممالک اور عالمی ادارے نوجوانوں کی عمر مختلف بتاتے ہیں۔ 2008 کی قومی یوتھ پالیسی [1] کے مطابق پاکستان میں پندرہ سے انیتس سال کی عمر کا شخص نوجوان شمار ہوتا ہے۔ ذیل میں دیے گئے جدول میں مختلف ممالک اور عالمی اداروں کی طرف سے نوجوان کی عمر کی مختلف حد بتائی گئی ہے۔اقوام متحدہ کی تعریف کے تناظر میں دنیا میں اس وقت کم و بیش ایک ارب بیس کروڑ لوگ نوجوان شمار ہوتے ہیں۔

عمر کی حد کے اعتبار سے نوجوان کی تعریف

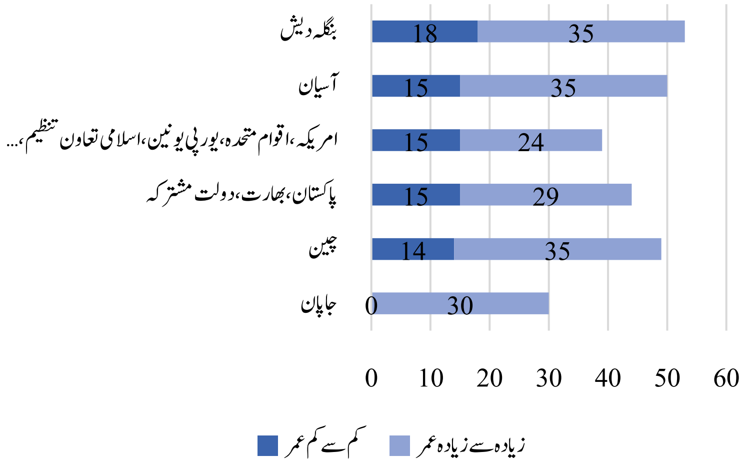

1 نیشنل یوتھ پالیسی 2008، https://www.youthpolicy.org/national/Pakistan_2008_National_Youth_policy.pdf

عمر کی حد مختلف ممالک، اداروں اور علاقوں میں مختلف طرح سے طے کی گئی ہے۔ اقوام متحدہ، یورپی یونین سمیت دنیا کے زیادہ تر ممالک اور اداروں نے 15-24 سال کے افراد کو نوجوان قرار دیا ہے۔ تاہم چین اور جنوب مشرقی ممالک کی تنظیم نے نوجوانوں کی زیادہ سے زیادہ حد 35 سال جبکہ دلچسپ طور پر کم از حد میں جاپان نے صفر سال کو بھی شمار کیا۔ یہاں صفر سال سے مراد پیدائش سے ایک سال کی عمر کا بچہ ہے۔

ہر وہ شخص یوتھ یا نوجوان شمار ہو گا
جس کی عمر *15-29* کے درمیان ہو۔

پاکستان کی قومی یوتھ پالیسی 2008

پاکستان کی نوجوان آبادی

قومی ادارہ برائے شماریات کے مطابق ملک کی پہلی ڈیجیٹل مردم شماری 2023 کے مطابق 2.55 فیصد شرح پیدائش کے ساتھ پاکستان کی کل آبادی 241.49 ملین بتائی گئی ہے[2]۔ واضح رہے مذکورہ بالا مردم شماری میں آزاد جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان شامل نہیں ہیں۔ چاروں صوبوں اور اسلام آباد کی تازہ ترین آبادی درج ذیل ہے:

- پنجاب کی کل آبادی 127.68 ملین، سندھ کی کل آبادی 55.69 ملین
- خیبر پختونخوا کی کل آبادی 40.85 ملین، بلوچستان کی کل آبادی 14.89 ملین
- اسلام آباد کی کل آبادی 2.36 ملین

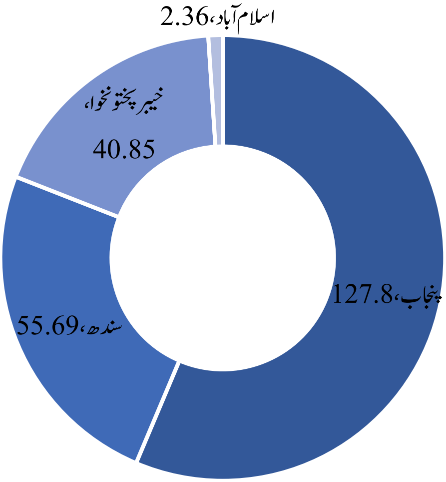

2 https://www.pbs.gov.pk/sites/default/files/population/2023/Pakistan.pdf

شرح پیدائش کے اعتبار سے بالترتیب بلوچستان 3.2اسلام آباد 2.81سندھ 2.57پنجاب 2.53اور خیبر پختونخوا2.38فیصد کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔

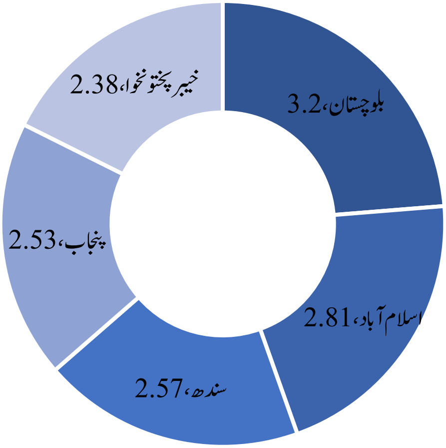

پاکستان کے ادارہ برائے شماریات کے مطابق، 2023 میں پاکستان میں نوجوانوں کی آبادی کا تخمینہ 66.3 ملین یا کل آبادی کا 35.1 فیصد ہے۔ یہ 2025 تک بڑھ کر 75.5 ملین تک پہنچنے کا امکان ہے۔ پاکستان میں 15-29 سال والے نوجوان افراد ملک کی آبادی کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ یوں پاکستان کی ایک تہائی سے زائد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔

دستور پاکستان اور نوجوان

پاکستان کے آئین میں نوجوانوں کے لیے مخصوص آرٹیکل نہیں ہیں۔تاہم،آئین میں ایسے دفعات موجود ہیں جو بالواسطہ طور پر نوجوانوں کے حقوق کی ضمانت دیتے ہیں۔ یہ دفعات تعلیم، سماجی انصاف اور ملک کی ترقی میں نوجوانوں کے کردار کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔جہاں جہاں شہری کا لفظ استعمال ہوا ہے،اس میں نوجوان بھی شامل ہے،اس لیے عمومی طور پر شہریوں کے حقوق و فرائض سے متعلق سبھی دفعات میں نوجوان بھی برابر کے شامل ہیں۔اس حوالے سے چند اہم آرٹیکل درج ذیل ہیں

شمار	آرٹیکل	تفصیل
.1	آرٹیکل 9	کسی شخص کو زندگی اور آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے۔ (کسی بھی انسان کی جان لینا، کسی کو غلام بنانا یا کسی شخص کو قید رکھنا جرم ہے۔)
.2	آرٹیکل 11	غلامی، جبری مشقت اور چائلڈ لیبر کی ممانعت کرتا ہے۔اس کا مقصد بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنا اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ وہ استحصالی مشقت کا شکار نہ ہوں۔
.3	آرٹیکل 12،13	قانونی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے
.4	آرٹیکل 14 الف	شہریوں کی پرائیویسی کے تحفظ کی بات کی گئی ہے۔

شمار	آرٹیکل	تفصیل
.5	آرٹیکل 15	نقل وحرکت کی آزادی
.6	آرٹیکل 16	اجتماع کی آزادی
.7	آرٹیکل 17	انجمن سازی، سیاسی جماعت بنانے، کسی سیاسی جماعت کا رکن بننے، سیاسی جماعت کو مالی ذرائع کا جوابدہ ہونے، اپنے قائدین وعہدہ داران کے چناؤ کے لیے پارٹی کے اندر انتخابات منعقد کرنے کی بات کرتے ہیں۔
.8	آرٹیکل 18	شہریوں کو جائز پیشہ، مشغلہ یا تجارت وکاروبار کرنے کا حق دیتا ہے۔
.9	آرٹیکل 19 اور 19الف	تقریر اور اظہار کی آزادی اور معلومات تک رسائی کا حق دیتا ہے۔
.10	آرٹیکل 20	شہریوں کو عقیدے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ و تعلیم کی آزادی دیتا ہے۔
.11	آرٹیکل 21	تعلیمی اداروں میں تعلیم پانے والوں کو کسی دوسرے مذہب کی مذہبی تعلیم حاصل کرنے، تقریب میں شرکت کرنے یا عبادت میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ نیز کسی شہری کو محض نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بنا پر سرکاری خرچ پر چلنے والے تعلیمی اداروں میں داخل ہونے سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
.12	آرٹیکل 25الف	نوجوانوں سمیت پاکستان کے تمام شہریوں کے لیے تعلیم کے بنیادی حق کی ضمانت دیتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "ریاست پانچ سے سولہ

شمار	آرٹیکل	تفصیل
		سال کی عمر کے تمام بچوں کو اس طریقے سے مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی جس کا تعین قانون کے ذریعے کیا جائے۔
13.	آرٹیکل 25، 26 اور 27	تعلیمی اداروں، تفریحی مقامات اور ملازمتوں کے حوالے سے محض نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بنا پر امتیازی برتاؤ سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔
14.	آرٹیکل 28	مقامی زبانوں اور ثقافتوں کے تحفظ اور فروغ کے حوالے سے آئینی حق کی بات کی گئی ہے۔
15.	آرٹیکل 32	منتخب نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کی حوصلہ افزائی، اور ان اداروں میں کسانوں، مزدوروں اور عورتوں کی خصوصی نمائندگی کی بات کی گئی ہے۔
16.	آرٹیکل 33	شہریوں کے درمیان علاقائی، نسلی، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصبات کی حوصلہ شکنی کی بات کی گئی ہے۔
17.	آرٹیکل 34	قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرنے۔
18.	آرٹیکل 36	اقلیتوں کے جائز حقوق، مفادات اور ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی کے تحفظ کی بات کی گئی ہے۔
19.	آرٹیکل 37	کم از کم ممکنہ مدت میں ناخواندگی کے خاتمے، مفت اور لازمی ثانوی تعلیم کی فراہمی، فنی وپیشہ وارانہ تعلیم کو عام کرنے، اعلیٰ تعلیم کو یکساں

شمار	آرٹیکل	تفصیل
		طور پر قابل دسترس بنانے، آسان اور سستے انصاف کو یقینی بنانے کی بات کی گئی ہے۔
20.	آرٹیکل 38	عام آدمی کی معیار زندگی کو بہتر کرنے، قومی وسائل کے ارتکاز کو کم کرنے، حقوق کی منصفانہ تقسیم، سرکاری ملازمتوں میں عدم مساوات کو کم کرنے اور دستیاب قومی وسائل میں معقول آرام و فرصت کے ساتھ کام اور مناسب روزی کی سہولتیں فراہم کرنا، ریاست کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔

اگرچہ دستور پاکستان[3] کے مذکورہ بالا دفعات بطور شہری نوجوانوں کے حقوق و فرائض کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان دفعات کے علاوہ، پاکستان میں رائج دیگر قوانین اور پالیسیوں کا مقصد نوجوانوں کو وہ مواقع فراہم کرنا ہے جن کی انہیں تعلیم، روزگار، اور شہری زندگی میں بھرپور شرکت میں کامیابی کے لیے ضرورت ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ آئین ایک زندہ دستاویز ہے اور اس میں ترامیم کی جاسکتی ہیں۔ پاکستانی حکومت نے نوجوانوں کی مخصوص ضروریات اور حقوق کو پورا کرنے کے لیے اضافی اقدامات کیے یا تجویز کیے ہیں۔[4]

3 https://na.gov.pk/uploads/documents/1333523681_951.pdf
4 https://www.pips.gov.pk/wp-content/uploads/2023/05/PIPS-Youth-Guide-2023-Final-Version.pdf

سیاسی پارٹیوں کے منشورات اور نوجوان آبادی

پاکستان کی مختلف قومی سیاسی پارٹیوں نے اپنے منشورات میں نوجوانوں کو متحرک کرنے اور اپنی طرف راغب کر کے ان کے ووٹ اور سپورٹ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں ہم کچھ چنیدہ سیاسی جماعتوں کے ویب سائٹس سے حاصل کردہ منشورات کے کچھ اہم نکات ذکر کر رہے ہیں۔

پاکستان مسلم لیگ نواز (پی ایم ایل این)

مسلم لیگ (ن) کے منشور میں نوجوانوں کو ہنر مندی کی تربیت، کاروباریوں کو قرضے اور ٹیکس میں چھوٹ، بنیادی ڈھانچے اور زراعت اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کر کے روزگار کے لاکھوں مواقع پیدا کرنے، قومی اور صوبائی سطح پر یوتھ کونسل اور یوتھ کمیشن بنانے، ہائیر ایجوکیشن خاص طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی اور تحقیق و ترقی کے میدانوں میں مزید سرمایہ کاری کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے، پاکستان مسلم لیگ نون نے نوجوانوں کو براہ راست مخاطب نسبتاً کم کیا ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی)

پاکستان پیپلز پارٹی نے 2018 کے انتخابات کے لیے اپنے منشور میں تمام شہریوں بشمول نوجوانوں کے لیے روٹی، کپڑا، مکان اور ہیلتھ کیئر کی بنیادی ضروریات فراہم کرنے پر زور دیا ہے، بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے ذریعے خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانا، "نوجوان پاکستان"، "یوتھ لیڈر شپ" کے ذریعے نوجوانوں کو اکیسویں صدی میں درکار مہارتوں اور ہنر کی تربیت دے کر بااختیار کرنا، نوجوانوں کو سیاسی سطح پر مزید شرکت کے مواقع دینا، سب کے لیے یکساں طور پر

معیاری تعلیم یقینی بنانا، معذوروں، خواجہ سراؤں اور دیگر کمزور طبقات کے لیے کام کے محفوظ اور آسان مواقع اور ماحول کی فراہمی وغیرہ کا وعدہ کیا گیا ہے۔[5]

جماعت اسلامی پاکستان (جے آئی پی)

جماعت اسلامی پاکستان نے نوجوانوں کی اسلامی تعلیمات کے ذریعے نظریاتی تربیت کرنے، نوجوانوں کے لیے تعلیم، روزگار، کھیل، اور مثبت ثقافتی سرگرمیوں کے ذریعے مزید مواقع پیدا کرنے، خواتین کو تعلیم اور روزگار کے مواقع فراہم کرکے انہیں بااختیار بنانے اور نوجوانوں کو پارلیمنٹ میں ان کی نمائندگی بڑھا کر اور یوتھ پارلیمنٹ بنا کر حکومت میں آواز دینے کا وعدہ کیا ہے۔[6]

پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی)

پی ٹی آئی کے 2018 کے انتخابات کے منشور میں نوجوانوں سے کئی وعدے کیے گئے، جبکہ یوتھ پالیسی الگ سے بھی تشکیل دی گئی ہے۔ نوجوانوں سے متعلق کیے گئے وعدوں کے چند اہم نکات کا خلاصہ یہاں ذکر کیا جارہا ہے[7]۔ نوجوانوں کے لیے پانچ سال میں ایک کروڑ روزگار کے مواقع پیدا کرنا، قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے 25 فیصد ٹکٹیں نوجوان نمائندوں کو مختص کرنا، پیشہ وارانہ تربیت کے ذریعے سالانہ تین لاکھ سے بیس لاکھ تک نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کے لیے پاکستان میں دس ٹیکنکل یونیورسٹیوں کا قیام، طلبہ یونین کی بحالی، نوجوان خواتین کے لیے محفوظ ماحول فراہم کرنا، بلوچستان کے نوجوانوں سے سیاسی مکالمہ کرنا، نوجوانوں کو تعلیم، پیشہ وارانہ تربیت،

---

5 https://ppp.org.pk/

6 https://jamaat.org/

7 https://www.insaf.pk/

انٹر پرینیور شپ اور سکالر شپ کے مواقع فراہم کرنا، پچاس ہزار ریونی ورسٹی طلبہ پر مشتمل نیشنل لٹریسی پروگرام بنانا وغیرہ شامل ہیں۔

عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی)

عوامی نیشنل پارٹی کے منشور میں نوجوانوں کے لیے یوتھ ڈیویلیپمنٹ اینڈ ایمپلائیمنٹ پروگرام کے ذریعے ہنر مندی، تحقیق اور تعلیم کا انتظام کرنے، فنون لطیفہ، ثقافت اور کھیل کود اور رضاکارانہ خدمت کے ذریعے عدم تشدد کی تربیت دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کے ذریعے کاروبار اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی بات کی گئی ہے۔[8]

الیکشن کمیشن آف پاکستان میں اس وقت 171 سیاسی جماعتیں رجسٹرڈ ہیں، ان میں سے زیادہ جماعتیں کسی ایک علاقے یا صوبے تک محدود ہیں۔
ان میں سے اکثر جماعتوں کی منشورات میں نوجوانوں پر توجہ نہیں دی گئی۔

اگرچہ الیکشن کمیشن آف پاکستان میں اس وقت 171 سیاسی جماعتیں رجسٹرڈ ہیں، ان میں سے زیادہ جماعتیں کسی ایک علاقے یا صوبے تک محدود ہیں۔ قومی سطح پر سرگرم جماعتوں کی تعداد کم ہے تاہم ان میں سے اکثر جماعتوں کی منشورات میں نوجوانوں پر توجہ نہیں دی گئی۔

[8] http://anp.org.pk/

سیاسی نعروں اور عملی اقدامات کے درمیان خلیج

تعلیم، ہنر اور پیشہ وارانہ مہارتوں کی تربیت

اگرچہ مذکورہ ساری پارٹیوں نے نوجوانوں کے لیے تعلیم، ہنر، پیشہ وارانہ مہارتوں کی تربیت کی بات کی ہے۔ تاہم ساری پارٹیاں اپنی حکومت میں ان منشورات پر عمل کرنے سے قاصر رہی ہیں۔ گیلپ کے مطابق 15 سے 29 سال کی عمر کے 21.8 ملین نوجوان تعلیمی اداروں میں ہیں اور نہ ہی کسی روزگار سے منسلک ہیں یعنی تعلیم اور روزگار دونوں سے باہر ہیں [9]

یونیسف کے مطابق پاکستان میں بڑی تعداد میں سکول کی عمر کے بچے سکولوں سے باہر ہیں اور اس لحاظ سے پاکستان دنیا میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ اپریل 2023 کے اعداد و شمار کے مطابق 16-5 سال کی عمر کے 44 فیصد بچے جو تقریباً دو کروڑ تیس لاکھ بچے بنتے ہیں' سکولوں سے باہر ہیں [10]، جبکہ سولہ سال عمر تک کی تعلیم یعنی میٹرک تک کی تعلیم کو لازمی اور ہر شہری کا بنیادی آئینی حق قرار دیا گیا ہے۔ مختلف پارٹیوں کی حکومتیں رہی ہیں مگر سب اپنے بچوں کو ان کے بنیادی حق کی ادائیگی میں ناکام ہونے پر آئینی طور پر غفلت اور جرم کی مرتکب ہوئی ہیں۔

علاوہ ازایں سکولوں سمیت پیشہ وارانہ تعلیم اور اعلیٰ تعلیم میں معیارِ تعلیم کا معاملہ بھی تشویشناک ہے۔ پیشہ وارانہ تربیت، اعلیٰ تعلیم و تحقیق میں معیار کی کمی کے باعث مختلف شعبوں میں ایجادات، دریافتوں اور سائنس و ٹیکنالوجی سمیت مختلف شعبوں میں باہمی اشتراک اور اقتصادی ترقی کے عالمی دوڑ میں ہم پیچھے رہ گئے ہیں اور قرضوں پر ملکی معیشت چل رہی ہے۔

---

9 https://gallup.com.pk/post/34213
10 https://www.unicef.org/pakistan/education

روزگار، انٹرن شپ اور انٹرپرینیور شپ

سبھی جماعتوں نے نوجوانوں کے لیے روزگار، انٹرن شپ اور انٹرپرینیور شپ کے مواقع پیدا کرنے کے وعدے کیے ہیں تاہم ملک کے نوجوان اس حوالے سے پریشان حال ہیں۔ لیبر مارکیٹ کے تقاضوں کو پورا کرنا ہو یا سائنس اور ٹیکنالوجی، زارعت، صنعت، معدنیات اور سیاحت سمیت مختلف اقتصادی شعبوں میں نئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے ہوں، ہر لحاظ سے ملک خطے کے دیگر ممالک سے پیچھے رہ گیا ہے۔ ورلڈ بینک کے مطابق ملک کی تقریباً 40 فیصد آبادی خط غربت سے نیچے چلی گئی ہے۔ اور بے روزگاری کی شرح 6 فیصد سے بھی بڑھ چکی ہے[11]۔

دستوری خواندگی اور جمہوری مزاج کی تربیت

سیاسی پارٹیوں نے اپنے کارکن اور ووٹر نوجوانوں کے لیے آئینی خواندگی، قوانین کی تعلیم، سوک ایجوکیشن، لیڈرشپ، تنقیدی و تخلیقی فکر، مکالمہ کی مہارت، مسائل حل کرنے کی مہارت جیسی بنیادی مہارتوں کے حوالے سے تربیت پر توجہ کم دی جاتی ہے، چنانچہ وہ ایسے قومی سطح کے پروگرام لانچ کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔

ایک بڑی اور بنیادی وجہ آئین، تعزیرات اور محکمانہ قوانین کی انگریزی زبان میں ہونے کے باعث عمومی تفہیم کا معاملہ بھی ہے۔ ججز، وکلا، دفتری احکامات سب انگریزی زبان میں دیے جاتے ہیں۔ عام فہم اردو زبان میں عام شہریوں کے لیے ان کے آئینی حقوق و فرائض اور ملکی قوانین کی تعلیم و تفہیم کے بغیر ان سے قانون پسندی، جمہوری رویوں کی توقع کرنا عبث ہے۔

ساری پارٹیاں بوقت ضرورت نوجوانوں کو احتجاجوں میں متحرک کرنا چاہتی ہیں لیکن انہیں یہ تربیت دینے کی زحمت نہیں کرتی کہ وہ جمہوری طریقے سے احتجاج کیسے کرنا ہے اور تشدد،

11 https://data.worldbank.org/country/pakistan?view=chart

منافرت، گالم گلوچ، الزام تراشیاں، تحقیر آمیز القابات قانون کی خلاف ورزی اور عوامی اور قومی املاک و تنصیبات کو نقصان پہنچانے سے کیسے بچیں۔

نوجوان ملک کی سیاسی قیادت سے یہ سوال کرتی ہے کہ انتخابات میں حصہ لینے اور حکومت میں ہر آنے والی سیاسی پارٹی نوجوانوں سے بڑے وعدے کرتی ہے، جب حکومت میں ہو تو عام طور پر اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لیے اقتدار کے آخری سالوں میں پالیسی شروع کرتی ہے اور جب حکومت سے باہر ہو جاتی ہے تو نئی آنے والی پارٹی گزشتہ حکومت کی قومی سرمایے سے شروع کی ہوئی سب پالیسیاں وہیں پر معطل کر دیتی ہے اور نئے نئے وعدے کیے جاتے ہیں اور نئے تجربے شروع ہوتے ہیں۔ پالیسی میں بار بار کا تعطل اور بار بار صفر سے شروع کرنے کی روایت سیاسی عمل پر نوجوانوں کا بھروسہ کمزور کر رہی ہے۔

جمہوری عمل و نظام میں شرکت کی تربیت

مختلف گورنینس کی سطحوں پر فیصلہ سازی کے عمل میں حصہ لینے میں نوجوانوں کی دلچسپی ضرور ہے، لیکن انہیں ایسا کرنے کے مناسب مواقع نہیں مل رہے ہیں۔ "تنظیمی صلاحیتوں اور مناسب پلیٹ فارمز" کی بنیادی کمی ہے جس کے ذریعے وہ ترقی پسند نظریات کا ہم آہنگ محاذ بنانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔[12]

سیاسی پارٹیاں نوجوانوں کے ووٹ اور بھرپور سپورٹ مانگتی ہیں، مگر انہیں ووٹ کے اندراج، ووٹ کاسٹنگ، اور پولنگ سٹیشن اور پولنگ کے بعد کے مراحل اور ذمہ داریوں کے متعلق تربیت نہیں دیتیں۔ انہیں انتخابات کے عمل میں متحرک، پُرامن اور سیاسی لحاظ سے آگاہ رکھنے کے لیے کوئی لائحہ عمل نہیں دیتیں۔

[12] https://www.pakpips.com/web/wpcontent/uploads/2023/05/YouthSocialContract.pdf

نیز حکومتی معاملات میں شفافیت اور عوامی احتساب اور ذمہ دار شہری کے حوالے سے تربیت نہیں دی جاتی۔ نوجوانوں سے قومی مقاصد ومفادات کے لیے قربانیاں تو مانگی جاتی ہیں مگر انہیں ان کے آئینی حقوق وفرائض اور ان کے حصول اور فرائض کی ادائیگی کے قانونی راستوں سے متعلق آگاہی نہیں دی جاتی۔

کروڑوں ملازمتیں، لاکھوں لیپ ٹاپ، ہزاروں کاروباری سکیمیں، سینکڑوں سکالرشپس، اربوں کے قرضے جیسے بلند وبانگ دعوؤں کے باوجود پاکستانی نوجوان دیکھتے ہیں کہ یہ نعرے کافی حد تک انتخابات کے منعقد ہونے کے بعد کاغذوں اور فائلوں میں رہ جاتے ہیں، یا زیادہ سے زیادہ ایک محدود اور مخصوص تعداد پر مشتمل نوجوانوں تک ہی یہ ثمرات پہنچ جاتے ہیں۔ نوجوانوں کے جمہوری طور پر بااختیار نہ ہونے اور سیاسی جماعتوں اور حکومتوں کے شہریوں کے سامنے جوابدہ نہ ہونے کا عمل نوجوانوں کو غیر سیاسی بنانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

طلبہ یونین کو بحال کرنے کی باتیں سبھی پارٹیوں نے کی ہیں مگر ملک میں طلبہ یونین پر پابندی کے باعث مستقبل کے سیاسی ورکرز اور قائدین کے حوالے سے موجود خلا کو پُر کرنے کی کوئی عملی اقدام نظر نہیں آتا۔

عصری تقاضوں کے مطابق سماجی شعور کی تربیت

نوجوانوں کو سِوِک ایجوکیشن، رضاکارانہ خدمت، عالمگیریت، ڈیجیٹل لٹریسی اور سیاسی کلچر اور مکالمے کی تربیت فراہم نہیں کی جاتی۔ وہ اپنی آئینی آزادیوں، حقوق اور فرائض کے حوالے سے یا لاعلم ہیں یا بالکل لاتعلق مگر سیاسی پارٹیاں اس لاعلمی ولاتعلقی کی خلیج کو پاٹنے کے لیے بھی حساس اور تیار نہیں۔ نوجوانوں کو تنوع کی تحسین اور مختلف آراء، عقائد، نسل، طریقوں اور نقطہ ہائے نظر کے حوالے سے تربیت کے فقدان کے باعث نوجوان شدت پسندی کے بیانیوں سے متاثر ہوتے جا

رہے ہیں۔ مختلف انتہا پسند گروہ ان نوجوانوں کو اپنی انتہا پسند فکر سے متاثر کر رہے ہیں۔ نوجوانوں کی سیاسی و جمہوری عمل سے دلچسپی کم ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔

بینظیر انکم سپورٹ پروگرام، کامیاب جوان پروگرام، احساس پروگرام، لیپ ٹاپ سکیم جیسے پروگرام خوش آئند ہیں جن سے نوجوانوں کے لیے تعلیم، روزگار، کاروبار کے اچھے مواقع سامنے آئے ہیں۔ تاہم پالیسیوں میں تسلسل، ٹھوس منصوبہ بندی اور انسانی ترقی، انفراسٹرکچر کی بہتری، صنعت، سیاحت، زراعت، مواصلاتی نظام، سائنس و ٹیکنالوجی اور موسمیاتی پیش بندی کے میدانوں میں سرمایہ کاری، سیاسی استحکام اور اقتصادی ویژن ضروری عوامل ہیں۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹیو ڈیویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرینسی، (PILDAT) کے بانی اور سیاسی تجزیہ کار احمد بلال محبوب ڈان اخبار میں چھپے اپنے ایک آرٹیکل میں کہتے ہیں کہ یہ بات حیران کن ہے کہ پاکستان میں سیاسی جماعتوں نے نوجوان ووٹرز کی زیادہ تعداد، زیادہ جذبہ اور سوشل میڈیا ایکٹیوزم کے باوجود بالعموم نوجوانوں اور نوجوان ووٹرز اور امیدواروں پر خاص طور پر بہت کم توجہ دی ہے۔ یہ دیکھنا باقی ہے کہ کیا اگلے انتخابات میں چیزیں نمایاں طور پر تبدیل ہوں گی اور کون سی پارٹی نوجوان ووٹرز کی زیادہ فیصد کو متحرک اور راغب کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ نوجوان اگر کامیابی کے ساتھ متحرک ہو گئے تو اگلے انتخابات میں تبدیلی لانے کا واحد سب سے اہم عنصر ہو گا۔[13]

---

13 https://www.dawn.com/news/1709346

پاکستان کی یوتھ پالیسیاں (2008-2023)

پاکستان میں آخری بار وفاقی سطح پر یوتھ پالیسی 2008 میں سامنے آئی، اس کے بعد 2010 میں اٹھارہویں آئینی ترمیم کے نتیجے میں تعلیم، صحت اور کھیل و ثقافت جیسے شعبے صوبائی حکومت کے ماتحت ہو گئے چنانچہ پاکستان میں کوئی "قومی یوتھ پالیسی" موجود نہیں ہے[14]۔ چنانچہ زیادہ تر صوبائی حکومتوں نے ان شعبوں کے ضمنی سبجیکٹ کے طور پر یوتھ پالیسی مرتب کرنے پر کسی حد تک توجہ دی ہے۔ نوجوانوں کی خاصی آبادی کے باوجود 2018 کے عام انتخابات کے بعد سے چاروں صوبوں میں سے کسی نے بھی اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی نہیں کی۔ 2019 میں وفاقی حکومت نے نیشنل یوتھ ڈیویلپمنٹ فریم ورک دیا جس کے تین بنیادی مقاصد تعلیم (education)، روزگار (employment) اور شمولیت (engagement) تھے۔

صوبائی پالیسیوں کا خلاصہ:

1. پنجاب یوتھ پالیسی (2012): اس پالیسی کا مقصد نوجوانوں کے لیے ایک سازگار ماحول پیدا کرنا ہے، جس میں معاشی بااختیار بنانے، ہنر مندی کی تربیت، انٹرپرینیورشپ، صنفی مساوات، اور کھیلوں اور ثقافت پر توجہ دی جائے۔ اس میں پیشہ ورانہ تربیت، ملازمتیں، یوتھ وینچر کیپیٹل فنڈ، انکیوبیشن مراکز، مائیکرو فنانس، اور صحت اور تعلیم کے پروگرام شامل ہیں۔ نیز یہ پالیسی بلدیاتی انتخابات میں نوجوانوں کے لیے پانچ فیصد کوٹہ مختص کرنے کی تجویز کرتی ہے۔
2. سندھ یوتھ پالیسی (2018): اس پالیسی کا مقصد نوجوانوں کو یکساں مواقع فراہم کرنا ہے، جس میں انٹرپرینیورشپ، اختراعات و ایجادات، انکیوبیشن سینٹرز، سکل ڈویلپمنٹ اور شعبہ

14 https://www.youthpolicy.org/factsheets/country/pakistan/

جاتی اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔ یہ تعلیم، صحت، رضاکارانہ خدمت، اور سیاسی بااختیار بنانے پر بھی توجہ مرکوز کرتا ہے۔

3. خیبر پختونخوا یوتھ پالیسی (2016): اس پالیسی کا مقصد تعلیم، صحت، روزگار کے مواقع پیدا کرنے، مہارتوں میں اضافہ، انٹرپرینیورشپ، انٹرن شپس، اور کیمپس میں ملازمت پر توجہ کے ساتھ ترقی کے مساوی مواقع فراہم کرنا ہے۔ اس میں انکیوبیشن مراکز کا قیام، نصاب کی تجدید، اور نوجوانوں کے لیے مالی وسائل شامل ہیں۔
4. بلوچستان کی یوتھ پالیسی ابھی تک منظور نہیں ہوئی ہے۔

یوتھ پالیسی

نوجوانوں کے حوالے سے آخری بار سامنے آنے والی پالیسیاں

- پاکستان میں آخری بار وفاقی سطح پر قومی پالیسی 2008 میں بنی، اس کے بعد 2010 میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد یوتھ صوبے کا سبجیکٹ بن گیا
- وفاقی حکومت: وزیر اعظم نیشنل یوتھ ڈویلپمنٹ فریم ورک (NYDF)، 2019
- سندھ: سپورٹس اینڈ یوتھ افیئرز ڈیپارٹمنٹ 2018
- کے پی: کھیل، سیاحت، ثقافت، آثار قدیمہ، عجائب گھر اور نوجوانوں کے امور کے محکمے۔ 2016
- پنجاب کے محکمہ امور نوجوانان، کھیل، آثار قدیمہ اور سیاحت کا آغاز 2012 میں کیا گیا تھا۔

نوجوانوں کی موجودہ پالیسیوں کا تقابلی تجزیہ تمام صوبوں میں مماثلت کو ظاہر کرتا ہے، جس میں بے روزگاری، نوجوانوں کی سیاسی شرکت، تعلیم، سکالرشپ، اور کم ترقی یافتہ علاقوں اور کمزور طبقات کے نوجوانوں کے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پالیسیوں میں بیان کردہ اہداف کے حصول کے لیے مخصوص بجٹ، ٹھوس عملی اقدامات، اور نفاذ کی حکمت عملیوں کا فقدان ہے۔ مثال کے طور پر، جب نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے، تو یہ تفصیلات موجود نہیں ہیں کہ اسے کیسے پورا کیا جائے۔

مجموعی طور پر، جبکہ صوبائی نوجوانوں کی پالیسیوں میں نوجوانوں کی ترقی کے مختلف پہلوؤں پر توجہ دی گئی ہے، نفاذ کی ٹھوس حکمت عملی، بجٹ مختص کرنے، اور ملازمتیں پیدا کرنے کی تفصیلات کو بہتر طریقے سے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

پنجاب یوتھ پالیسی میں امن اور خواتین دوست سیاست کو فروغ دینے کے لیے مقامی حکومتوں میں یوتھ کوٹہ جیسے اقدامات شامل ہیں۔ سندھ کا مقصد منتخب طلبہ یونینز قائم کرنا ہے، جب کہ خیبر پختونخوا جمہوریت کی تربیت اور مقامی حکومتوں میں نوجوانوں کی نمائندگی پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ تاہم، بلوچستان میں منظور شدہ یوتھ پالیسی کا فقدان ہے۔

نوجوان آبادی کے حوالے سے بڑھتے مطالعات کے تناظر میں خاص طور پر سیاسی شرکت، جدید ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، ای کامرس، فری لانسنگ، مصنوعی ذہانت، جدید اختراعات و ایجادات اور ان چیزوں کے عالمگیر اثرات کے پیش نظر نوجوانوں کی اہمیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

نوجوان آبادی کی تعلیم اور تربیت کا بندوبست

نوجوانوں کی سماجی و اقتصادی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں بہت سے عوامل شامل ہیں جن میں سب سے نمایاں تعلیم، روزگار، کاروبار اور انٹرپرینیورشپ اور عالمی اشتراک کے مواقع کا فقدان شامل ہے۔ بڑی تعداد میں بچوں کی تعلیم سے محرومی، تعلیمی معیار کی گراوٹ، بامشقت چائلڈ لیبر، خوراک کی کمی، صحت کے مسائل اور تفریح و کھیل کود کے لیے میدانوں اور درکار وسائل کا نہ ہونا جیسے مسائل نوجوانوں کو مناسب نشو و نما اور بنیادی تعلیم و تربیت سے محروم کر رہے ہیں۔ تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال سمیت نوجوانوں کے پروگراموں میں سرمایہ کاری کا یہ فقدان ہنر کی نشوونما میں رکاوٹ ہے۔ نتیجتاً، اقتصادی ترقی اور پائیدار ترقی کے ہدف پر پیش رفت سست ہے۔ پاکستانی نوجوانوں کو کاروباری مواقع، ملازمت اور پیداواری سرگرمیوں میں حصہ لینے کے مواقع کی کمی کا سامنا ہے۔

ایک بنیادی وجہ آبادی میں اضافہ ضرور ہے تاہم پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جو اپنی مجموعی قومی پیداوار میں سے تعلیم پر چار فیصد سے بھی کم خرچ کرتے ہیں۔ آزادی کے 76 سالوں میں شرح خواندگی کی رفتار بہت سست رہی ہے۔ اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق 2022-23 میں شرح خواندگی 62.8 فیصد تک ہی پہنچ سکی ہے[15]، جبکہ یونسیف کے مطابق سکول جانے کی عمر کے 44 فیصد بچے سکولوں سے باہر ہیں۔ تعلیم پر پاکستان اپنی جی ڈی پی کا صرف 2.9 فیصد خرچ کرتا ہے جو کہ، افغانستان اور نیپال سے کم ہیں۔ ورلڈ بینک کی اعداد و شمار[16] کے مطابق پاکستان نے تاریخی طور پر صرف تین بار 1987، 1997 اور 2016 میں جی ڈی پی کا تین فیصد

15 https://www.finance.gov.pk/survey/chapters_23/10_Educati
16 https://data.worldbank.org/indicator/SE.XPD.TOTL.GD.ZS?contextual=region &locations=PK&view=chart

تعلیم پر خرچ کیا ہے۔ 2020 میں پاکستان نے اپنے سالانہ قومی بجٹ کا صرف 2.4 فیصد تعلیم پر خرچ کیا ہے۔

اگر ہم خطے کے دیگر ممالک کا جائزہ لیں تو 2020 میں سب سے زیادہ بھوٹان نے 7 فیصد اپنی جی ڈی پی کا تعلیم پر خرچ کیا ہے، جبکہ 2.4 کے ساتھ پاکستان چھٹے نمبر پر آتا ہے۔ تعلیم پر خرچ کرنے کے معاملے میں مالدیپ، بھوٹان، بھارت نے تدریجاً بہتری دکھائی ہے۔ درج ذیل جدول میں خطے کے ممالک نے تعلیم پر اپنی جی ڈی پی کا کتنا فیصد خرچ کیا ہے اس کا سرسری جائزہ ہے۔

خطے کے ممالک اور تعلیم پر خرچ

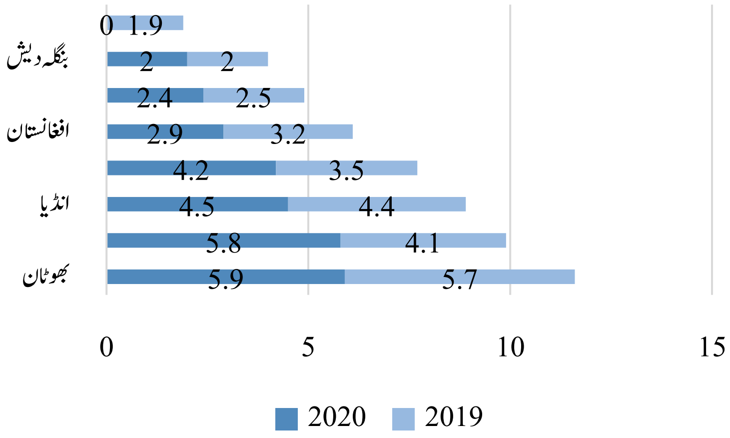

اس لحاظ سے 2020 میں پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش اور افغانستان نے اوسطاً تین فیصد سے کم جی ڈی پی کا تعلیم پر خرچ کیا ہے۔ تعلیم پر خرچ نوجوانوں کو معیاری تعلیم کاروبار، ملازمت اور تحقیق و تخلیق کے نئے مواقع پیدا کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

روزگار اور کاروبار کا معاملہ

پاکستان میں نوجوانوں کی آبادی کو درپیش سب سے بڑے چیلنجوں میں سے بے روزگاری اور غربت سرفہرست مسائل ہیں۔ نوجوانوں میں بے روزگاری اور غربت کی شرح اب بھی زیادہ ہے اور آنے والے سالوں میں اس شرح میں اضافہ متوقع ہے۔

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کے مطابق 2022 میں پاکستان میں بے روزگاری کی شرح 6.4 فیصد رہی ہے [17]۔ بے روزگاری کے اثرات کئی سطح پر رونما ہوئے ہیں۔ ان اثرات میں سے ہنرمند اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ملک چھوڑ کر ترقی یافتہ ممالک میں ہجرت کرنا بھی شامل ہے۔ پاکستان بیورو آف امیگریشن اینڈ اورسیز ایمپلائیمنٹ کے مطابق 2022 میں سات لاکھ سے زائد پاکستانی نوجوانوں نے زندگی کے بہتر مواقع کی خاطر وطن ترک کیا ہے۔[18]

پاکستان میں بے روزگاری کی بلند شرح کی کئی وجوہات ہیں:

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی

پاکستان کی آبادی 2.4 فیصد سالانہ کی شرح سے بڑھ رہی ہے، جس کا مطلب ہے کہ ہر سال ملازمتوں کے مواقع سے زیادہ لوگ افرادی قوت میں داخل ہو رہے ہیں۔

ہنرمند کارکنوں کی کمی

پاکستان کا تعلیمی نظام لیبر مارکیٹ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اتنے ہنرمند کارکن پیدا نہیں کر رہا ہے۔

---

17 https://www.ilo.org/shinyapps/bulkexplorer37/?lang=en&segment=indicator&id=UNE_2EAP_SEX_AGE_RT_A

18 https://tribune.com.pk/story/2390704/countrys-brain-drain-situation accelerated-in-2022

بنیادی ڈھانچے میں سرمایہ کاری کا فقدان

پاکستان کا بنیادی ڈھانچہ، جیسے مواصلاتی نظام، انٹرنیٹ، سکول، ہسپتال، کھیل کے میدان، ایئرپورٹ، ریل پٹریاں، سڑکیں اور انرجی پلانٹس میں سرمایہ کاری نہ ہونے کے باعث معاشی سرگرمیاں اور روزگار کے مواقع محدود ہیں۔

چھوٹے کاروبار اور سٹارٹ اپس کی تقویت نہ کرنا

روایتی چھوٹے کاروبار سے لے جدید ڈیجیٹل اور ای کامرس کے سٹارٹ اپس تک کے کاروبار کے لیے آسانیاں اور سازگار ماحول نہ ہونا بھی بے روزگاری کی ایک بڑی وجہ ہے۔ جبکہ یہاں رجسٹریشن، لائسنس، اجازت نامہ، تصدیق نامہ، توثیق نامہ، بینک اکاؤنٹس کھولنا، محکمانہ ضابطے، ٹیکس کا پیچیدہ نظام جیسے مسائل کی وجہ سے کاروبار شروع کرنے کے خواہش مند نوجوانوں کو چیلنجز درپیش ہیں۔

سیاسی عدم استحکام

پاکستان حالیہ برسوں میں سیاسی عدم استحکام سے دوچار ہے، جس کی وجہ سے کاروباری اداروں کے لیے سرمایہ کاری اور ملازمتیں پیدا کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

بدعنوانی اور بیڈ گورنینس

ترقیاتی کاموں اور اداروں میں بدعنوانی اور بے ضابطگیاں نہ صرف قومی وسائل کے ضیاع کا سبب ہیں بلکہ اداروں کی ساکھ کو بھی متاثر کر دیتی ہیں۔ اختیارات کا غلط استعمال، وسائل کا بے جا اور بے تحاشہ خرچ، قانون کی بالادستی کا فقدان، بیڈ گورنینس، میرٹ اور کوالٹی کی خلاف ورزی، افسر شاہی کی شہ خرچیاں مجموعی طور پر ملک میں غربت و بے روزگاری میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ رشوت، سفارش، بدعنوانی، اختیارات کا غلط استعمال جیسے جرائم ذمہ دار اور بطور شہری اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ نوجوانوں کو بددل کر دینے کے لیے کافی ہیں۔

فنون لطیفہ اور تفریح کا فقدان:

کھیل کود، فنون لطیفہ، ثقافتی و تفریحی سرگرمیوں کا انسان کی تخلیقی صلاحیتوں سے گہرا تعلق ہے۔ یہ چیزیں انسان کی ذہنی صحت، تخلیقی و پیداواری صلاحیتوں میں اضافے اور سماجی ہم آہنگی کے لیے بہت ضروری ہیں۔ پاکستان مختلف قدیم تہذیبوں، مذاہب، نسلوں اور ثقافتی تنوع کا مرکز ہے۔ فنون لطیفہ، ثقافت، تفریح اور سیاحت میں سرمایہ کاری غربت و بے روزگاری میں کمی کا باعث بن سکتی ہے۔

موسمیاتی تبدیلی

پاکستان موسمیاتی تبدیلی سے متاثر ہونے والے سرفہرست ممالک میں شامل ہے۔ برفانی پہاڑوں یا گلیشئر کے پگھلاؤ، بے وقت زیادہ بارشیں، سیلاب، گرم لہریں، خشک سالی اور ماحولیاتی آلودگی موسمیاتی تبدیلی کے اہم اثرات میں سے ہیں۔ موسمیاتی تبدیلی کے باعث سیلاب سے دیہی و شہری علاقوں میں گھروں، سڑکوں اور انفراسٹرکچر اور مواصلاتی نظام کی تباہی، فصلوں کی بربادی، مال مویشیوں کا نقصان، پینے کے صاف پانی اور خوراک کی کمی، اندرون ملک بڑے پیمانے پر ہجرت اور نظام زندگی کے مفلوج ہونے اور بحالی میں مشکلات کے باعث لوگوں کے روزگار اور کام کاج اور کاروبار متاثر ہوتے ہیں۔ صنعت، زراعت، سیاحت سمیت مختلف بڑی معاشی سرگرمیاں ماند پڑ جاتی ہیں۔ موسمیاتی تبدیلی سے ہونے والے نقصانات کے بعد امدادی و بحالی سے متعلق چیلنجز کا سامنا سب سے بڑھ کر نوجوان کرتے ہیں۔

ان چیلنجوں کے باوجود پاکستان میں نوجوانوں کی آبادی ایک بڑا اثاثہ ہے۔ پچھلی نسلوں کے مقابلے نوجوانوں کے تعلیم یافتہ ہونے کے امکانات زیادہ ہیں، اور ان کے عالمی معیشت سے جڑے ہونے کے امکانات زیادہ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں اقتصادی ترقی کے لیے ایک محرک بننے کی صلاحیت ہے۔ پاکستان کا مستقبل نوجوانوں کی مضبوطی اور کارکردگی پر منحصر ہے۔ نوجوانوں کو درپیش چیلنجز سے مؤثر انداز میں نمٹ کر پاکستان کے روشن مستقبل کو یقینی بنانے میں حکومت

نوجوانوں کی مدد کر سکتی ہے۔

نوجوان آبادی کی مدد کیسے کی جائے؟

یہاں کچھ اقدامات تجویز کیے جا رہے ہیں جو حکومت نوجوانوں کی آبادی کو سپورٹ کرنے اور انہیں بااختیار بنانے کے لیے کر سکتی ہے:

تعلیم اور تربیت تک رسائی فراہم کرنا

حکومت نوجوانوں کو مفت یا کم خرچ تعلیم اور تربیت فراہم کر سکتی ہے۔ ابتدائی تعلیم کے لیے سکولوں سے باہر بچوں کو دوبارہ تعلیمی سلسلے میں شامل کرنے کے لیے اور انہیں جبری مشقت سے بچانے کا انتظام کرنا ایک ہنگامی ہدف بنانا چاہیے۔ عام سرکاری سکولوں کے معیار کو بڑھانا اور جبکہ اعلیٰ تعلیم کو عام لوگوں کے لیے قابل دسترس بنانا ملک میں تعلیم کے بحران کو کم کر سکتا ہے۔ معیاری تعلیم اور پیشہ وارانہ تربیت سے انہیں وہ ہنر پیدا کرنے میں مدد ملے گی جن کی انہیں ملازمتیں حاصل کرنے اور اپنے کاروبار شروع کرنے کے لیے ضرورت ہے۔

ملازمتیں پیدا کرنا

حکومت انفراسٹرکچر، زراعت، سیاحت اور مینوفیکچرنگ میں سرمایہ کاری کر کے اپنے برآمدات کو بڑھا کے ملازمتیں پیدا کر سکتی ہے۔ اس سے نوجوانوں کو کام کرنے اور معیشت میں حصہ ڈالنے کا موقع ملے گا۔

انٹرپرینیورشپ کو فروغ دینا

حکومت نوجوان کاروباریوں کو قرضے، گرانٹس اور دیگر مسابقتی مالی امداد فراہم کر کے کاروباری کو فروغ دے سکتی ہے۔ اس سے نوجوانوں کو اپنے کاروبار شروع کرنے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ نوجوانوں کی تخلیقی صلاحیتیں ان کو نئے اختراعات و ایجادات کرنے اور سائنس و ٹیکنالوجی کے ذریعے دیگر شعبوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے میں مدد کر سکتی ہیں۔

کاروباری ماحول کو بہتر بنانا

حکومت بدعنوانی، بیوروکریسی اور ٹیکسوں کو کم کر کے کاروباری ماحول کو بہتر بنا سکتی ہے۔ رجسٹریشن، لائسنس، اجازت نامے، تصدیق نامے اور توثیق نامے جیسے دفتری کوائف کے حصول کو آسان تر بنا کر کاروبار کے لیے ماحول کو سازگار بنایا جا سکتا ہے۔ اس سے کاروبار شروع کرنے، چلانے اور ملازمتیں پیدا کرنے میں آسانی ہو گی۔

نوجوان خواتین کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنا

حکومت نوجوان خواتین کو تعلیم، صحت و علاج اور روزگار کے مواقع تک رسائی فراہم کر کے درپیش چیلنجوں سے نمٹ سکتی ہے۔ اس سے نوجوان خواتین کو بااختیار بنانے اور پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنے میں مدد ملے گی۔ روزگار اور کام کی جگہوں، مارکیٹوں، درس گاہوں اور گھروں میں خواتین کو گھریلو تشدد، ہراسمنٹ اور صنفی امتیاز سے تحفظ دینا نوجوان خواتین کو اعلیٰ تعلیم، پیشہ ورانہ تربیت، روزگار، ملازمت اور کاروبار کے لیے آگے بڑھنے کی ہمت بڑھانے اور مواقع میں اضافے کا باعث بنے گا۔

جدید ٹیکنالوجی کے مؤثر استعمال کی تربیت دینا

جدید ٹیکنالوجی کے مؤثر استعمال سے تعلیم و تحقیق سمیت زراعت، معیشت اور سیاحت کے شعبوں اور نت نئے ایجادات پر توجہ مرکوز کر کے بہت سی ملازمتیں پیدا کرنے، ای کامرس، فری لانسینگ اور ایکسپورٹ بڑھانے کے عمل میں فعال طور پر شامل ہو سکتے ہیں۔

یہ اقدامات اٹھا کر، حکومت اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کر سکتی ہے کہ پاکستان میں نوجوانوں کی آبادی اپنی پوری صلاحیت تک پہنچنے کے قابل ہو اور نہ صرف قومی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر تعمیری کردار ادا کر سکیں۔

پائیدار ترقیاتی اہداف اور نوجوان

دوسری جنگ عظیم اور اقوام متحدہ کے قیام کے بعد دنیا کی جغرافیائی اور سیاسی نظم کافی حد تک تبدیل ہو گیا۔ جدید ریاستیں وجود میں آئیں اور عالمی اور علاقائی سطح پر سیاسی، اقتصادی اور دفاعی میدانوں میں باہمی تعاون کے لیے اقوام متحدہ سمیت دیگر عالمی تنظیمیں وجود میں آئیں۔ اس طرح کے بین الاقوامی بندوبست میں سبھی ممالک جڑ گئے۔ یہ ممالک، تعلیم و ترقی، سیاست و معیشت، اور دفاع و سلامتی کے لیے ایک دوسرے پر انحصار کرنے لگے اور باہمی اشتراک عمل کو فروغ دینا شروع کیا۔

اقوام متحدہ کے جاری کردہ انسانی حقوق کے تیس نکاتی عالمی اعلامیے کی مانند سترہ نکات پر مشتمل پائیدار ترقیاتی اہداف بھی سامنے آئے ہیں۔ (Sustainable Development Goals) یا SDGs یعنی پائیدار ترقیاتی اہداف اقوام متحدہ کے 2015 میں طے کیے گئے عالمی اہداف کا ایک مجموعہ ہیں۔ ان کا مقصد دنیا سے غربت کا خاتمہ، کرہ ارض کی حفاظت، اور 2030 تک سب کے لیے خوشحالی کو یقینی بنانا ہے۔[19]

17SDGs کیا ہیں ؟

1. غربت کا خاتمہ
2. بھوک کا خاتمہ
3. اچھی صحت اور تندرستی
4. معیاری تعلیم
5. صنفی مساوات

[19] https://sdgs.un.org/goals

6. پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور صفائی کا جامع نظام
7. سستی، صاف اور قابل تجدید توانائی
8. باوقار کام اور اقتصادی ترقی
9. صنعت، انوویشن اور انفراسٹرکچر
10. عدم مساوات میں کمی
11. پائیدار شہر اور کمیونٹیز
12. ذمہ دار خرچ اور پیداوار
13. موسمیاتی ایکشن
14. آبی حیات اور وسائل کا تحفظ اور ذمہ دارانہ استعمال
15. زمین پر زندگی اور زندگی کے وسائل کا تحفظ اور ذمہ دارانہ استعمال
16. امن، انصاف اور مضبوط ادارے
17. اہداف کے حصول کے لیے عالمی اشتراک عمل۔

پائیدار ترقیاتی اہداف کو حاصل کرنے کے کچھ فوائد:

پائیدار ترقیاتی اہداف کے فوائد مختلف سطح پر ہوں گے اور اربوں انسان اور کرہ ارض کے سب جاندار مستفید ہوں گے۔تاہم ان کے بنیادی اہداف یہ ہیں:

1. غربت کا خاتمہ

SDGs کا مقصد 2030 تک بھوک، خوراک، پانی کی قلت اور ان سے جڑی بیماریوں سمیت غربت کی تمام شکلوں کو ختم کرنا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی بھی یومیہ 1.90$ سے کم پر نہیں گزارے گا۔

2. کرہ ارض کی حفاظت

SDGs کا مقصد کرہ ارض کو موسمیاتی تبدیلیوں، آلودگی اور دیگر ماحولیاتی خطرات سے بچانا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے صحت منداور پائیدار ماحول کو یقینی بنایا جاسکے۔

3. ایک زیادہ خوشحال دنیا کی تشکیل

SDGs کا مقصد سب کے لیے ایک زیادہ خوشحال دنیا بنانا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر کسی کو معیاری تعلیم، صحت اور ملازمتوں تک رسائی حاصل ہوسکے گی۔

4. پُرامن اور انصاف پسند معاشروں کی تعمیر

SDGs کا مقصد پُرامن اور انصاف پسند معاشروں کی تعمیر کرنا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سب کو مساوی حقوق اور مواقع حاصل ہوں گے،اور یہ امتیازی سلوک ختم ہو جائے گا۔

5. عالمی اشتراک وتعاون

SDGs ایک عالمی پکار یعنی کال ٹو ایکشن ہیں۔ایک ایسی دعوتِ فکر و عمل ہے جو ہمارے لیے اکٹھے ہونے اور سب کے لیے ایک بہتر مستقبل بنانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

ان عالمی ترقیاتی اہداف کے حصول کے لیے حکومتوں، سِول سوسائٹی، کاروباری اداروں اور افراد کے درمیان تعاون اور شراکت کی اہمیت پر زور دینا ہر ملک کی ذمہ داری ہے۔ ہر ملک اپنے قومی تناظر میں SDGs کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ہے،اور ترقیاتی پیمانوں کے ذریعے پیش رفت کی نگرانی کی جاتی ہے۔ حکومتیں، بین الاقوامی تنظیمیں، این جی اوز، کاروباری ادارے، اور افراد سبھی کا SDGs کے حصول کی سمت کام کرنے میں کردار ادا کرنا ہے۔

پائیدار ترقیاتی اہداف اور پاکستان

پاکستان نے 2016 میں قومی اسمبلی کی متفقہ قرارداد کے ذریعے پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) کو اپنے قومی ترقی کے ایجنڈے کے طور پر اپناتے ہوئے 2030 کے پائیدار ترقی کے ایجنڈے کے ساتھ اپنی وابستگی کی تصدیق کی[20]۔ پالیسیاں اور حکمت عملی اور پاکستان میں SDGs کے نفاذ کے لیے ایک ادارہ جاتی فریم ورک تیار کیا گیا ہے۔ وفاقی اور صوبائی سطحوں پر منصوبہ بندی کے اداروں (منسٹری آف پلاننگ ڈویلپمنٹ اینڈ سپیشل انیشیٹوز اور صوبائی پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹس) کے ساتھ SDG سپورٹ یونٹس قائم کیے گئے ہیں تاکہ SDGs کے نفاذ اور اس کی پیشرفت کی نگرانی کی جا سکے۔

پاکستان میں نوجوانوں کی ایک بڑی آبادی ہے، جس میں ملک کی 60 فیصد سے زائد آبادی 30 سال سے کم عمر کی ہے۔ یہ نوجوانوں کو ملک کی ترقی کے لیے ایک کلیدی آبادی بناتا ہے، اور حکومت نے نوجوانوں سے متعلق پائیدار ترقی کے اہداف پر توجہ دینے کے لیے متعدد وعدے کیے ہیں۔ پاکستان کئی اہم شعبوں میں اپنے نوجوانوں پر مرکوز اقدامات کو SDGs کے ساتھ ہم آہنگ کر رہا ہے، جن میں درجہ ذیل امور شامل ہیں:

معیاری تعلیم

پاکستان سب کے لیے معیاری تعلیم تک رسائی کو بہتر بنانے کے لیے کام کر رہا ہے، خاص طور پر سکولوں میں اندراج کی شرح بڑھانے اور تعلیم میں صنفی فرق کو کم کرنے کے لیے۔ مختلف اقدامات کا مقصد نوجوانوں کے لیے تعلیمی مواقع کو بڑھانا ہے، بشمول اسکالرشپ پروگرام، پیشہ ورانہ تربیت، اور خواندگی کو فروغ دینے کی مہمات۔

[20] http://www.sdgpakistan.pk/

مناسب کام اور معاشی نمو

حکومت پاکستان نے نوجوانوں کی کاروباری صلاحیتوں کو فروغ دینے، مہارتوں کی نشوونما اور ملازمتوں کی تخلیق کے لیے پروگرام شروع کیے ہیں۔ ان کوششوں کا مقصد نوجوانوں کو کام کے اچھے مواقع فراہم کرنا، جدت طرازی کی حمایت کرنا اور اقتصادی ترقی کو بڑھانا ہے۔

صنفی مساوات

پاکستان صنفی عدم مساوات کو دور کرنے اور صنفی طور پر یکساں مواقع فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ ان اقدامات میں صنفی بنیاد پر تشدد کے خلاف آگاہی مہم، تعلیم اور ملازمت میں مساوی مواقع کی حوصلہ افزائی، اور فیصلہ سازی کے عمل میں خواتین کی شرکت کو فروغ دینا شامل ہیں۔

عدم مساوات میں کمی

پاکستان عدم مساوات کو کم کرنے کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے، بشمول آمدنی، تعلیم اور خدمات تک رسائی سے متعلق۔ نوجوانوں پر مرکوز اقدامات کا مقصد ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے علاقوں اور طبقات کو خصوصی وسائل اور مواقع فراہم کرنا، اور تمام نوجوانوں کے لیے یکساں مواقع کو یقینی بنانا ہے۔

موسمیاتی ایکشن

پاکستان کو ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات سمیت اہم ماحولیاتی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ نوجوانوں کی تنظیمیں اور اقدامات موسمیاتی تبدیلی کے بارے میں بیداری پیدا کرنے، پائیدار طریقوں کو فروغ دینے، اور ماحولیاتی تحفظ کی سرگرمیاں شروع کرنے میں فعال طور پر شامل ہیں تاکہ موسمیاتی کارروائی میں حصہ ڈال سکیں۔

امن، انصاف، اور مضبوط ادارے:

پاکستان میں امن، انصاف اور مضبوط اداروں کو فروغ دینے میں نوجوانوں کو شامل کرنا ایک کلیدی توجہ ہے۔ ان کوششوں میں نوجوانوں کو تبدیلی کے ایجنٹ کے طور پر بااختیار بنانا، فیصلہ سازی کے عمل میں ان کی شرکت کو فروغ دینا، اور مکالمے اور سماجی فعالیت کے لیے پلیٹ فارم بنانا شامل ہے۔

حکومت نے ان اہداف کو حاصل کرنے میں کچھ پیش رفت کی ہے، لیکن ابھی بہت کام کرنا باقی ہے۔ حکومت کو نوجوانوں کے لیے تعلیم، روزگار اور سماجی تحفظ میں سرمایہ کاری جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ تعلیم و ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے نوجوانوں کی مخصوص ضروریات کو پورا کرنے اور نوجوانوں میں امن اور رواداری کو فروغ دینے کی بھی ضرورت ہے۔

حکومت پاکستان نے نوجوانوں سے متعلقہ SDGs پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، جن میں نیشنل یوتھ ڈویلپمنٹ فریم ورک (NYDF) اور کامیاب جوان پروگرام شامل ہیں، یونیورسٹی طلبہ کے لیے لیپ ٹاپ سکیم اور ہنر مند نوجوانوں کے لیے آسان قرضوں کی فراہمی مختلف اہداف کے حصول میں مددگار ہیں۔ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام معاشی و سماجی طور پر کمزور خواتین کو بااختیار بنانے کی مثبت اور جامع کوشش ہے۔

بین الاقوامی اداروں کے باہمی اشتراک کے ذریعے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کی جانب سے نوجوانوں کے مختلف ہنر اور مہارتوں کی ٹریننگ کے ذریعے ملازمت اور کاروباری منصوبوں کو تقویت دی جا رہی ہے۔ یہ اقدامات درست سمت میں ایک قدم ہیں، لیکن اس بات کو یقینی بنانے کے لیے مزید بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے کہ نوجوانوں کو اپنی پوری صلاحیت تک پہنچنے کا موقع ملے۔

دوسرا باب

جمہوریت اور اس کی علمی اور عملی صورتوں کا مختصر جائزہ

جمہوریت کیا ہے؟

جمہوریت ایک کثیر جہتی تصور ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار اور دنیا کے مختلف خطوں نے جمہوریت کی مختلف شکلیں اور صورتیں دیکھی ہیں، اسی لیے جمہوریت پر مختلف سیاق وسباق میں مختلف طریقوں سے بحث کی گئی ہے۔ ایک کثیر جہتی تصور کے اعتبار سے مختلف خطوں کے دانشوروں اور سیاسی مفکرین نے وقت کے ساتھ جمہوریت کے مختلف علمی واطلاقی ابعاد وجہات پر بحث کی ہے۔ اس باب میں جمہوریت کے ارتقائی مباحث کو زیر بحث لائے بغیر اختصار کے ساتھ جمہوریت کی چند معاصر کلیدی نوعیت کے اطلاقی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جس میں جمہوریت کی چند نمایاں تعریفات، اس کے اجزا و اقدار، جمہوری ماڈلز، جمہوری معاشروں کی چند اہم خصوصیات، مسلم دنیا میں جمہوریت کی حالت، اسلام اور جمہوریت کی چند مشترکہ اقدار، پاکستان میں جمہوریت کا ماضی اور حال، جمہوریت اور نوجوان سے متعلق چند بنیادی نکات پر اختصار کے ساتھ بات کی گئی ہے۔

لفظ جمہوریت اردو زبان میں اپنے عربی ماخذ الجمہور سے آیا ہے جس کا مطلب عوام الناس یا ان کے معززین کی اکثریت ہے[1]۔ جبکہ انگریزی میں اسے ڈیموکریسی Democracy کہا جاتا ہے جو اپنی اصل میں دو لاطینی الفاظ یعنی ڈیموز (demos) جس کا مطلب ہے لوگ اور کریسی (kratos) جس کا مطلب ہے طاقت، سے مرکب ہے۔ اس کا سادہ سا مطلب لوگوں کی طاقت یا لوگوں کی حکومت ہے۔

یہاں جمہوریت کی چند معروف تعریفیں پیش کی جارہی ہیں:

1. عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام کے لیے۔[2]

---

1 علوی، مستفیض احمد۔ (2010)۔ جدید سیاسی افکار کا تجزیہ قرآن حکیم کی روشنی میں۔ پورب اکادمی، اسلام آباد

2 گیٹسبرگ ایڈریس، جو ابراہم لنکن نے 19 نومبر 1863 کو دیا تھا۔

2. حکومت کا ایک ایسا نظام جس میں اعلیٰ طاقت عوام میں رہتی ہے اور ان کے ذریعے براہ راست یا بالواسطہ نمائندگی کے نظام کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے[3]۔

3. ایک سیاسی نظام جس میں اعلیٰ طاقت شہریوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اپنے نمائندوں کو ووٹ دے کر حکومت کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں[4]۔

4. حکومت کی ایک شکل جس میں طاقت عوام کے پاس ہے، عام طور پر منتخب نمائندوں کے ذریعے[5]۔

5. جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں اقتدار عوام کو دیا جاتا ہے، جو براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب نمائندوں کے ذریعے حکومت کرتے ہیں[6]۔

6. جمہوریت حکومت کی ایک شکل ہے جو شہریوں کو اپنے معاشرے کے فیصلہ سازی کے عمل میں مساوی طور پر، آزادانہ اور فعال طور پر حصہ لینے کی اجازت دیتی ہے[7]۔

7. جمہوریت ایک سیاسی نظام ہے جس کی خصوصیات انفرادی حقوق کے تحفظ، قانون کی حکمرانی، اور حکومتی اہلکاروں کی عوام کے سامنے جوابدہی ہے[8]۔

8. جمہوریت حکومت کرنے والوں (governors) اور جن پر حکومت کی جائے (governed)، کے درمیان ایک سماجی معاہدہ ہے، جہاں لوگ اپنی رضامندی سے حکومت کو قانونی حیثیت دیتے ہیں، اور طاقت سیاسی طاقت کا استعمال عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کیا جاتا ہے[9]۔

---

3 آکسفورڈ انگلش ڈکشنری آن لائن (OED)۔

4 کیمبرج ڈکشنری آن لائن

5 میریم ویبسٹر ڈکشنری آن لائن

6 Dahl, Robert A. (1971): ۔پولی آرکی: شرکت اور مخالفت۔ییل یونیورسٹی پریس۔

7 پیٹ مین، کیرول۔(1970)۔شرکت اور جمہوری نظریہ۔کیمبرج یونیورسٹی پریس

8 ڈائمنڈ، لیری، اور پلاٹنر، مارک ایف (ایڈز)۔(1993)۔جمہوریت کی عالمی بحالی۔جان ہاپکنز یونیورسٹی پریس۔

9 Rousseau, Jean-Jacques. (1762): "۔سماجی معاہدہ۔جی ڈی ایچ کول نے ترجمہ کیا۔ایوری مین کی لائبریری۔

9. جمہوریت محض نظم و نسق کا نظام نہیں ہے، بلکہ زندگی کا ایک طریقہ ہے، جس میں شہریوں کی فعال شرکت کو فروغ دینا، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا، اور عام بھلائی کو فروغ دینا ہے[10]۔

10. جمہوریت جامع اور مساوی پالیسیاں بنانے کے لیے مختلف گروہوں اور مفادات کے درمیان غور و فکر، گفت و شنید اور سمجھوتہ کا ایک مسلسل عمل ہے[11]۔

11. جمہوریت اکثریتی حکمرانی سے بڑھ کر ہے؛ اس میں بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ اور پسماندہ گروہوں کو بااختیار بنانا بھی شامل ہے[12]۔

12. وہ نظام حکومت جس میں عوام کے چنے ہوئے نمائندوں کی جماعت حکومت چلاتی ہے اور عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔[13]

نامور سیاسی مفکرین اور فلسفیوں کی یہ تعریفیں جمہوریت کے مختلف پہلوؤں اور جہتوں کی ایک جھلک فراہم کرتی ہیں۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جمہوریت کا تصور مسلسل ارتقا پذیر ہے، اور مختلف اسکالرز اپنے اپنے نقطہ نظر اور مخصوص تاریخی و جغرافیائی سیاق و سباق کی بنیاد پر جمہوریت کے مختلف عناصر پر زور دے سکتے ہیں۔

چند اہم نکات:

مذکورہ بالا تعریفوں کے جائزے سے چند باتیں سامنے آتی ہیں:

- جمہوریت ایک نظام حکومت ہے۔
- اس نظام حکومت میں حکمرانی کا حق اور اختیار عوام کے پاس ہوتا ہے۔
- جمہوریت ایک حکمران اور شہریوں کے درمیان ایک عمرانی معاہدہ ہے۔

---

10 Barber, Benjamin R. (1984): "۔مضبوط جمہوریت: نئے دور کے لیے شراکتی سیاست۔ یونیورسٹی آف کیلیفورنیا پریس

11 ینگ، ایرس میریون۔ (2000)۔ شمولیت اور جمہوریت۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

12 سین، امرتیہ۔ (1999)۔ ترقی بطور آزادی۔ نوف۔

13 فیروز اللغات اردو جدید، (2020)۔ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

- جمہوریت میں سیاسی طاقت واختیارات کا استعمال عوام کی مرضی سے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کیا جاتا ہے۔
- جمہوریت ہر شہری کو یکساں طور پر حکمران بننے یا اپنے ووٹ کے ذریے کسی کو حکمران کے طور پر منتخب کرنے کا حق اور موقع دیتی ہے۔
- یہ نظام اپنے شہریوں کے لیے انسانی مساوات پر مبنی ہے۔
- عوام کی یا منتخب نمائندوں کی اکثریت عوام کی فلاح و بہبود کے لیے قانون سازی کرتی ہے۔
- قانون کی حکمرانی سب شہریوں پر یکساں ہوتی ہے۔
- قوانین اکثریت بناتی ہے تاہم یہ اکثریت شہریوں کی شخصی آزادیوں اور انسانی حقوق کو سلب نہیں کرسکتی، کیونکہ جمہوریت محض اکثریت کا نام نہیں ہے۔
- حکمران عوام کے سامنے جوابدہ ہے۔
- عوام کی فعال شرکت، کمزور طبقات اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانا جمہوریت کا خاصہ ہے۔

جمہوریت ہر شہری کو یکساں طور پر حکمران بننے یا اپنے ووٹ کے ذریعے کسی کو حکمران کے طور پر منتخب کرنے کا حق اور موقع دیتی ہے۔

- انتخابات، عوامی فعال شرکت، احتساب، شفافیت، قانون کی حکمرانی مساوات کے بغیر جمہوریت بے معنی ہے۔

- جمہوریت ایک ارتقاء پذیر نظام ہے جو عوامی فلاح، تنازعات و مسائل کے پُرامن حل اور سیاسی سمجھوتوں کے لیے مکالمے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔
- جمہوریت انفرادی اور سماجی طور پر ایک طرز زندگی بھی ہے جو قانون کی حکمرانی، عوامی منشاء کی حکومت، انسانی حقوق و شخصی آزادیوں کے تحفظ، حکمرانوں کی جوابدہی، اور تمام شہریوں کے لیے یکساں فلاح و بہبود کی وکالت کرتی ہے۔

جمہوریت کے بنیادی اجزاء

جمہوریت بطور نظام کہیں رائج ہو تو لازمی طور پر کچھ ایسے اجزاء شامل ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ نظام جمہوری کہلاتا ہے۔ جمہوریت کے بنیادی اجزاء مختلف تشریحات اور ماڈلز کے لحاظ سے کسی حد تک مختلف ہو سکتے ہیں، مختلف دانشوروں نے اپنے اپنے انداز میں جمہوریت کے بنیادی عناصر و اجزاء پیش کیے ہیں۔ لیکن عام طور پر، ان میں کم و بیش درج ذیل عناصر شامل ہیں:

1. آزادانہ اور منصفانہ انتخابات: باقاعدہ، آزادانہ اور منصفانہ انتخابات جمہوریت کا ایک بنیادی پہلو ہیں۔ انتخابات جبر، دھوکہ دہی، اثر ورسوخ اور دھاندلی کے بغیر کرائے جانے چاہئیں۔ اپنے نمائندوں کو ووٹ دینے یا الیکشن میں کھڑے ہونے کا حق اور موقع ہر اہل شہری کو یکساں طور پر حاصل ہونا چاہیے۔ انتخابی عمل آزاد، شفاف، آسان ہو اور رکاوٹوں سے پاک ہو۔

2. سیاسی شرکت: جمہوریت سیاسی عمل میں فعال شہریوں کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس میں نہ صرف ووٹ ڈالنا بلکہ عوامی مفاد پر مبنی مکالموں میں شامل ہونا، قومی معاملات پر رائے کا اظہار کرنا، اور سیاسی جماعتیں اور سماجی حلقے تشکیل دینا یا ان میں شمولیت اختیار کرنا شامل ہے۔ سیاست میں فعال شرکت شہریوں کو پالیسیوں اور فیصلوں پر اثر انداز ہونے اور منتخب عہدیداروں کو جوابدہ ٹھہرانے کے لیے تقویت فراہم کرتی ہے۔

3. قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق: جمہوریت قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ قوانین کا اطلاق غیر جانبداری اور منصفانہ طور پر کیا جاتا ہے، اور ہر شخص بشمول اقتدار میں رہنے والے، قانون کے تابع ہیں۔ انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کا احترام ضروری ہے، انفرادی آزادیوں جیسے کہ آزادی اظہار، اجتماع، مذہب اور پریس کے

تحفظ کو یقینی بنانا۔ آزاد عدلیہ اور قانونی ادارے قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

4. اختیارات کی علیحدگی: جمہوریت میں عام طور پر حکومت کی مختلف شاخوں، یعنی ایگزیکٹیو (منتظمہ)، پارلیمنٹ (مقننہ) اور عدالتی (عدلیہ) شاخوں کے درمیان اختیارات کی علیحدگی شامل ہوتی ہے۔ ہر شاخ کے الگ الگ کام ہوتے ہیں، اور وہ طاقت کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے ایک دوسرے کے کاموں کی نگرانی اور ان کو محدود کرتے ہیں۔ اس علیحدگی کا مقصد ایک ہی اتھارٹی میں طاقت کے ارتکاز کو روکنا اور چیک اینڈ بیلنس کو یقینی بنانا ہے۔

5. تکثیریت اور رواداری: جمہوریتیں تنوع کی قدر اور احترام کرتی ہیں اور تکثیریت کو فروغ دیتی ہیں۔ وہ متعدد سیاسی جماعتوں کے وجود، متنوع نقطہ نظر، اور مختلف نظریات کے درمیان پُرامن مسابقت کی اجازت دیتی ہیں۔ مختلف رنگ و نسل، عقیدہ و زبان کی کمیونیٹیز کو نہ صرف تحفظ فراہم کرتی ہیں بلکہ انہیں آگے بڑھنے کے یکساں مواقع فراہم کرتی ہیں۔ اختلاف رائے کو قبول کرنا اور سیاسی، مذہبی، اور نسلی گروہوں کے ساتھ یکساں برتاؤ اور اقلیتوں کے حقوق کا احترام اور تحفظ جمہوری معاشرے کے اہم پہلو ہیں۔

6. شفافیت اور احتساب: جمہوریت حکمرانی اور فیصلہ سازی کے عمل میں شفافیت پر زور دیتی ہے۔ عوامی اداروں اور اہلکاروں کو ان لوگوں کے سامنے جوابدہ ہونا چاہیے جن کی وہ نمائندگی کرتے ہیں، اور شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے طریقہ کار ہونا چاہیے، جیسے کہ معلومات کی آزادی کے قوانین، مالی و انتظامی بے ضابطگیوں اور بدعنوانیوں سے نمٹنے کے محکمانہ ضابطے اور خود مختار نگرانی کے ادارے، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ طریقہ کار، شکایات کے ازالے اور قانونی سہارے جیسے احتسابی میکانزم،' یہ سب جمہوری اداروں پر عوام کا اعتماد برقرار رکھنے کے لیے ناگزیر ہیں۔

7. سول سوسائٹی: ایک متحرک سول سوسائٹی، جو آزاد میڈیا، غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) اور دیگر رضاکارانہ انجمنوں پر مشتمل ہو، ایک صحت مند جمہوریت کے لیے اہم ہے۔ شہریوں کے آئینی حقوق کے تحفظ اور حکومت وقت یا ریاست کے اقدامات اور وعدوں کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج اور خلا کو سول سوسائٹی پُر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ سول سوسائٹی ایک واچ ڈاگ کے طور پر کام کرتی ہے، متبادل نقطہ نظر فراہم کرتی ہے، اور سماجی فعالیت اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔ معاشرے میں ایک مضبوط سول سوسائٹی سماجی ترقی کے لیے کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

جمہوریتیں مختلف رنگ و نسل، عقیدہ و زبان کی کمیونیٹیز کو نہ صرف تحفظ فراہم کرتی ہیں بلکہ انہیں آگے بڑھنے کے یکساں مواقع فراہم کرتی ہیں۔ اختلاف رائے کو قبول کرنا اور سیاسی، مذہبی، اور نسلی گروہوں کے ساتھ یکساں برتاؤ اور اقلیتوں کے حقوق کا احترام اور تحفظ جمہوری معاشرے کے اہم پہلو ہیں۔

یہ بنیادی اجزاء جمہوری حکمرانی کے قیام اور اسے برقرار رکھنے کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔ اگرچہ ان عناصر کا مؤثر اور فعال ہونا کسی بھی ملک کو ایک جمہوری ملک بناتا ہے تاہم ان کا فعال ہونا مختلف ممالک اور سیاق و سباق میں مختلف ہو سکتا ہے، لیکن یہ جمہوری نظام کی بنیادیں بناتے ہیں۔[14]

14 ڈائمنڈ، ایل (2008)۔ جمہوریت کی روح: پوری دنیا میں آزاد معاشروں کی تعمیر کی جدوجہد۔ میکملن۔

جمہوری معاشروں کی چند بنیادی اقدار

جمہوری معاشروں کی خصوصیات کچھ اقدار اور بہترین طرز عمل سے ہوتی ہیں۔ جمہوری معاشرے جمہوریت کے اصولوں پر کاربند رہنے، جمہوری اقدار کو فروغ دینے اور جمہوری رویوں کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں کچھ اہم اقدار اور بہترین طرز عمل پیش کی جارہی ہیں جو عام طور پر جمہوری معاشروں سے وابستہ ہیں:

1. قانون کی حکمرانی: جمہوری معاشرے قانون کی حکمرانی کی پابندی کرتے ہیں، جہاں قوانین تمام شہریوں پر یکساں طور پر لاگو ہوتے ہیں اور یہاں تک کہ حکومت بھی قانونی رکاوٹوں کا شکار ہوتی ہے اور اپنے اقدامات اور پالیسیوں پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ قانون کی حکمرانی ان بنیادی چیزوں میں سر فہرست ہے جو کسی بھی معاشرے میں انصاف اور احتساب کو یقینی بناتی ہیں۔
2. انفرادی حقوق اور آزادی: جمہوریت انفرادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کو اہمیت دیتی ہے، بشمول تقریر، اجتماع، مذہب اور اظہار کی آزادی۔ شہریوں کو سیاسی عمل میں حصہ لینے، اپنی رائے دینے اور بلاوجہ مداخلت کے، ذاتی آزادیوں سے لطف اندوز ہونے کا حق ہے۔
3. مساوات اور غیر امتیازی سلوک: جمہوری معاشرے مساوات کے لیے کوشش کرتے ہیں اور صنف و نسل، عقیدہ و علاقہ، سیاسی یا سماجی حیثیت و پیشہ جیسے عوامل کی بنیاد پر امتیازی سلوک کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ تمام شہریوں کے ساتھ یکساں سلوک اور مواقع فراہم کرنا بنیادی اصولوں میں سے ہے۔
4. فیصلہ سازی میں شہریوں کی شرکت: جمہوری معاشرے فیصلہ سازی کے عمل میں شہریوں کی فعال شرکت پر زور دیتے ہیں۔ اس میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات میں ووٹ

ڈالنا، عوامی مباحثوں میں حصہ لینا، سیاسی جماعتوں میں شامل ہونا، اور سول سوسائٹی کی تنظیموں میں حصہ ڈالنا شامل ہے۔ سیاسی جماعت یا سماجی تنظیم بنانا اور کاروبار کرنا ہر شہری کے لیے یکساں طور پر ممکن ہوتا ہے۔

5. اختیارات میں توازن: جمہوری ریاستوں میں عام طور پر چیک اینڈ بیلنس کا مضبوط نظام ہوتا ہے، جس میں ریاست کی ایگزیکٹو (منتظمہ)، قانون سازی (مقننہ) اور عدالتی (عدلیہ) شاخوں کے درمیان اختیارات میں توازن پایا جاتا ہے جس کے باعث ایک ہی شاخ میں طاقت کا ارتکاز نہیں ہوتا اور احتساب کا عمل شفاف ہوتا ہے۔

6. شفافیت اور احتساب: جمہوری معاشرے حکومتی کارکردگی اور فیصلہ سازی کے عمل میں شفافیت کو اہمیت دیتے ہیں۔ چونکہ حکومت عوام کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس لیے حکومتیں عوام کے سامنے جوابدہ ہیں، اور معلومات کی آزادی، آزاد میڈیا، اور نگرانی کے ادارے شفافیت اور احتساب کو یقینی بنانے میں مدد کرتے ہیں۔

7. تکثیریت اور رواداری: جمہوریت تکثیریت کو فروغ دیتی ہے، متنوع آراء، عقائد اور نقطہ نظر کو تسلیم کرتی ہے اور ان کا احترام کرتی ہے۔ یہ مختلف سماجی، ثقافتی اور سیاسی گروہوں کے مابین مکالمے، باہمی تعاون اور پُرامن بقائے باہمی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

8. تنازعات کا پُرامن حل: جمہوری معاشرے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تنازعات کو حل کرنے کے لیے پُرامن اسالیب کو ترجیح دیتے ہیں۔ بات چیت، گفت و شنید اور قانون کی حکمرانی کا احترام تشدد کا سہارا لیے بغیر تنازعات کے حل کے لیے ضروری ہے۔

9. اقتصادی خوشحالی اور سماجی انصاف: جمہوری معاشروں کا مقصد معاشی خوشحالی، سماجی بہبود، اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دینا ہے۔ وہ تمام شہریوں کے لیے تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، سماجی خدمات اور اقتصادی مواقع تک رسائی فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

10. شہریت کی تعلیم اور سول سوسائٹی: جمہوریتیں باخبر اور مصروف شہریوں کو فروغ دینے کے لیے شہریت کی تعلیم (سوک ایجوکیشن) کو اہمیت دیتی ہیں۔ جمہوری معاشرے سول سوسائٹی کی تنظیموں کی تشکیل اور فعال شرکت کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو سماجی ترقی، انسانی حقوق اور مشترکہ بھلائی کے لیے کام کرتی ہیں۔

مساوات اور غیر امتیازی سلوک: جمہوری معاشرے مساوات کے لیے کوشش کرتے ہیں اور صنف و نسل، عقیدہ و علاقہ، سیاسی یا سماجی حیثیت و پیشہ جیسے عوامل کی بنیاد پر امتیازی سلوک کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ تمام شہریوں کے ساتھ یکساں سلوک اور مواقع فراہم کرنا بنیادی اصولوں میں سے ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ ان اقدار اور بہترین طریقوں کا نفاذ مختلف جمہوری معاشروں میں مختلف ہو سکتا ہے، کیونکہ جمہوریت ایک متحرک اور تغیر پذیر نظام ہے جو مقامی پس منظر، حالات و ماحول اور ثقافتوں کے مطابق مختلف اور متنوع ہو سکتی ہے۔

دنیا میں رائج جمہوریت کے مختلف نمونے

جمہوریت کے کئی مختلف ماڈلز ہیں جو دنیا کے مختلف حصوں میں رائج ہیں۔ یہ ماڈل اپنے ڈھانچے، عمل،اور شہریوں کی شرکت کی ڈگری میں مختلف ہیں۔ اکثر ممالک میں کئی ماڈلز کے عناصر یکجا نظر آتے ہیں۔ یہاں کچھ قابل ذکر مثالیں ہیں:

1. **براہ راست جمہوریت:** یہ ماڈل شہریوں کو فیصلہ سازی میں براہ راست حصہ لینے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ اکثر مقامی سطح پر رائج ہے، جہاں شہری ریفرنڈم یا ٹاؤن ہال میٹنگز میں مخصوص پالیسیوں یا مسائل پر ووٹ دیتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ براہ راست جمہوریت کے نظام کے لیے جانا جاتا ہے۔
2. **نمائندہ جمہوریت:** اس ماڈل میں، شہری اپنی طرف سے فیصلے کرنے کے لیے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ نمائندے ایک گورننگ باڈی بناتے ہیں جیسے کہ پارلیمنٹ یا کانگریس۔ پاکستان، ہندوستان، ترکی، امریکہ، برطانیہ اور بہت سے دوسرے ممالک اس ماڈل کی پیروی کرتے ہیں۔
3. **صدارتی جمہوریت:** صدارتی جمہوریتوں میں، شہری ایک صدر کو ریاست اور حکومت کے سربراہ کے طور پر منتخب کرتے ہیں۔ صدر کے پاس انتظامی اختیارات ہوتے ہیں اور وہ قانون سازی کی شاخ سے الگ ہوتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ، برازیل، فرانس اور ایران صدارتی جمہوریت والے ممالک کی مثالیں ہیں۔
4. **پارلیمانی جمہوریت:** پارلیمانی جمہوریتوں میں، شہری پارلیمنٹ کے اراکین کا انتخاب کرتے ہیں، اور پارلیمنٹ ایک وزیر اعظم یا حکومت کے سربراہ کا انتخاب کرتی ہے۔ وزیر اعظم پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہے اور حکومت کرنے کے لیے اس کی حمایت پر انحصار کرتا

ہے۔ پاکستان، بھارت، برطانیہ اور جرمنی ایسے ممالک کی مثالیں ہیں جن میں پارلیمانی جمہوریت ہے۔

5. **آئینی جمہوریت:** یہ ماڈل ایک تحریری آئین پر مبنی ہے جو حکومت کے اختیارات اور حدود کا تعین کرتا ہے۔ اس میں اکثر انفرادی حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے دفعات شامل ہوتے ہیں۔ امریکہ، جرمنی، ہندوستان اور پاکستان سمیت بہت سے ممالک آئینی جمہوریت کی پیروی کرتے ہیں۔

6. **ہائبرڈ نظام:** ایک ایسا سیاسی مخلوط نظام ہے جس میں جمہوری اور آمرانہ طرز حکومت دونوں کے عناصر کی آمیزش پائی جاتی ہے۔ یعنی ایسی حکومت جو بظاہر انتخابات سے وجود میں آتی ہے مگر اس جمہوری عمل کے پیچھے کئی پہلوؤں سے جمہوری اداروں کی کمزوری و ناقص کارکردگی کے باعث غیر جمہوری عناصر اور ترجیحات اثر انداز ہوتی ہیں۔ جمہوری ادارے تو موجود ہوتے ہیں مگر یہ ادارے آزادانہ طور پر کام نہیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ریاست کی مختلف شاخوں اور اداروں کے مابین طاقت و اختیارات میں تناؤ کے باعث جمہوری عمل اور نتائج پر عوام کا بھروسہ متاثر ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں جمہوری اقدار معاشرے میں پنپنے نہیں پاتے۔ یہ نظام اکثر ترقی پذیر ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ ایسا نظام مکمل طور پر جمہوری کہلاتا ہے اور نہ ہی مکمل آمرانہ نظام کے طور پر اس کی درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔

یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ ماڈل باہمی طور پر جدا جدا نہیں ہیں بلکہ بہت سے ممالک اپنے مخصوص سیاسی سیاق وسباق کے مطابق متعدد ماڈلز کے عناصر کو شامل کرتے ہیں۔ جمہوریت کی صحیح نوعیت اور عمل مختلف تاریخی، ثقافتی اور ادارہ جاتی عوامل کی عکاسی کرتے ہوئے، تمام ممالک میں نمایاں طور پر مختلف ہو سکتے ہیں۔

ان مختلف جمہوری ماڈلز کے تناظر میں پاکستان ایک منفرد ماڈل ہے۔ یہاں ایک وفاقی، آئینی اور پارلیمانی جمہوری ماڈل ہے۔ نیز اس کی ایک امتیازی خصوصیت دستوری طور پر اسلامی جمہوری طرز حکومت ہے۔ جہاں ایک دستور کی روشنی میں مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ (حکومت) کے اختیارات اور شہریوں کے حقوق اور آزادیوں کی حدود متعین کی گئی ہیں، تاہم اسلامی شریعہ کو سپریم لاء کی حیثیت حاصل ہے۔

پاکستان ایک وفاقی، آئینی، پارلیمانی نمائندہ جمہوریت پر مبنی اسلامی جمہوری ملک ہے

جمہوریت کے حوالے سے ممالک کی درجہ بندی

عالمی اقتصادی و تحقیقی ادارہ اکانومسٹ کا انٹیلی جنس یونٹ[15] جمہوریت کے حوالے سے دنیا کے مختلف ممالک پر مبنی سالانہ ریٹنگ شائع کرتا ہے۔ یہ رپورٹ پانچ بڑی کیٹیگریز کے 60 ذیلی اشاریوں کے حوالے سے ممالک کی سکورینگ کرتا ہے اور انہیں ان کی تمام پانچ کیٹگریز میں مجموعی کارکردگی کی بنیاد پر چار درجوں میں سے کسی ایک درجے میں شمار کرتا ہے۔ وہ پانچ کیٹگریز مندرجہ ذیل ہیں:

- انتخابی عمل اور تکثیریت
- حکومت کی فعالیت یا کارکردگی
- سیاسی شرکت
- سیاسی کلچر
- شہری آزادی

مذکورہ بالا پانچ پہلوؤں سے ممالک کی طرز حکمرانی، ان کی کارکردگی اور حالت کے حساب سے ان کو مندرجہ ذیل چار درجوں میں سے ایک درجے میں شامل کیا جاتا ہے۔

- کامل جمہوریت
- ناقص جمہوریت
- ہائبرڈ رجیم
- آمریت

15 https://www.eiu.com/n/campaigns/democracy-index-2022/

کامل جمہوریتیں

وہ ممالک جن میں جمہوری ادارے مستحکم ہیں اور اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مکمل فعال ہیں۔ یہاں نہ صرف بنیادی سیاسی حقوق اور شہری آزادیوں کا احترام اور تحفظ کیا جاتا ہے، بلکہ جمہوریت کے پھلنے پھولنے کے لیے سازگار سیاسی کلچر کی بنیاد موجود ہوتی ہے۔ حکومت کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔ میڈیا آزاد اور متنوع ہے۔ چیک اینڈ بیلنس کا مؤثر نظام موجود ہے۔ عدلیہ آزاد ہے اور عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد ہوتا ہے، قانون یکساں طور پر نافذ ہے۔ جمہوری اداروں کے کام کرنے میں کہیں مسائل ہیں تو وہ پُرامن اور جمہوری طریقے سے حل کیے جاتے ہیں۔

ناقص جمہوریتیں

وہ ممالک جن میں جمہوری ادارے کامل جمہوریت کے مقابلے میں نسبتاً کمزور ہیں اور ان کی فعالیت کمزور ہے وہ ممالک جن میں جمہوری ادارے مستحکم ہیں اور اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مکمل فعال ہیں۔۔ کسی ایک یا ئی کیٹیگریز میں ملک کا سکور کامل جمہوریت کے سکور سے کم ہوتا ہے مگر ہائبرڈ رجیم جتنے خراب بھی نہیں ہوتے، تو ایسے ملک کو ناقص جمہوریت کے درجے میں شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً بظاہر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہوتے ہیں مگر میڈیا کی آزادی کی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں، بنیادی شہری آزادیوں کا احترام کیا جاتا ہے تاہم، سیاسی کلچر، سیاسی شرکت اور حکمرانی میں مسائل اور نمایاں کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔

ہائبرڈ حکومتیں

ہائبرڈ رجیم میں جمہوری ادارے غیر مستحکم ہوتے ہیں۔ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ نہیں ہوتے ہیں۔ اپوزیشن جماعتوں اور امیدواروں پر حکومتی دباؤ عام ہوتا ہے۔ سیاسی کلچر، حکومت کی کارکردگی اور سیاسی شرکت کے حوالے سے ناقص جمہوریتوں کی بہ نسبت ہائبرڈ رجیم میں سنگین کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ بدعنوانی بڑے پیمانے پر عام ہوتی ہے۔ مقتدر طبقات قانون کی حکمرانی کو

چیلنج کرتے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اور سرکاری محکمے شہریوں کے درمیان امتیازی سلوک سے پیش آتے ہیں۔ سول سوسائٹی کمزور ہے۔ عام طور پر، شفافیت، جوابدہی اور احتساب کا عمل کمزور ہوتا ہے۔ صحافیوں کو ہراساں کیا جاتا ہے اور ان پر دباؤ ہوتا ہے، اور عدلیہ آزاد نہیں ہے۔ غیر جمہوری قوتیں اور عناصر فعال ہوتے ہیں۔

آمرانہ حکومتیں

ان ریاستوں میں، کسی ایک خاندان، گروہ یا شخص ہی ریاست کا زمام سنبھالتا ہے۔ سیاسی تکثیریت غائب ہے یا بہت حد تک محدود ہے۔ کسی ایک کیٹیگری یا متعدد کیٹیگریز میں ایسے ممالک کی کارکردگی بہت زیادہ خراب ہوتی ہے۔ جیسے آزادانہ انتخابات اور تکثیریت کا نہ ہونا، سیاسی شرکت کا فقدان، شخصی آزادیوں کو بہت حد تک محدود اور سیاسی کلچر کا فقدان۔

اس زمرے میں بہت سے ممالک سراسر آمریت ہیں۔ جمہوریت کے کچھ رسمی ادارے ہو سکتے ہیں، لیکن ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ انتخابات، اگر انتخابات ہوتے بھی ہوں، تو آزادانہ اور منصفانہ نہیں ہوتے۔ شہری آزادیوں کی خلاف ورزیاں کثرت سے ہوتی ہیں اور ان خلاف ورزیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے، یاد بادیا جاتا ہے۔ میڈیا عام طور پر ریاستی ملکیت یا حکمرانوں کے براہ راست یا حکومت سے منسلک اداروں اور گروہوں کے زیر کنٹرول ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزی عام ہوتی ہے، سول سوسائٹی یا سرے سے موجود نہیں یا بہت کمزور ہوتی ہے۔

اکانومسٹ کے مطابق اس وقت دنیا کی تقریباً نصف آبادی 45.3 فیصد کسی نہ کسی طرح کی جمہوریت میں رہتی ہے۔ ان میں صرف 8 فیصد "کامل جمہوریت" میں رہتے ہیں، جبکہ دنیا کی ایک تہائی سے زیادہ آبادی "آمریت" کے ماتحت رہتی ہے۔ آمرانہ یا تحکمانہ (اتھارٹیرین) کے تحت رہنے والی آبادی کی 36.9 فیصد جس کا بڑا حصہ چین اور روس میں ہے۔

نوٹ: "دنیا" کی آبادی سے مراد انڈیکس میں شامل 167 ممالک اور علاقوں کی کل آبادی ہے۔ چونکہ اس میں صرف چھوٹی ریاستیں شامل نہیں ہیں، اس لیے یہ پوری دنیا کی تخمینی آبادی کے تقریباً برابر ہے۔

جمہوریت انڈیکس 2022

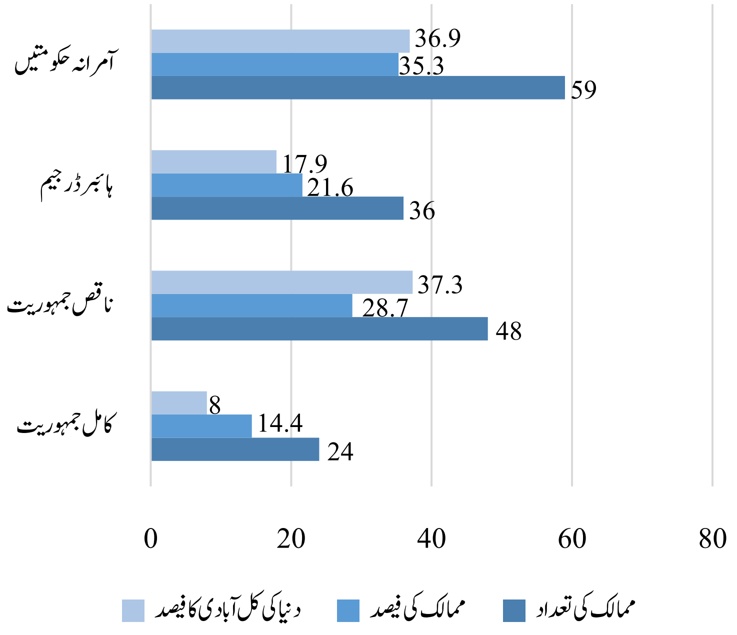

2022 کے ڈیموکریسی انڈیکس کے مطابق، رپورٹ میں شامل 167 ممالک اور علاقوں میں سے 72، یا کل کا 43.1 فیصد، کو جمہوریت سمجھا جا سکتا ہے۔ "کامل جمہوریتوں" کی تعداد 2022 میں 24 ہے۔ 2022 میں "ناقص جمہوریتوں" کی تعداد 48 ہے۔ اس انڈیکس میں شامل باقی 95 ممالک میں سے 59 "آمرانہ حکومتیں" ہیں، اور 36 کو "ہائبرڈ حکومتوں" کے طور پر درجہ بندی کیا گیا ہے۔

اس انڈیکس میں پاکستان 107 نمبر پر ہے، ایشیائی ممالک میں علاقائی درجہ بندی میں 21 نمبر پر ہے اور اسے ہائبرڈ نظام کے طور پر درجہ بندی کیا گیا ہے۔

دنیا کے مختلف خطوں اور ممالک میں طرز حکمرانی اور جمہوریت کے حوالے سے ایک اور اشاریہ ڈیموکریسی میٹرکس ہے۔ یہ اشاریہ 1900 سے اب تک ہر سال جاری ہوتا ہے۔ دنیا کے 170 سے زائد ممالک کا جائزہ لیتا ہے۔ Democracy Matrix کی طرف سے ممالک کی درجہ بندی کے لیے پندرہ نکات پر مبنی پیمانہ بنایا گیا ہے جس کو بنیاد بنا کر ممالک کی حالت اور کارکردگی کے حساب سے ان کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔[16]

	آزادی	مساوات	کنٹرول
فیصلہ سازی کا طریقہ	آزاد انتخابات	سیاسی عمل میں شرکت کا یکساں موقع اور یکساں ووٹ	الیکشن کمیشن کے ذریعے نگرانی
محکمانہ انتظام کار	تنظیم یا یونین سازی کی آزادی	تنظیم و تحریک کا یکساں موقع	انجمنوں، سیاسی پارٹیوں اور سول سوسائٹی کی نگرانی
اظہار و ابلاغ	اظہار و ابلاغ کی آزادیاں	ابلاغ کا یکساں موقع	میڈیا کے ذریعے نگرانی
حقوق کی ضمانت	آزاد عدلیہ اور قانونی تحفظ	عدلیہ کی طرف سے یکساں موقع اور یکساں برتاؤ	مؤثر عدالتی نظام
قانون سازی و قانون کا نفاذ	خود مختار اور موثر حکومت،	پارلیمنٹ اور دیگر سرکاری اداروں کی طرف سے یکساں برتاؤ	پارلیمنٹ اور دیگر مجاز اداروں کی نگرانی

16 https://www.democracymatrix.com/

ان جمہوری پیمانوں پر حکمرانی کے حوالے سے پانچ درجہ بندیوں میں ممالک کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ پیمانے کے انتہائی دائیں طرف فعال جمہوریت اور اس کے مقابل انتہائی بائیں طرف سخت آمریت موجود ہوتی ہے۔ فعال جمہوریت اور سخت آمریت کے درمیان کمزور جمہوریت، ہائبرڈ جیم اور معتدل آمریت کی درجہ بندیاں آتی ہیں۔

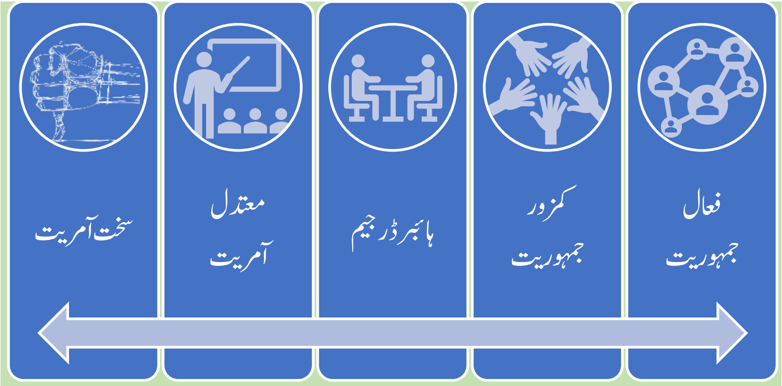

2021 کی رپورٹ میں DeMaX کی درجہ بندی کے مطابق 177 میں سے 84 ممالک میں جمہوریت رائج (46.9 فیصد) ہے۔ تاہم، ان 84 جمہوری ممالک میں سے زیادہ تر (50) میں کمزور جمہوریتیں ہیں اور (34) کو فعال جمہوریتوں کے درجے میں رکھا گیا ہے۔ جمہوریت کے مقابلے میں 60 آمریتیں 33.5 فیصد بنتی ہیں جن میں معتدل آمریتیں (31) اور سخت آمریتین (29) ہیں۔ سخت آمریتیں آزادی کو مکمل طور پر محدود کرتی ہیں، بنیادی مساوات کو مسترد کرتی ہیں، اور طاقت کے استعمال پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتی ہیں۔

33 ہائبرڈ حکومتیں ہیں جن میں جمہوری اور آمرانہ دونوں عناصر پائے جاتے ہیں، جمہوریت یا آمریت کے عناصر میں کونسے عناصر کس مقدار یا معیار کے ساتھ نظام میں شامل ہے، یہ آمیزش اس ملک کے مجموعی معیار پر اثرانداز ہوتی ہے

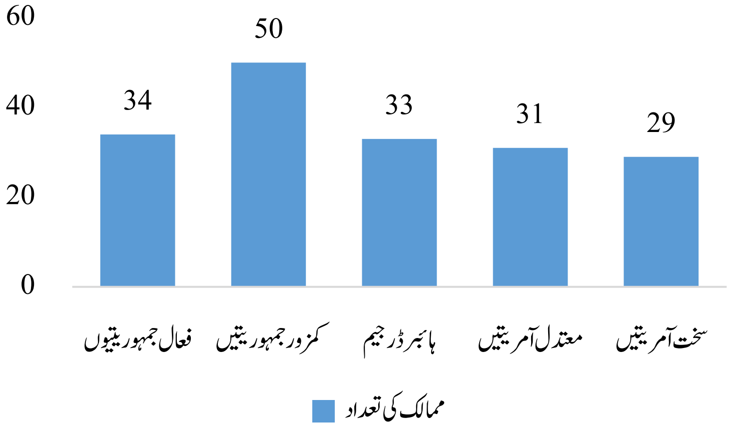

سٹڈی میں شامل دنیا کی آبادی کا تناسب

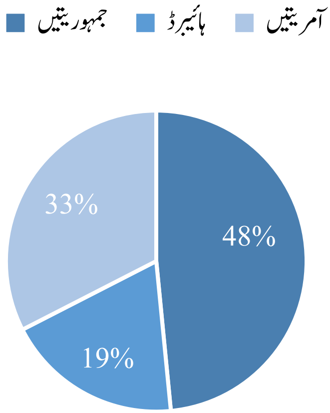

اس رپورٹ میں دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف رجحانات کو دکھایا گیا ہے۔ براعظم یورپ اور جنوبی و شمالی امریکہ، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جیسے خطوں اور ممالک میں فعال جمہوریت کا غلبہ ہے۔ جبکہ پورے براعظم افریقہ کے مختلف خطوں میں ایک بھی فعال جمہوریت نہیں ہے، مشرق وسطیٰ کی واحد فعال جمہوریت اسرائیل ہے جبکہ مشرقی ایشیا میں جاپان، جنوبی کوریا اور تائیوان تین فعال جمہوریتیں ہیں۔

اگر ہم اپنے خطے کی بات کریں تو 2021 کی رپورٹ میں جنوبی ایشیا میں جمہوریتیں اقلیت میں ہیں۔ تین ممالک کو آمرانہ حکومتوں (ایران، بنگلہ دیش اور افغانستان) کے طور پر درجہ بندی میں رکھا گیا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان، دونوں ہائبرڈ حکومتیں، جمہوریت کی دہلیز سے نیچے ہیں۔ نیپال، مالدیپ، سری لنکا اور بھوٹان میں کمزور جمہوریت کے درجے میں شامل ہیں۔

جمہوریت ایک پیچیدہ نظام ہے جس کی کامیابی کے لیے متعدد عوامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم، جب یہ نظام اچھی طرح سے کام کر رہا ہو، جمہوریت پُر امن اور خوشحال معاشروں کے لیے ایک فریم ورک فراہم کر سکتی ہے۔

- دنیا کو آمرانہ رجحان میں اضافے کا سامنا ہے، لیکن نظام کی بڑی تبدیلیوں میں جمہوری نظام کے مکمل خاتمے کی مثالیں بہت کم سامنے آئی ہیں۔
- جمہوریتوں کا معیار کمزور ہو رہا ہے اور اکثر جمہوری خسارے کا باعث بن رہی ہیں۔
- ہائبرڈ حکومتیں اور معتدل آمریتیں سخت آمریت کی طرف بڑھ رہی ہے۔
- تاریخی طور پر، جمہوریت کی عالمی سطح اب بھی بلند ہے اور آمریت کی لہر کے لیے کوئی واضح ثبوت موجود نہیں ہیں۔

ڈی میکس کی درجہ بندی 2021

جمہوری نظام پر چند بڑے اعتراضات اور ان کا تجزیہ

مختلف طرز ہائے حکومت دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ جمہوریت انسانی تجربات سے پروان چڑھنے والا ایک تصور اور نظام ہے۔ تاہم عوام کی حکومت، قانون کی حکمرانی، شہریوں کے مابین مساوات، شخصی آزادی، انسانی حقوق، اقتدار میں شراکت اور حکمرانوں کی عوام کے سامنے جوابدہی اور طاقت کے توازن اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے جمہوریت کو ایک بہتر نظام سمجھتے ہوئے دنیا بھر خاص طور پر مغربی ممالک میں اسے قبول کیا گیا ہے۔ مگر تھیوری سے قطع نظر عملی طور پر رائج جمہوری نظام پر بھی بہت سے اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں۔ ان اعتراضات میں سے چند اہم کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے اور ان کا مختصراً تجزیہ بھی پیش کیا جا رہا ہے۔

نظریاتی ابہامات: جمہوریت کے حوالے سے بہت سے نظریاتی ابہامات پائے جاتے ہیں جو جمہوریت مخالف نظاموں پر یقین رکھنے والوں یا جمہوریت کے حوالے سے آگاہی نہ رکھنے والوں کی طرف سے سامنے آتے ہیں جمہوریت باقی نظاموں سے کئی اعتبار سے واضح طور پر بہتر نظام ہے کیوں کہ اس میں ہر شہری یکساں ہے، ووٹ کی طاقت کے ذریعے ایک عام شخص بھی ملک کا سربراہ بن سکتا ہے، قومی تنازعات اور مسائل کا حل بات چیت اور مکالمے سے نکالا جاتا ہے، انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے، اقلیتوں اور کمزور طبقات کے حقوق کی آئین میں ضمانت دی جاتی ہے اور قانون کے سامنے ہر شہری یکساں ہے۔

سیاسی پولرائزیشن: اگرچہ سیاسی پولرائزیشن جمہوریتوں میں ایک چیلنج ہو سکتا ہے، خاص طور پر سیاسی منافرت اور تشدد کا عنصر شامل ہو جائے۔ عام طور پر لوگ اس کا الزام جمہوریت کو دینا شروع کرتے ہیں۔ منافرت و تشدد سے خالی سیاسی تقسیم معاشرے کے اندر متنوع نقطہ نظر کی

بھی عکاسی کرتی ہے۔ بات چیت، سمجھوتہ، اور مشترکہ قومی شناخت کے احساس کو فروغ دینے کی کوششیں انتہائی پولرائزیشن کو کم کرنے میں مدد کرسکتی ہیں۔

بدعنوانی: جمہوریت بدعنوانی سے محفوظ نہیں ہے۔ عوامی فلاح و بہبود اور سرکاری سطح پر پھیلے اداروں اور پروگرامات میں مختلف سطح کی بدعنوانی جمہوری نظام کو کمزور کر دیتی ہے تاہم طاقت چند خاندانوں یا طبقے میں ارتکاز پر مبنی اکثر آمرانہ نظاموں کی نسبت جمہوریت زیادہ شفافیت اور مضبوط احتساب کا طریقہ کار فراہم کرتی ہے۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے مضبوط انسداد بدعنوانی اقدامات، خود مختار نگران ادارے اور ایک فعال سول سوسائٹی ضروری ہے۔

اکثریت کا ظلم: جمہوریت پر ایک عمومی الزام یہ عائد کیا جاتا ہے کہ جمہوریت اکثریت کے ظلم کو تحفظ دیتی ہے تاہم جمہوریتوں میں عام طور پر ایسی آئینی و قانونی ضمانتیں ہوتی ہیں تاکہ اکثریت کو اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزی سے روکا جاسکے۔ ان ضمانتوں میں حقوق کے بل، مساوی تحفظ کی شقیں اور آزاد عدالتیں شامل ہیں۔

انتخابی عمل میں دھاندلی کا مسئلہ: انتخابی نظام میں انصاف کو بڑھانے کے لیے اصلاح کی جاسکتی ہے، جیسے مضبوط اور خود مختار الیکشن کمیشن، متناسب نمائندگی یا درجہ بندی کے انتخاب کے ووٹنگ کے نظام کو اپنانا۔ عوامی بیداری اور پالیسی سطح کے مکالمے اس طرح کی اصلاحات کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔

اقتصادی نااہلی: جمہوریت پر اقتصادی نااہلی کا الزام اس کی معاشی پالیسیوں کے پٹری سے ہٹنے، قومی پیداوار میں اضافہ نہ ہونے اور تسلسل کے ساتھ اقتصادی پالیسیوں کے نا چلنے کے باعث لگتا ہے تاہم جمہوریت میں طویل مدتی اقتصادی و تزویراتی پالیسی کے لیے سول لیڈرشپ کے اندر ویژن کا ہونا، سیاسی مکالمے کی فضا عام ہونا اور اداروں کی شفافیت اور فعالیت از حد ضروری ہے۔

پالیسی کی تقسیم: اتحادی سیاست اور پالیسی تنوع جمہوریتوں کی طاقت ہو سکتی ہے، جس سے متنوع مفادات کی نمائندگی ہو سکتی ہے۔ استحکام برقرار رکھنے کے لیے مؤثر قیادت اور سمجھوتہ بہت ضروری ہے۔

قلیل مدتی پاپولزم: اگرچہ قلیل مدتی پاپولزم ایک تشویش کا باعث ہو سکتا ہے، جس سے جمہوری نظام اور معاشی پالیسیوں کی پٹری سے ہٹنے کا خدشہ ہوتا ہے تاہم جمہوری ملک کے ووٹرز میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ باقاعدہ انتخابات کے ذریعے رہنماؤں کو اپنے فیصلوں کے لیے جوابدہ ٹھہرائیں۔ شہری تعلیم اور میڈیا کی خواندگی شہریوں کو باخبر انتخاب کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔

مہارت کی کمی: بعض اوقات کچھ ایسے عوامی نمائندے منتخب ہو جاتے ہیں جو قومی اداروں اور پالیسیوں کو چلانے کے لیے درکار مہارت وصلاحیت سے عاری ہوتے ہیں، تاہم ایسی صورت حال میں منتخب عہدیدار ماہرین سے مشورہ لے سکتے ہیں اور ٹھوس تحقیق کی مدد سے ثبوت پر مبنی فیصلہ سازی کو ترجیح دے سکتے ہیں۔ ایک مضبوط سول سروس کو برقرار رکھنا اور ماہرین کے ساتھ تعاون کو فروغ دینا اس تشویش کو دور کر سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جمہوریت خامیوں سے مبرا نہیں ہے، لیکن یہ اصلاحات اور شہریوں کی فعال شرکت کے ذریعے ان مسائل کو حل کرنے کا طریقہ کار پیش کرتی ہے۔ جمہوریت کی خوبیوں اور کمزوریوں پر بحث دنیا بھر میں سیاسی گفتگو اور پالیسی فیصلوں کی تشکیل کرتی رہتی ہے۔

تیسرا باب

جمہوریت، اسلام اور مسلم دنیا

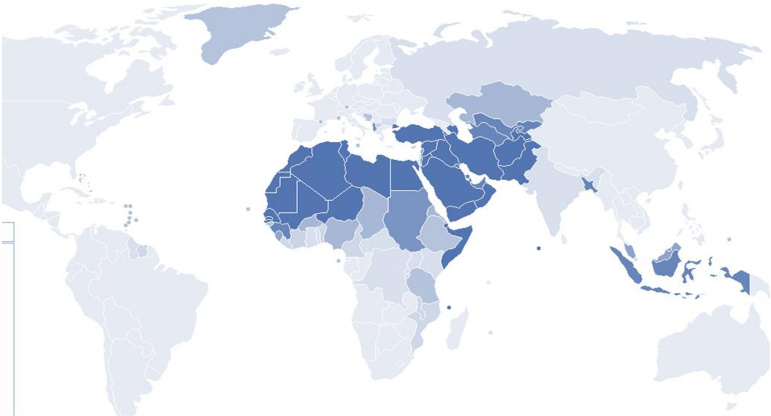

اسلامی جمہوریت کیا ہے؟

اسلامی جمہوریت حکومت کی ایک ایسی شکل ہے جو اسلامی اصولوں کو جمہوری اقدار کے ساتھ جوڑتی ہے۔ یہ اس نظریے پر مبنی ہے کہ اسلام جمہوریت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے، اور یہ کہ مسلمان اسلامی اصولوں اور تعلیمات پر کاربند رہتے ہوئے جمہوری معاشروں کی تعمیر کر سکتے ہیں۔ پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے۔آئین پاکستان میں اسلامی شریعت کو سپریم لاء کی حیثیت حاصل ہے۔اس کا مطلب ہے کہ ملک میں کوئی ایسا قانون یا پالیسی نہیں بن سکتی جو مسلمہ اسلامی شریعت سے متصادم ہو[1]۔

1 قرآن:https://quran.com/
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم:https://sunnah.com/
جان ایل ایسپو سیٹو: "اسلام اور جمہوریت۔" پرنسٹن یونیورسٹی پریس، 2011۔
عبدالعزیز سچدینا: "اسلام میں جمہوریت۔" آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2009۔
چارلس کرزمین: "لاپتہ شہداء: کیوں بہت کم مسلمان دہشت گرد ہیں۔" آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2011۔

اسلام اور جمہوریت کی چند مشترکہ اقدار

جمہوریت اور اسلامی تعلیمات کے درمیان کچھ اقدار مشترک ہیں، اگرچہ ان کی تشریح اور اطلاق مختلف سیاق وسباق میں مختلف ہو سکتے ہیں، تاہم یہ مشترکہ اقدار پاکستان جیسے اسلامی جمہوری ملک کے نوجوانوں کے لیے سمجھنا بہت مفید ہے۔ اسلام اور جمہوریت کی نمایاں مشترکہ اقدار درج ذیل ہیں:

1. انصاف اور مساوات

قرآن مجید کہتا ہے کہ "خدا انصاف اور حسن سلوک اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔" (16:90)[2] یہ آیت اسلام میں انصاف اور مساوات کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ (4:135) یہ آیت اسلام میں مساوات کے اصول کی توثیق کرتی ہے۔ رنگ، نسل، جنس، یا سماجی حیثیت حتیٰ کہ اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو، انصاف کی گواہی دینے کا حکم دیتی ہے۔

جمہوریت میں، قانون کی حکمرانی کے ذریعے انصاف کو یقینی بنایا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص یکساں طور پر قوانین کے تابع ہے، چاہے اس کی سماجی حیثیت یا مقام کچھ بھی ہو۔ جمہوریت مساوات کی اہمیت پر بھی زور دیتی ہے، کیونکہ بطور شہری تمام شہریوں کے حقوق اور ذمہ داریاں یکساں ہیں۔

2. مشاورت اور اتفاق:

قرآن مجید کہتا ہے کہ ''اور اس معاملے میں ان سے مشورہ کرو''۔ (3:159) یہ آیت فیصلہ سازی میں مشاورت اور اتفاق رائے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

[2]https://quran.com/

جمہوریت میں فیصلے مشاورت اور ووٹنگ کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔ شہریوں کو فیصلہ سازی کے عمل میں حصہ لینے کا حق ہے، اوران کی آواز سنی جاتی ہے۔

3. انسانی وقاراور انسانی حقوق:

قرآن مجید کہتا ہے کہ ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔(17:70) یہ آیت تمام انسانوں کے انسانی اور پیدائشی وقار کی تصدیق وتائید کرتی ہے۔

جمہوریت میں انسانی حقوق کا تحفظ قانون کی حکمرانی سے ہوتا ہے۔ شہریوں کو زندگی، آزادی، انسانی وقار، مال اور اس کی پرائیویسی کی حفاظت کا حق حاصل ہے۔ انہیں تقریر، مذہب اور اجتماع کی آزادی کا حق بھی حاصل ہے۔

4. احتساب اور گڈ گورننس:

قرآن مجید کہتا ہے کہ "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں۔" (4:59) یہ آیت اتھارٹی کی اطاعت کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ تاہم، اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو صاحب اختیار ہیں وہ خدا اور لوگوں کے سامنے جوابدہ ہیں۔

جمہوریت میں منتخب عہدیدار عوام کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ وہ قانون کو برقرار رکھنے اور اس بات کو یقینی بنانے کے ذمہ دار ہیں کہ حکومت عوام کے بہترین مفاد میں کام کر رہی ہے۔

5. سماجی بہبود اور یکجہتی:

قرآن مجید کہتا ہے کہ ”مومن تو بھائی بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے“۔ (49:10) یہ آیت مسلمانوں کے درمیان سماجی یکجہتی کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماجی بہبود کی اہمیت پر بھی زور دیتے ہوئے فرمایا: ”بہترین لوگ وہ ہیں جو دوسروں کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں“۔

جمہوریت میں، حکومت ضرورت مندوں کی مدد کے لیے سماجی بہبود کے پروگرام فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ان پروگراموں میں صحت کی دیکھ بھال، تعلیم،اور سماجی تحفظ کے نیٹ ورک شامل ہو سکتے ہیں۔

6. پُرامن بقائے باہمی اور رواداری:

قرآن مجید کہتا ہے کہ "دین میں کوئی جبر نہیں ہے"۔(2:256) یہ آیت مذہبی تنوع اور آزادی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

جمہوریت میں مختلف مذاہب اور عقائد کے لوگ امن اور ہم آہنگی کے ساتھ مل جل کر رہ سکتے ہیں۔وہ ظلم و ستم کے خوف کے بغیر اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہیں۔

7. تنوع اور تکثیریت:

قرآن مجید کہتا کہ "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے"۔(49:13)

جمہوریت اور اسلامی تعلیمات دونوں تنوع کی تحسین کرتے ہیں۔ جمہوریت کی طرح اسلامی تعلیمات بھی مختلف رنگ و نسل، زبان و ثقافتوں کے وجود کو ایک خدائی سکیم قرار دیتے ہوئے ان کی تحسین کرتی ہیں۔

نیز میثاق مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع، صلح حدیبیہ اسلامی تعلیمات کے وہ اہم مآخذ ہیں جہاں سے تحریری دستور کی اہمیت، متنوع کمیونٹیز کے درمیان تعلقات، اور کمزور طبقات کے حقوق کے تحفظ کی رہنمائی ملتی ہے۔ یہ جمہوریت اور اسلام کی کچھ مشترکہ اقدار ہیں۔ یہ اقدار مضبوط اور انصاف پسند معاشروں کی تعمیر کے لیے بنیاد فراہم کر سکتی ہیں جو آزادی، مساوات اور انصاف کے

اصولوں پر مبنی ہوں۔ یہ بات یاد رہے کہ ان اقدار کی تشریحات مختلف ہو سکتی ہیں، جس کی وجہ سے ان کی مطابقت اور نفاذ پر مختلف نقطہ نظر ہوتے ہیں۔

مسلم دنیا کے چند ریاستی نمونے

اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کی تعداد 56 ہے[3]۔ ان ممالک میں 49 ممالک مسلم اکثریتی جبکہ سات ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمان اچھی تعداد میں بستے ہیں۔ ان ممالک میں مجموعی طور پر دو ارب سے زائد لوگ رہتے ہیں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان ممالک میں بھی رہتی ہے جو مسلم اکثریتی ممالک نہیں ہیں جیسے بھارت، چین، روس اور یورپی ممالک۔

مسلم ممالک کی درجہ بندی

مسلمان اکثریتی ممالک میں ریاست میں اسلام کا کردار کیا ہے، یہ ایک قابل مطالعہ امر ہے۔ مسلم اکثریتی ممالک میں اسلام کا کردار خاص طور پر وہاں کے نظام، دستور او قوانین میں اسلام کس طرح یا کس قدر دخیل ہے۔ اس اعتبار سے پوری اسلامی دنیا میں کوئی واحد، یکساں نقطہ نظر نہیں ہے، کیونکہ مختلف ممالک اور علاقے اسلامی اصولوں کی مختلف طریقوں سے تشریح اور نفاذ کرتے ہیں۔ اس حوالے ان ممالک کی ایک درجہ بندی یوں کی جاسکتی ہے:

امارت اسلامیہ

وہ ممالک ہیں جن میں اسلام سرکاری مذہب ہے اور قوانین شریعت پر مبنی ہیں اور ملک کی سب سے بڑی اتھارٹی مذہبی منصب پر مبنی ہے۔ ان ریاستوں میں افغانستان کی مثال دی جاسکتی ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان میں امیر المومنین کا منصب سب سے طاقتور عہدہ ہے۔ واضح رہے کہ طالبان سنی العقیدہ اور فقہ حنفی کے پیروکار ہیں۔ اسلامی شریعت کی وہ تشریح جو طالبان کرتی ہے وہی اس ملک کا سپریم لاء ہے۔ 2021 میں حکومت میں آنے کے بعد سے اب تک طالبان حکومت کو رسمی طور پر کسی ملک نے تسلیم نہیں کیا ہے۔

---

3 https://www.oic-oci.org/states/?lan=en

ولایت فقیہ

ولایت فقیہ کا نظام ایران میں رائج ہے۔اس نظام میں سب سے طاقتور عہدہ ولی فقیہ (رہبر اعلیٰ یا سپریم لیڈر) کا ہے۔رہبر اعلیٰ کے منصب کے لیے اثنا عشری شیعہ فقیہ ہونا ضروری شرائط میں سے ہے۔ یہاں اسلام سرکاری مذہب ہے اور قوانین شریعت پر مبنی ہیں۔اگرچہ ملک میں رہبر اعلیٰ (سپریم لیڈر) کا منصب سب سے طاقتور عہدہ ہے تاہم جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والا صدر حکومت کا سربراہ ہے۔ کسی تنازع کی صورت میں ویٹو پاور سپریم لیڈر کے پاس ہوتا ہے۔

اسلامی بادشاہتیں

یہ ممالک بادشاہتیں ہیں، لیکن اسلامی روایت ریاست کی شناخت میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ الملكة السعوديہ العربية (سعودی عرب) اور المملكة الأردنية الهاشمية (اردن) کی مثالیں ہیں۔ان ممالک میں مذہبی درجہ بندی ہو سکتی ہے اور وہ اسلامی قانون کی سخت تشریح پر عمل پیرا ہیں۔ جیسا کہ سعودی عرب میں، بادشاہ ریاست کا سربراہ اور اعلیٰ ترین مذہبی اتھارٹی ہے۔ حرمین شریفین کی نسبت سے وہ اپنے لیے خادم الحرمین والشریفین کا لقب بھی استعمال کرتے ہیں۔

اسلامی جمہوریتیں

یہ ممالک اپنے آئین اور قوانین میں واضح طور پر اسلامی ہیں۔ان کے سرکاری ناموں میں اکثر "اسلامی جمہوریہ" ہوتا ہے، جیسے ایران یا پاکستان۔ان ریاستوں میں، اسلامی قانون (شریعت) اکثر قانونی نظاموں اور حکومتی پالیسیوں میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مذہبی رہنما یا علماء بھی بااثر عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایران میں، سپریم لیڈر ملک میں اعلیٰ ترین اتھارٹی ہے اور شریعت کی تشریح اور نفاذ کا ذمہ دار ہے۔ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل اور فیڈرل

شریعت کورٹ شرعی قوانین کے حوالے سے کلیدی اہمیت کے حامل ادارے ہیں، تاہم پاکستان میں ریاستی سطح پر مذہبی رہبری کے لیے کوئی مستقل مذہبی عہدہ نہیں پایا جاتا۔

سیکولر مسلم ریاستیں

یہ ممالک سرکاری طور پر سیکولر ہیں، لیکن ان میں مسلم اکثریت ہے۔ مثالوں میں، ترکیہ، انڈونیشیا اور ملائیشیا شامل ہیں۔ جبکہ اسلام غالب مذہب ہے، یہ ریاستی قوانین یا پالیسیوں کی تشکیل میں براہ راست کردار ادا نہیں کرتا۔ ان ریاستوں میں شہری اور شرعی قوانین کا امتزاج ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، انڈونیشیا میں، آئین مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے، لیکن حکومت اسلامی شریعت کو قانون سازی کا ذریعہ بھی تسلیم کرتی ہے۔ اسی طرح ترکیہ آئینی طور پر ایک جمہوری اور سیکولر ریاست ہے تاہم اسلام ترکی کی تاریخ، ثقافت، ملکی شناخت اور سیاست میں اہم کردار کا حامل ہے۔

مسلم اقلیتی ریاستیں

ان ممالک میں ایک اہم مسلم اقلیت موجود ہے، جہاں مسلمان آبادی اور اپنی سیاسی حیثیت کے لحاظ سے قابل ذکر ہے۔ لیکن اسلام ریاست کے تشخص یا پالیسیوں کی تشکیل میں غالب کردار ادا نہیں کرتا۔ مثالوں میں بھارت اور چین شامل ہیں جہاں مسلمان کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ان ممالک میں مسلمانوں کو اکثر کچھ قانونی اور ثقافتی حقوق حاصل ہیں، لیکن انہیں امتیازی سلوک یا ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں، مسلمان ایک اقلیت ہیں اور حالیہ برسوں میں انہیں امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

غیر مسلم ریاستیں

ان ممالک میں مسلم اقلیت میں رہتے ہیں اور مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے، اور اسلام ریاست کے معاملات میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کرتا۔ مثالوں میں جاپان، جنوبی کوریا، امریکہ اور یورپی ممالک شامل ہیں۔

اسلامی تحریکیں

یہ وہ سیاسی تحریکیں ہیں جو اسلامی ریاست کے قیام کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ اگرچہ موجودہ حالت میں ریاست نہیں رکھتی تاہم وہ راسلامی ریاست کا ایک مخصوص ڈھانچہ اور خاکہ لے کر اس کے قیام کی جدوجہد کرتی ہیں۔ وہ کسی سیکولر ریاست کے اندر یا کسی ایسے ملک میں کام کر سکتی ہیں جو پہلے سے اسلامی ہے۔ اسلامی تحریکیں کسی ملک کے سیاسی منظر نامے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، اور بعض اوقات یہ عدم استحکام کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔ اس کی ایک مثال جمعیت علمائے اسلام (جے یو آئی) کی ہے جو پاکستان کی مذہبی سیاست میں ایک تاریخ رکھتی ہے اور آج بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگرچہ جے یو آئی ایک قومی مذہبی جماعت ہے تاہم یہ دیوبندی مکتب فکر کے علماء اور مذہبی کارکن ہی تک محدود ہے۔ پاکستان میں ایک اور مثال جماعت اسلامی کی بھی ہے۔ جماعت اسلامی مولانا مودودی کی سوچ اور ویژن پر مبنی ایک اسلامی ریاست و حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کرتی ہے۔ اگرچہ جماعت کو انتخابی سیاست میں خاطر خواہ کامیابی نہیں مل سکی کہ وہ حکومت بنا سکے تاہم پاکستان کی مذہبی سیاست میں جماعت اسلامی کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔ نیز جماعت اسلامی پاکستانی تعلیمی اداروں پر گہرا اثر رسوخ رکھتی ہے۔ انسٹیٹیوٹ آف پیس سٹڈیز کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق سیاسی جماعتوں میں، جماعت اسلامی کی طلبہ تنظیم "اسلامی جمعیت طلبہ" یونیورسٹیوں میں طلبہ ونگ بنانے اور نوجوانوں کو سیاسی سرگرمی میں شامل ہونے کی تربیت دینے میں سب سے زیادہ مؤثر رہی ہے۔ یہ وہ تنظیم بھی ہے جس کی یونیورسٹی کیمپس میں سب سے زیادہ موجودگی ہے۔[4]

4 https://www.pakpips.com/web/wpcontent/uploads/2023/05/YouthSocialContract.pdf

ریاست اور اسلام کے تعلق کے حساب سے ممالک کی درجہ بندی

ریاست کی نوعیت بمع مثال	مملکت کے نام میں اسلام کا حوالہ	سربراہ ریاست کا مسلمان ہونا	اسلام بطور سرکاری مذہب	اسلام بطور آئین	شریعت بطور قانون
امارت اسلامیہ الامارۃ الاسلامیہ افغانستان	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں
ولایت فقیہ جمہوری اسلامی ایران	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں
اسلامی بادشاہتیں المملکتہ السعودیہ العربیہ	نہیں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں
اسلامی جمہوریہ اسلامی جمہوریہ پاکستان	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	شریعت اور دیگر قوانین
سیکولر مسلم ریاستیں جمہوریہ انڈونیشیا	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں
مسلم اقلیتی ریاستیں جمہوریہ انڈیا	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں
غیر مسلم ریاستیں جاپان	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ پیمانے مختلف ممالک کے مخصوص سیاق و سباق پر منحصر ہیں اور کسی ریاست میں اسلام کا کردار بھی وقت کے ساتھ بدل سکتا ہے۔ کسی خاص ملک میں اسلام کے کردار کو سمجھنے کا بہترین طریقہ اس کی تاریخ، ثقافت اور سیاست کا مطالعہ کرنا ہے۔

مسلم اکثریتی ممالک کی عالمی جمہوری انڈیکس 2022[5] میں 167 ممالک میں سے بہتر سکور والے مسلم ممالک کا جائزہ درج ذیل جدول میں دیا گیا ہے۔

عالمی جمہوریت انڈیکس 2022 میں بہتر رینک والے مسلم ممالک کا جائزہ

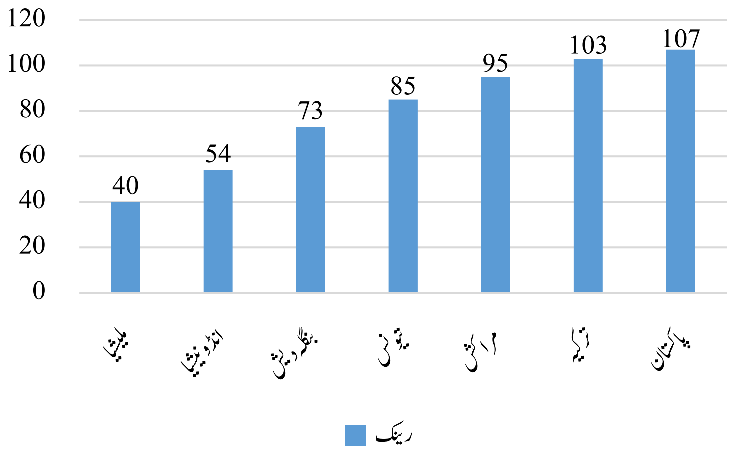

عالمی جمہوریت انڈیکس میں مسلم اکثریتی ممالک میں سے ملائیشیا اور انڈونیشیا دو ملک ایسے ہیں جو "ناقص جمہوریت" کی درجہ بندی میں شمار کیے گئے ہیں۔ انڈیکس کے مطابق ناقص جمہوریت والے ممالک کی تعداد 48 ہے۔ 36 ہائبرڈ رجیم ممالک میں چھ مسلم ممالک شامل ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ کامل جمہوریت والے چوبیس ممالک میں ایک بھی مسلم ملک شامل نہیں ہے، جبکہ 59 آمرانہ ممالک میں 30 سے زائد ممالک مسلم دنیا کے ہیں۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ناقص جمہوریت کے درجے میں شامل ان دو مسلم ممالک کا جمہوری پروفائل کیا ہے؛

ملائیشیا: ملائیشیا ایک مسلم اکثریتی ملک ہے۔ یہاں آئینی بادشاہت رائج ہے تاہم بادشاہ کی حیثیت کافی حد تک علامتی ہے۔ 1957 میں برطانیہ سے آزادی سے لے کر 2018 تک ملائیشیا پر ایک

---

5 https://www.eiu.com/n/campaigns/democracy-index-2022/

ہی سیاسی جماعت اور اس کی اتحادیوں نے 60 سال تک حکومت کی۔ عالمی جمہوریت انڈیکس میں ملائیشیا 40 نمبر پر آتا ہے۔ عالمی رینک میں ملائیشیا کے جن تین عوامل میں سکور اچھے ہیں وہ انتخابی عمل و تکثیریت، حکومتی کارکردگی اور سیاسی شرکت ہیں جبکہ سب سے کم سکور سول لبرٹی کا ہے۔

انڈونیشیا: انڈونیشیا دنیا کا سب سے بڑا مسلم اکثریتی ملک ہے، یہاں صدارتی جمہوریت رائج اور صدر ریاست اور حکومت دونوں کا سربراہ ہوتا ہے اور براہ راست عوامی ووٹ سے منتخب ہوتا ہے۔ انڈونیشیا عالمی جمہوریت انڈیکس میں 54 نمبر پر ہے۔ عالمی رینک میں انڈونیشیا کے جن تین عوامل میں سکور اچھے ہیں وہ انتخابی عمل و تکثیریت، حکومتی کارکردگی اور سیاسی شرکت ہیں، جبکہ سب سے کم سکور سیاسی کلچر کا ہے۔

ان دونوں ممالک میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں، جن میں ان ممالک کا سیکولر جمہوری ہونا بھی اہم ہے، تاہم باقی ممالک میں جمہوری سکور کے کم ہونے میں مذہب خاص طور پر اسلام کا کیا کردار ہے، یہ ایک قابل بحث و تحقیق امر ہے۔

اب ہم پاکستان کا جائزہ لیتے ہیں کہ پاکستان مذکورہ انڈیکس میں کہاں کھڑا ہے اور اس کے سکور کیا ہیں؛

پاکستان: آبادی کے لحاظ سے دنیا میں دوسرا سب سے بڑا مسلم ملک پاکستان ایک اسلامی جمہوری ملک ہے۔ یہ یہاں ایک وفاقی پارلیمانی دستوری اسلامی جمہوری نظام رائج ہے۔ 1947 میں اپنے قیام سے 2008 تک پاکستان جمہوری و فوجی حکومتوں کا تجربہ کرتا رہا ہے تاہم 2008 سے پاکستان میں تسلسل کے ساتھ انتخابات ہو رہے ہیں۔ عالمی جمہوریت انڈیکس 2022 میں بنگلہ دیش، تیونس، مراکش اور ترکیہ کے بعد مسلم ممالک میں سے پاکستان کا نمبر آتا ہے۔ اس انڈیکس میں پاکستان 107 نمبر پر آتا ہے۔ عالمی رینک میں پاکستان کے جن تین عوامل میں سکور اچھے ہیں وہ

انتخابی عمل و تکثیریت، حکومتی کارکردگی اور سول لبرٹی ہیں جبکہ سب سے کم سکور سیاسی کلچر اور سیاسی شرکت کے ہیں۔

عالمی جمہوریت انڈیکس 2022 میں پاکستان 107 نمبر پر آتا ہے۔ عالمی رینک میں پاکستان کے جن تین عوامل میں سکور اچھے ہیں وہ انتخابی عمل و تکثیریت، حکومتی کارکردگی اور سول لبرٹی ہیں جبکہ سب سے کم سکور سیاسی کلچر اور سیاسی شرکت کے ہیں۔

یہ مسلم دنیا کے جمہوری نمونوں کی چند مثالیں ہیں۔ ان کا انتخاب جمہوریت انڈیکس کے بہتر سکور کے حساب سے کیا گیا ہے۔ مسلم دنیا میں اور بھی بہت سے ممالک ہیں جن میں جمہوری نظام موجود ہے۔ کسی خاص ملک کے لیے بہترین جمہوری ماڈل کیا ہو سکتا ہے اس کا فیصلہ اس ملک کے منفرد سیاق و سباق، تاریخ و ثقافت، جغرافیائی اور سیاسی حالات پر منحصر ہو گا۔

ڈی میکس کی رپورٹ 2021 کے مختلف خطوں کی مجموعی درجہ بندی کو دیکھتے ہوئے مسلم ممالک کی واضح اکثریت آمرانہ طرز حکومتیں ہے۔ اس درجہ بندی میں پاکستان کو ہائبرڈ رجیم میں شمار کیا گیا ہے۔ جن مسلم ممالک کی رینک جمہوریت کے حوالے سے قدرے بہتر ہے ان میں صرف دو ممالک مالدیپ اور انڈونیشیا کو کمزور جمہوریتوں میں شامل کیا گیا ہے۔ انڈونیشیا کا پروفائل پہلے دیا گیا ہے اس لیے ذیل میں صرف مالدیپ کا پروفائل دیا جا رہا ہے۔

مالدیپ ایک مسلم ملک ہے۔ یہاں صدارتی جمہوریت رائج ہے۔ صدر حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ ایگزیکٹو برانچ کے سربراہ کے طور پر صدر کابینہ کا تقرر کرتا ہے۔ جمہوریت کے حوالے سے مالدیپ نے حالیہ برسوں میں کچھ بہتری دکھائی ہے۔

جمہوریتوں کو درپیش نئے مسائل

مختلف رپورٹوں کے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دنیا میں خاص طور پر ایشیا میں جمہوریت سکڑ رہی ہے اور کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ براہ راست یا بالواسطہ فوجی مداخلت، کووڈ 19 اور نسلی ولسانی تحریکوں اور مذہبی انتہاپسندی نے آمرانہ طرز حکومت کے لیے راستے ہموار کیا ہے اور کافی حد تک انہی چیزوں کو آمرانہ حکومتیں بطور ہتھیار استعمال کر رہی ہیں۔ جس کے باعث انسانی حقوق، میڈیا کی آزادی اور اظہار رائے کی آزادی کی صورت حال ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ انتخابات جیسے جمہوری عمل کے ذریعے اقتدار میں آنے والے حکمران بھی اپنے اقتدار کو مضبوط تر بنانے اور طول دینے کے لیے غیر جمہوری طریقوں اور طرز عمل کو اپنا رہے ہیں جس کی وجہ سے جمہوریت کی بدولت اقتدار میں آنے والے لوگ ہی ان ممالک میں جمہوری اداروں کو کمزور اور غیر جمہوری اداروں اور عناصر کو مضبوط تر کر رہے ہیں۔ ووٹ سے زیادہ غیر جمہوری عناصر کی سپورٹ کی امید لے کر غیر جمہوری عناصر کو خصوصی فائدہ پہنچانے والے ایسے قوانین منظور کرتے ہیں جو شہریوں کی بنیادی آزادیوں اور حقوق کو سلب یا محدود کرنے کے لیے بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ جمہوریت کو کمزور کرنے والے یہ رجحانات مسلم دنیا میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مسلم نوجوان اور جمہوریت

نوجوانوں کی ایک بڑی اور بڑھتی ہوئی آبادی مسلم دنیا میں رہتی ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق 25 سال سے کم عمر کے 500 ملین یعنی پچاس کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں۔ اگرچہ زیادہ تر مسلم اکثریتی ممالک میں آمریتیں یا ہائبرڈ رجیم قائم و رائج ہیں تاہم اسلامی جمہوریت کی ترقی میں نوجوان تیزی سے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

مسلم نوجوان اپنے ملکوں میں جمہوری عمل میں حصہ لینے کے لیے سرگرم ہیں۔ وہ اپنے لیڈروں سے زیادہ سیاسی شرکت اور احتساب کا مطالبہ کرنے کے لیے طرح طرح کے نت نئے طریقے اپنا رہے ہیں۔ ان میں طلبہ تنظیموں، یوتھ گروپس، ورکرز یونین، سرگرم خواتین کارکنوں کی جانب سے سوشل میڈیا، سڑکوں پر دھرنے، واک سمیت احتجاج کے طریقوں کا استعمال کر رہے ہیں۔

ترکیہ اور انڈونیشیا جیسے کچھ ممالک میں مسلم نوجوان نئی سیاسی جماعتوں اور تحریکوں کے عروج میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ مصر اور تیونس جیسے دیگر ممالک میں مسلمان نوجوانوں نے آمرانہ حکومتوں کا تختہ الٹنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

جمہوریت میں مسلم نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی شمولیت میں کئی عوامل کارفرما ہیں۔ ایک عنصر تعلیم کا پھیلاؤ ہے۔ پہلے سے کہیں زیادہ مسلم نوجوان اب اسکول جا رہے ہیں، اور وہ جمہوریت اور انسانی حقوق کے بارے میں سیکھ رہے ہیں۔

ایک اور عنصر ڈیجیٹل و سوشل میڈیا کا عروج ہے۔ ڈیجیٹل و سوشل میڈیا نے مسلم نوجوانوں کے لیے ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنا اور دنیا بھر میں جمہوری تحریکوں کے بارے میں معلومات شیئر کرنا آسان بنا دیا ہے۔

آخر میں، عرب بہار نے مسلمان نوجوانوں کو یہ یقین کرنے کی ترغیب دی ہے کہ ان کے ممالک میں جمہوریت ممکن ہے۔ عرب بہار نے دکھایا کہ عام لوگ آمرانہ حکومتوں کا تختہ الٹ سکتے ہیں اور نئی جمہوریتیں تشکیل دے سکتے ہیں۔

جمہوریت میں مسلم نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی شمولیت ایک مثبت پیش رفت ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ مسلم نوجوان زیادہ منصفانہ معاشروں کی تعمیر کے لیے پرعزم ہیں۔ تاہم، ابھی بھی چیلنجز ہیں جن سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔

ایک چیلنج انتہاپسندی کا عروج ہے۔ جس طرح مختلف ممالک میں انتہاپسند مذہبی و نظریاتی تنظیمیں مذہبی ذہن اور مزاج رکھنے والے نوجوانوں کو انتہاپسندی کی طرف راغب کر رہی ہیں اسی طرح انتہاپسند گروہ مسلم نوجوانوں کو بھرتی کرنے اور اپنے نظریے کو پھیلانے کے لیے انہی نوجوانوں کو اپنے ساتھ شامل کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کا استعمال اس لحاظ سے تشویشناک ہے۔

ایک اور چیلنج مسلم نوجوانوں کی سیاسی نمائندگی کی کمی ہے۔ بہت سے ممالک میں مسلم نوجوانوں کی حکومت میں نمائندگی کم ہے۔ نمائندگی کی یہ کمی مسلم نوجوانوں میں مایوسی اور بیگانگی کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لحاظ سے مسلم دنیا میں پاکستان بہت مثبت کردار ادا کر رہا ہے جہاں شہید بینظیر بھٹو مسلم دنیا کی پہلی اور کم عمر وزیر اعظم بنیں۔۔ پارلیمنٹ اور قومی سیاست میں خواتین اور نوجوان لوگوں کی فعالیت کافی حوصلہ افزا ہے۔

جمہوری عمل میں مؤثر شرکت کو بڑھانے کے لیے اقدامات

جمہوری عمل میں مؤثر شرکت کے لیے مسلم ممالک کے نوجوانوں کی مدد کرنے کے کچھ طریقے یہ ہیں:

1. جمہوریت اور انسانی حقوق کے بارے میں تعلیم

سکول، مساجد اور دیگر سماجی تنظیمیں نوجوانوں کو جمہوریت اور انسانی حقوق کے بارے میں تعلیم دینے میں کردار ادا کر سکتی ہیں۔

2. جمہوری عمل میں حصہ لینے کے مواقع کی فراہمی

جمہوری عمل نوجوانوں کی شرکت کو بڑھانے کے لیے یہ امر بہت ضروری ہے کہ نوجواں کو سیاسی و جمہوری عمل میں شرکت کے مواقع ملے۔اس میں سیاسی مہمات کے لیے رضاکارانہ طور پر کام کرنا، بلدیاتی، صوبائی اور قومی اسمبلی کی نشستوں کے لیے انتخاب لڑنا، یا ووٹ دینا اور سیاسی مظاہروں میں حصہ لینا شامل ہو سکتا ہے۔

3. جمہوری تنظیموں کی حمایت

جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے کام کرنے والے مسلمانوں کی زیر قیادت اقدامات، تنظیموں اور تحریکوں کی حمایت کرنا اس لیے بھی بہت اہم کہ اس سے آپ مقامی مذہبی جمہوری تنظیموں کو مضبوط کر سکیں۔اس میں مالی مدد، تکنیکی مدد، یا دیگر وسائل کی فراہمی شامل ہو سکتی ہے۔

4. انتہاپسندی اور عدم برداشت کے خلاف آواز اٹھائیں

ایک پُرامن اور ترقی وخوش حالی کے خواہشمند معاشرے کے لیے بہت ضروری ہے کہ معاشرے سے انتہاپسندی اور عدم برداشت کی فضا کو ختم کرے۔ انتہا پسندی اور عدم برداشت کو تعلیم، مکالمہ،اور دیگر جمہوری و پُرامن طریقوں کے ذریعے چیلنج کیا جا سکتا ہے۔

یہ اقدامات اٹھا کر، ہم مدد کر سکتے ہیں کہ مسلم نوجوان مزید منصفانہ معاشروں کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے رہیں۔

چوتھا باب

جمہوریت اور پاکستان

پاکستانی جمہوری نظام کا مختصر تعارف

پاکستان ایک وفاقی پارلیمانی جمہوریہ ہے۔ حکومت کو تین شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ایگزیکٹو، قانون سازاور عدالتی۔ ہم یہاں پاکستانی جمہوری نظام کے مختلف اہم اجزاء کا مختصر جائزہ لیتے ہیں،

ایگزیکٹو: ایگزیکٹو برانچ کی سربراہی وزیر اعظم کرتا ہے، جو حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ اور اسے پارلیمنٹ کے ایوان زیریں، قومی اسمبلی کا رکن ہونا چاہیے۔وزیر اعظم کابینہ کی تقرری کے ذمہ دار ہیں، جو حکومت کی ایگزیکٹو باڈی ہے۔

قانون سازی: پاکستان میں پارلیمانی نظام حکومت ہے، پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ قومی اسمبلی (ایوان زیریں) اور سینیٹ (ایوان بالا)۔ قومی اسمبلی کے ارکان کی تعداد 342 ہے، جنہیں عوام پانچ سال کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ سینیٹ کے ارکان کی تعداد 104 ہے، جنہیں صوبائی اسمبلیاں چھ سال کی مدت کے لیے منتخب کرتی ہیں۔ پارلیمنٹ قانون بنانے اور حکومت کی نگرانی کی ذمہ دار ہے، جس کا مطلب ہے کہ ایگزیکٹو برانچ (وزیر اعظم اور کابینہ) اپنی قانونی حیثیت مقننہ (پارلیمنٹ) سے حاصل کرتی ہے اور اسے جوابدہ ہے۔

عدلیہ: عدالتی شاخ کی سربراہی سپریم کورٹ آف پاکستان کرتی ہے۔ سپریم کورٹ ملک میں اپیل کی سب سے بڑی عدالت ہے۔ سپریم کورٹ کے پاس ایسے قوانین کو ختم کرنے کا اختیار ہے جو اسے غیر آئینی لگتے ہیں۔ عدلیہ قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھنے اور حکومتی اقدامات کی آئینی حیثیت کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

انتخابات: پاکستان میں ہر پانچ سال بعد قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو منتخب کرنے کے لیے عام انتخابات ہوتے ہیں۔ یہ انتخابات وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی تشکیل کا تعین کرتے

ہیں۔ نچلی سطح پر نمائندوں کو منتخب کرنے کے لیے مقامی حکومتوں کے انتخابات بھی وقفے وقفے سے منعقد کیے جاتے ہیں۔

سیاسی جماعتیں: پاکستان میں قومی اور علاقائی دونوں طرح کی متعدد سیاسی جماعتوں کے ساتھ ایک متحرک سیاسی منظر نامہ موجود ہے۔ کچھ نمایاں جماعتوں میں پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی)، پاکستان مسلم لیگ نواز (پی ایم ایل-این)، پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی)، متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم)، جماعت اسلامی پاکستان (جے آئی پی)، عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی)، جمعیت علمائے اسلام (جے یو آئی)، بلوچستان عوامی پارٹی (بی اے پی) اور تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) اور دیگر شامل ہیں۔

ریاست اور حکومت کے سربراہ: قومی اسمبلی میں اکثریتی نشستوں کے ساتھ سیاسی جماعت یا اتحاد کا نمائندہ پاکستان کا وزیر اعظم بنتا ہے۔ وزیر اعظم حکومت کا سربراہ ہے اور ایگزیکٹو اتھارٹی کا استعمال کرتا ہے۔ جبکہ صدر 'ریاست کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کا انتخاب قومی اسمبلی، سینیٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین پر مشتمل الیکٹورل کالج کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ صدر کے اختیارات وزیر اعظم کے مقابلے میں محدود ہیں۔

صوبائی حکومتیں: پاکستان کو چار صوبوں میں تقسیم کیا گیا ہے: پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا (کے پی)، اور بلوچستان۔ ہر صوبے کی اپنی صوبائی اسمبلی اور وزیر اعلیٰ ہوتے ہیں، جو صوبائی سطح پر حکومت کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام آباد ملک کا دار الخلافہ ہے تاہم یہ کسی صوبائی سیٹ اپ کا حصہ نہیں ہے، جبکہ گلگت بلتستان اور آزاد جموں وکشمیر وفاق کے زیر انتظام یونٹس ہیں، دستور پاکستان کے فریم ورک میں شامل نہ ہونے کے باعث ان دونوں یونٹس کو پارلیمینٹ سمیت دیگر آئینی فورمز میں نمائندگی حاصل نہیں ہے۔ وزارت امور کشمیر و گلگت بلتستان کے ماتحت گلگت بلتستان میں ایک صوبائی طرز کی جبکہ آزاد جموں وکشمیر میں ایک خود مختار ریاست طرز کے

سیٹ اپ قائم ہیں۔

پاکستان کا نظام حکومت جمہوریت کے اصول پر استوار ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستانی عوام کو آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے ذریعے اپنی حکومت منتخب کرنے کا حق ہے۔ پاکستان کے عوام کو بھی سیاسی عمل میں حصہ لینے اور اپنی حکومت کو جوابدہ ٹھہرانے کا حق ہے۔

پاکستان کی جمہوری حکومت کس طرح کام کرتی ہے اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

- پاکستان کا آئین ملک کا سپریم قانون ہے۔ آئین حکومت کا بنیادی ڈھانچہ متعین کرتا ہے اور عوام کے بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔
- حکومت عوام کو اپنے نمائندوں کا انتخاب کرنے کی اجازت دینے کے لیے باقاعدہ انتخابات کرواتی ہے۔
- حکومت لوگوں کے بنیادی حقوق کا احترام کرتی ہے، جیسے کہ آزادی اظہار کا حق، اجتماع کی آزادی کا حق، اور مذہب کی آزادی کا حق۔
- حکومت عوام کو جوابدہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عوام حکومت کو اس کے پالیسیوں اور فیصلوں کا ذمہ دار ٹھہرا سکتے ہیں۔
- پاکستان کی جمہوری حکومت ملک کے سیاسی نظام کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ پاکستان میں جمہوریت اور انسانی حقوق کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- پاکستان میں تعلیمی، کاروباری اور سماجی اداروں، میڈیا اور غیر سرکاری تنظیموں پر مشتمل ایک متحرک سول سوسائٹی موجود ہے جو عوام اور ریاست کے درمیان دوطرفہ مسائل کی نشاندہی اور حل اور امکانات کی تلاش کے لیے مشترکہ طور پر ایک تعمیری پُل کا کردار ادا کرتی ہے۔

پاکستان میں جمہوریت: ماضی اور حال کا سرسری جائزہ

پاکستان میں جمہوریت کی حالت گزشتہ برسوں سے بحث اور مطالعے کا موضوع رہی ہے۔ پاکستان میں جمہوریت کی تاریخ تقریباً آٹھ دہائیوں پر محیط ہے۔ یہ سفر پیچیدہ اور نشیب وفراز پر مشتمل ہے۔ پاکستان نے جمہوری طرز حکمرانی کا تجربہ کیا ہے مگر فوجی مداخلتوں اور آمریت کے ادوار کا بھی سامنا کیا ہے۔ اس میں جنرل ایوب خان (1958-1969)، جنرل یحییٰ خان (1969-1971)، جنرل ضیاء الحق (1977-1988) اور جنرل پرویز مشرف (1999-2008) کی حکومتوں کا مجموعی دورانیہ 33 سال ہے۔

اگرچہ جمہوری اداروں کو مضبوط کرنے کے لیے اہم کوششیں کی گئی ہیں، لیکن ملک میں جمہوریت کی مجموعی حالت کو متاثر کرنے والے چیلنجز اور مسائل بدستور موجود ہیں۔

متحدہ ہندوستان برطانوی راج سے آزاد ہوتے ہوئے دو ملکوں میں بٹ گیا۔ مسلم اکثریتی پاکستان اور ہندو اکثریتی موجودہ بھارت۔ برصغیر کے مسلمان قائدین بھی دو حصوں میں بٹ گئے تھے۔ مولانا ابو الکلام آزاد سمیت بہت سے قائدین متحدہ ہندوستان کے حق میں تھے تاہم قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانانِ ہند کے لیے الگ مملکت پاکستان کی کامیاب تحریک چلائی۔ یوں پاکستان دو قومی نظریہ پر مبنی سیاسی تحریک کے نتیجے میں معرض وجود میں آگیا۔

قیام کے وقت پاکستان کا اپنا کوئی الگ دستور نہیں بنایا گیا تھا۔ البتہ نوزائیدہ مملکت کی قانون ساز اسمبلی کی منظور کردہ قرارد مقاصد ایک اہم دستوری بنیاد بنی۔ چنانچہ 1947 سے 1956 تک دستوری طور پر قرارداد مقاصد کی روشنی میں متحدہ ہندوستان میں برطانوی راج کے نافذ کردہ ایکٹ آف انڈیا 1935 کے تحت ملک کا نظام چلتا رہا ہے۔ 1956 میں پہلے دستور میں ملک کو اسلامی جمہوریہ پاکستان قرار دیا گیا، تاہم 1958 میں جنرل ایوب خان نے اس دستور کو معطل کر کے

مارشل لاء لگا دیا۔ 1962 میں جس دستور کو متعارف کرایا گیا اسے جنرل یحییٰ خان نے 1969 میں معطل کر دیا۔

ملک میں عام انتخابات پہلی بار 1970 میں کیے گئے اور پہلے عام انتخابات کے نتیجے میں شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ مشرقی پاکستان اور ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی مغربی پاکستان میں مقبول جماعتوں کے طور پر ابھر آئیں، مضبوط جمہوری اداروں کے موجود نہ ہونے اور جمہوری اقدار کے فقدان کے باعث ملک میں عوامی ووٹ کا پورا احترام نہیں کیا گیا اور دونوں حصوں کے درمیان عدم اعتماد کی فضا ایک خلیج کی صورت اختیار کر گئی۔

1971 میں پاک بھارت جنگ کے نتیجے میں ملک دو لخت ہوا اور مشرقی پاکستان الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔ مغربی اور موجودہ پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں مختلف وفاقی اکائیوں، سیاسی و مذہبی جماعتوں اور طبقات کی باہمی مشاورت سے 1973 کا دستور بنا اور ملک کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے ایک وفاقی، پارلیمانی جمہوری نظام حکومت کے تحت چلانے کا فیصلہ کیا گیا۔

1973 کے دستور میں ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق سمیت بعد کی مختلف حکومتوں نے مختلف ترامیم کی ہیں۔ مختلف سیاسی و فوجی حکومتوں نے ایسے غیر جمہوری اقدامات کیے ہیں جن کے باعث انسانی حقوق اور شہریوں کی آزادیاں متاثر ہوئی ہیں اور جمہوریت کمزور ہو گئی یا پٹڑی سے اتر گئی۔ تاہم حالیہ برسوں میں پاکستان نے جمہوریت کی جانب پیش رفت کی ہے۔ خاص طور پر 2008 سے ابھی تک منتخب عوامی جمہوری حکومتوں کا تسلسل جاری ہے۔

2010 میں اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کر کے صوبوں کو مزید خود مختار بنایا گیا ہے۔ اس عرصے میں ملک کے مختلف حصوں میں بلدیاتی انتخابات کیے گئے ہیں۔

2008 کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی، 2013 میں پاکستان مسلم لیگ (نواز شریف) اور 2018 میں پاکستان تحریک انصاف نے انتخابات جیت کر حکومتیں بنائیں۔

پاکستان کی تاریخ میں ابھی تک صرف دو بار 2013 اور 2018 میں ایسا ہوا ہے کہ کسی منتخب عوامی حکومت نے اپنی مقررہ مدت پوری کر کے اگلی منتخب عوامی حکومت کو عوامی مینڈیٹ یعنی اقتدار منتقل کیا۔

تاہم ملک میں سیاسی کلچر، سیاسی مفاہمت اور مکالمے کی فضا کو مزید پروان چڑھانے کی ضرورت ہے۔ تمام اداروں کے لیے اپنے آئینی دائرہ کار کی حدود کے اندر رہ کر اپنے آئینی فرائض سرانجام دینا اور ملک میں جمہوری اداروں اور اقدار کو مضبوط تر کرنا ملک کی سالمیت اور استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔ انوار الحق کاکڑ کی وزارت عظمیٰ میں نگراں سیٹ اپ تشکیل پا چکا ہے اور اب متوقع طور پر ملک اگلے عام انتخابات کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تاہم قومی اور عالمی جمہوری قوتیں انتخابات کے پُرامن، شفاف اور آزادانہ انعقاد پر زور دے رہی ہیں تاکہ ملک معاشی اور سیاسی استحکام کی طرف بڑھے۔

جمہوریت انڈیکس میں پاکستان کی تقریباً منجمد پوزیشن

ڈیموکریسی انڈیکس[1] میں گزشتہ دس برسوں میں پاکستان کے رینک کا جائزہ:

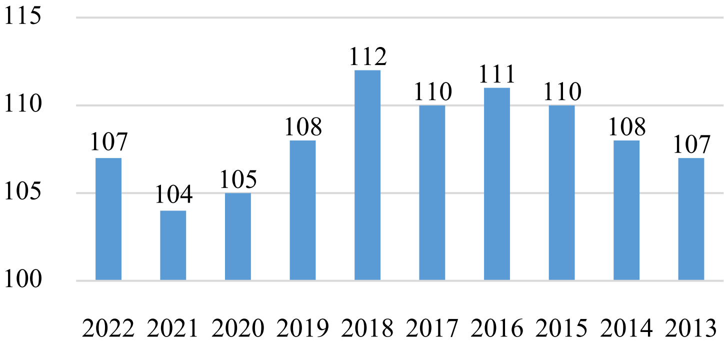

جمہوریت کی اس عالمی درجہ بندی کی اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کا جمہوری نظام کافی حد تک منجمد نظر آتا ہے۔ اسی طرح کی ایک اور بین الاقوامی درجہ بندی ڈیموکریسی میٹرکس رپورٹ "[2]ڈی میکس" کی سالانہ درجہ بندی کے مطابق پاکستان کا رینک درج ذیل رہا ہے۔

رینک

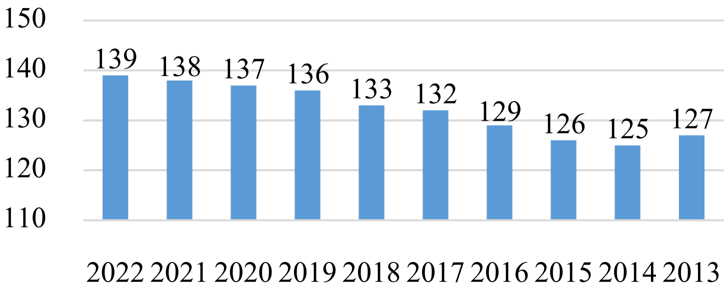

---

1 https://www.eiu.com/n/campaigns/democracy-index-2022/

2 https://www.democracymatrix.com/

ڈی میکس کی درجہ بندی سے بھی یہ تاثر ابھرتا ہے کہ جمہوریت کے حوالے سے پاکستان ایک منجمد سی صورت حال سے گزر رہا ہے۔ جس کی بدولت یہ خیال پختہ ہو رہا ہے کہ یہاں جمہوری اداروں کی فعالیت اور خود مختاری کمزور ہو چکی ہے جس کے سبب وہ اپنے آئینی دائرہ کار میں رہتے ہوئے آزادنہ طور پر کام نہیں کر پا رہے ہیں، اسی طرح یہاں جمہوری قوتوں اور سیاسی جماعتوں کے لیے جمہوریت کے استحکام میں اپنا مؤثر کردار ادا کرنے کے لیے مشکلات میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ تاہم ان مشکلات کے باوجود سیاسی جماعتوں نے مشترکہ طور پر میثاق جمہوریت پر اتفاق کیا اور اب ملکی معیشت کی بہتری کے لیے مشترکہ حکمت عملی کے طور پر "میثاق معیشت" کی تشکیل پر سیاسی بحث کی ضرورت کو محسوس کیا جا رہا ہے۔

پاکستان کی جمہوریت کے لیے یہاں کے نوجوان ایک اہم محرک اثاثہ ہیں جو جمہوری عمل میں شرکت کر کے مقامی اور قومی سطح پر فیصلہ سازی کے جمہوری مراکز میں پہنچنا چاہتے ہیں۔

پاکستان مختلف عالمی اشاریہ جات میں کہاں کھڑا ہے؟

مختلف عالمی تحقیقاتی ادارے مختلف عوامل اور رجحانات کو بنیاد بنا کر دنیا کے مختلف ممالک اور خطوں کی درجہ بندی کرتے ہیں۔ اشاریے اپنے نتائج تک پہنچنے کے لیے کچھ پیمانے بناتے ہیں اور ہر ملک کے اعداد و شمار کو جمع کر کے ان کا بغور تجزیہ کرتے ہیں اور ممالک اور خطوں کی درجہ بندی کرتے ہیں۔ چند معروف عالمی درجہ بندیوں میں پاکستان کی پوزیشن کو ذیل میں بتایا گیا ہے:

نمبر شمار	مختلف عالمی درجہ بندیوں میں پاکستان کا رینک
.1	2022 کے یوتھ ویل بینگ اینڈ ڈویلپمنٹ (Youth Wellbeing & Development) انڈیکس میں پاکستان 181 ممالک میں سے 179 ویں نمبر پر ہے۔[3]
.2	ڈیموکریسی انڈیکس: اکانومسٹ انٹیلی جنس یونٹ کے ڈیموکریسی انڈیکس برائے 2022 میں پاکستان 167 ممالک میں 128 ویں نمبر پر ہے۔[4]
.3	2022 کے ورلڈ جسٹس پروجیکٹ رول آف لاء انڈیکس میں پاکستان 144 ممالک میں 140 ویں نمبر پر ہے۔[5]
.4	جینڈر انڈیکس: ورلڈ اکنامک فورم کی گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ برائے 2022 میں پاکستان 162 ممالک میں 153 ویں نمبر پر ہے۔[6]
.5	ایچ ڈی آئی انڈیکس: اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے 2022 کے انسانی ترقی کے اشاریہ میں پاکستان 189 ممالک میں سے 154 ویں نمبر پر ہے۔[7]

3 https://www.undp.org/sites/g/files/zskgke326/files/2023-08/YWBDI_2022.pdf
4 https://www.eiu.com/n/campaigns/democracy-index-2022/
5 https://worldjusticeproject.org/sites/default/files/documents/Pakistan.pdf
6 https://www3.weforum.org/docs/WEF_GGGR_2022.pdf
7 https://hdr.undp.org/system/files/documents/global-report-document/hdr2021-22pdf_1.pdf

نمبر شمار	مختلف عالمی درجہ بندیوں میں پاکستان کا رینک
.6	پیس انڈیکس: انسٹی ٹیوٹ فار اکنامکس اینڈ پیس کے گلوبل پیس انڈیکس برائے 2023 میں پاکستان 163 ممالک میں 146 ویں نمبر پر ہے۔[8]
.7	سیاسی استحکام انڈیکس: 2022 کے لیے کے نازک ریاستوں کے انڈیکس میں پاکستان 167 ممالک میں 143 ویں نمبر پر ہے۔
.8	ایکولوجیکل تھریٹ رپورٹ 2022 (ETR) میں پاکستان کا درجہ 172 ممالک میں سے 56 ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کو اعلیٰ سطح کے ماحولیاتی خطرات کا سامنا ہے۔

یہ صرف چند ایک اشاریے ہیں جن کا ہم نے پاکستان کے حوالے سے یہاں ذکر مناسب سمجھا۔ جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں، پاکستان کئی وجوہات کے باعث ان انڈیکسز میں نسبتاً نیچے ہے۔ ان وجوہات میں بدعنوانی، غربت، تشدد، سیاسی عدم استحکام، ناقص طرز حکومت اور انسانی حقوق کی پامالی کے بڑھتے واقعات اور موسمیاتی خطرات نمایاں ہیں۔ یہ دیکھنا باقی ہے کہ پاکستان آنے والے سالوں میں کن عوامل میں قابل ذکر ترقی کر پائے گا۔

یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ اشاریہ جات کسی ملک کی ترقی کو ماپنے کا صرف ایک طریقہ ہیں۔ بہت سے دوسرے عوامل ہیں جو کسی ملک کی فلاح و بہبود میں حصہ ڈالتے ہیں، جیسے کہ اس کی ثقافت، ماحول اور سماجی رہن سہن۔

[8] https://www.economicsandpeace.org/wp-content/uploads/2023/06/GPI-2023-Web.pdf

پاکستان میں جمہوریت کی موجودہ حالت کے چند اہم پہلو

پاکستان میں جمہوریت کے حوالے سے کئی پہلو ایسے ہیں جو حالیہ برسوں میں ابھر آئے ہیں۔ پاکستانی جمہوری ماڈل کو سمجھنے کے لیے ان کو سمجھنا مفید امر ہے۔ان میں سے چند اہم پہلو یہ ہیں:

جمہوری تبدیلیاں:

پاکستان نے فوجی اور سویلین حکمرانی کے درمیان کئی تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ فوجی مداخلتوں نے جمہوری عمل کے تسلسل میں خلل ڈالا، جس سے سیاسی عدم استحکام پیدا ہوا اور جمہوری اداروں کی مضبوطی اور ساکھ پر منفی اثر پڑا۔ تاہم 2008 سے جمہوریت بحال ہوئی ہے اور تسلسل کے ساتھ مجموعی طور پر پُرامن طور پر ایک عوامی منتخب حکومتیں دوسری عوامی منتخب حکومت کے حوالے اقتدار منتقل کر رہی ہے۔ نوجوان سیاسی عمل میں مزید دلچسپی لے رہے ہیں اور وہ سیاسی طور پر زیادہ بیدار اور متحرک نظر آتے ہیں۔

سیاسی جماعتیں:

پاکستان میں متعدد سیاسی جماعتوں کے ساتھ ایک متحرک سیاسی منظر نامہ موجود ہے۔ ستمبر 2023 تک الیکشن کمیشن آف پاکستان میں 171 سیاسی تنظیمیں رجسٹرڈ ہیں۔ تاہم، چند بڑی سیاسی جماعتوں کے غلبے نے سیاسی تنوع اور نمائندگی کے بارے میں خدشات کو جنم دیا ہے۔ سیاسی جماعتی نظام بھی خاندانی سیاست، پارٹیوں میں داخلی جمہوریت کی کمی اور بدعنوانی کے الزامات جیسے مسائل سے متاثر ہے۔[9]

---

9 https://ecp.gov.pk/storage/files/3/Political%20Parties/List%20of%20Enlisted%20Political%20Parties-19-08-2023.pdf

الیکٹیبلز:

برادری، جاگیر داری، مذہبی گروہ بندی اور ذاتی کردار و حیثیت کی بنیاد پر چند سیاست دان اپنے حلقوں میں الیکشن میں جیتنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔ان کا ووٹ بینک سیاسی جماعت سے زیادہ ان کی ذاتی حیثیت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔اس لیے مختلف انتخابات میں وہ پارٹیاں تبدیل کرتے رہتے ہیں اور اکثر اوقات اس پارٹی میں شامل ہو جاتے ہیں جو قومی سطح پر زیادہ سیٹیں جیت کر وفاق یا صوبے میں حکومت بنا سکے۔ایسے عوامی نمائندے بعض اوقات سیاسی استحکام کو کمزور کر دیتے ہیں اور غیر جمہوری قوتوں کی ایما پر اپنی سیاسی وفاداری تبدیل کر کے ملک میں سیاسی عدم استحکام کا سبب بنتے ہیں۔

سول ملٹری تعلقات:

پاکستان میں سویلین حکومت اور فوج کے درمیان تعلقات تاریخی طور پر پیچیدہ رہے ہیں۔ تین دہائیوں سے زیادہ عرصے کی فوجی آمرانہ حکومتوں کے دوران فوج نے سیاسی معاملات پر خاصا اثر و رسوخ قائم کیا ہے، جس کی وجہ سے طاقت کا توازن بگڑ چکا ہے اور سویلین اداروں کی بالادستی کمزور ہو چکی ہے۔ پاکستان میں فوج کا سیاسی کردار ہمیشہ سے متنازعہ رہا ہے۔ فوج نے کئی مواقع پر پاکستانی سیاست اور سول حکومت کے معاملات میں مداخلت کی ہے، اور اس کا مختلف ادوار میں سیاست پر کافی اثر و رسوخ نمایاں طور پر برقرار ہے۔

انتخابی عمل:

انتخابات جمہوری عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ کچھ سالوں سے مقررہ مدت پر انتخابات ہو رہے ہیں، جو کہ جمہوری عمل کو آگے بڑھانے کے لیے ایک خوش آئند امر ہے۔تاہم، انتخابی عمل کے دوران، پیشگی دھاندلی، ووٹنگ کے عمل میں ہیرا پھیری اور بے

ضابطگی کے دیگر الزامات کے علاوہ اکثر اوقات نتائج کو تسلیم نہ کرنے کے رجحانات سامنے آتے ہیں۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانا، الیکشن کمیشن کی آزادی کو مضبوط بنانا، اور ان مسائل کو حل کرنا انتخابی عمل کی ساکھ کے لیے اہم ہیں۔

عدالتی آزادی:

قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھنے اور شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک آزاد عدلیہ ضروری ہے۔ پاکستان کی عدلیہ نے اپنی آزادی و خود مختاری کو برقرار رکھنے اور جمہوری اصولوں کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاہم، چیلنجز بدستور موجود ہیں، جن میں عدلیہ کی آزادانہ حیثیت و وقار، یکساں، سستا اور فوری انصاف کی فراہمی میں تاخیر کے خدشات شامل ہیں۔ ملٹری کورٹس کی تشکیل عدلیہ کی ساکھ اور کارکردگی کو متاثر کر سکتی ہے۔

اظہار اور میڈیا کی آزادی:

اظہار اور میڈیا کی آزادی جمہوری معاشرے کے اہم اقدار میں شمار ہوتی ہے۔ اگرچہ پاکستان میں میڈیا کا ایک متحرک منظر نامہ موجود ہے، تاہم حالیہ برسوں میں میڈیا کی آزادی پر پابندیاں، سینسر شپ اور صحافیوں کو ہراساں کرنے اور ان کے حقوق سلب کرنے کے واقعات سامنے آئے ہیں، جو معلومات کے آزادانہ بہاؤ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں اور جمہوری عمل کو متاثر کر سکتے ہیں۔

سول سوسائٹی اور انسانی حقوق:

جمہوریت کے استحکام کے لیے ایک مضبوط سول سوسائٹی بہت ضروری ہے۔ پاکستان میں ایک متنوع سول سوسائٹی ہے جو انسانی حقوق، سماجی انصاف اور جمہوری اقدار کی وکالت کرتی ہے۔ تاہم، سول سوسائٹی کی تنظیموں کو چیلنجز کا سامنا ہے، ان چیلنجز میں سول سوسائٹی کی سرگرمیوں

پر پابندیاں، اور ان کی آزادانہ طور پر کام کرنے کی صلاحیت پر پابندیاں شامل ہیں۔ یہاں سہولت بہم پہنچانے کے بجائے قابو میں رکھنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

مذہبی عنوانات کا سیاسی استعمال:

پاکستان میں مملکتی مذہب اسلام ہے۔ یہاں آئین، قانون، تعلیم، میڈیا اور سماج کے مختلف شعبوں میں اسلام کا حوالہ موجود ہے۔ سیاست میں کئی مذہبی جماعتیں متحرک ہیں۔ اپنا سیکولر تشخص بتانے والی مرکزی سیاسی پارٹیاں بھی مذہبی عنوانات پر عوام سے ووٹ اور سپورٹ لیتی ہیں۔

> پاکستانی سیاست میں مذہبی حوالوں خاص طور پر توہین مذہب کے الزامات کو ایک ہتھیار کے طور پر سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کرنے کا رجحان ایک سنجیدہ خدشے کے طور پر سامنے آرہا ہے۔

گزشتہ کچھ عرصے سے مذہبی انتہاپسندی نے سیاسی کلچر کو بھی متاثر کیا ہے۔ مذہبی حوالوں خاص طور پر توہین مذہب کے الزامات کو ایک ہتھیار کے طور پر سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کرنے کا رجحان ایک سنجیدہ خدشے کے طور پر سامنے آرہا ہے۔

ان مسائل کے باوجود پاکستان میں جمہوری اداروں کو مضبوط بنانے میں مثبت پیش رفت ہوئی ہے۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے عام انتخابات تسلسل کے ساتھ ہوئے ہیں۔ ملک نے جمہوری طرز حکمرانی کو بڑھاتے ہوئے اختیارات صوبائی اور مقامی سطحوں پر منتقل کرنے کے لیے بھی اقدامات کیے ہیں۔ بلدیاتی انتخابات زیادہ تر صوبوں اور علاقوں میں ہو رہے ہیں۔ سول سوسائٹی کی فعالیت، متحرک میڈیا، اور عدلیہ جمہوری اصولوں کو برقرار رکھنے اور حکام کو جوابدہ بنانے میں اہم

کردار ادا کر رہے ہیں۔ شفافیت اور سہولت کو بہتر کرنے کے لیے نادرا سمیت کئی قومی اداروں نے ڈیجیٹل گورنینس کو فروغ دیا ہے، جس کے ثمرات سے عوام مستفید ہو رہے ہیں۔

اگرچہ جمہوریت کے حوالے سے کئی مسائل موجود ہیں تاہم پاکستان میں جمہوریت کے مستقبل کے بارے میں پرامید ہونے کی کچھ وجوہات ہیں۔ ملک کی نسبتاً نوجوان اور تعلیم یافتہ آبادی جمہوری عمل کا حصہ بننا چاہتی ہے۔اس کے علاوہ ملک میں سول سوسائٹی کی ایک بڑھتی ہوئی تحریک بھی جمہوریت اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہے۔

سیاسی جماعتوں نے جس طرح مشترکہ طور پر میثاق جمہوریت پر اتفاق کیا اور اب ملکی معیشت کی بہتری کے لیے مشترکہ حکمت عملی کے طور پر "میثاق معیشت" کی تشکیل پر سیاسی بحث کی ضرورت کو محسوس کیا جا رہا ہے۔

ایک پختہ اور مستحکم جمہوریت کی راہ میں درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے پاکستان میں ہمہ جہت کوششوں کی ضرورت ہے، جن میں جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا، شفافیت اور احتساب کو یقینی بنانا، انسانی حقوق کا تحفظ، سیاسی تکثیریت کو فروغ دینا، اور جمہوری اقدار کے کلچر کو فروغ دینا اور شہریوں کے درمیان سیاسی اور سماجی شہری رابطے شامل ہیں۔

یہاں کچھ ایسے عوامل کی طرف ہم اشارہ کر رہے ہیں جو پاکستان میں جمہوریت کو مضبوط کرنے میں مدد کر سکتے ہیں:

- مقتدر اداروں کو اپنے آئینی دائرہ کار میں رہتے ہوئے عوامی مینڈیٹ کا احترام کرنا چاہیے اور سیاست میں مداخلت سے گریز کرنا چاہیے۔
- عدلیہ کو آزاد اور سیاسی اثر ورسوخ سے پاک ہونا چاہیے۔
- بیوروکریسی کو پیشہ ور اور مؤثر ہونا چاہیے۔
- احتساب اور جوابدہی کے عمل کو مزید مؤثر بنانا چاہیے۔
- انتخابی نظام کو منصفانہ اور شفاف ہونا چاہیے۔
- پاکستان کے عوام کو جمہوریت اور اپنے حقوق وفرائض کے بارے میں آگاہی حاصل کرنی چاہیے۔
- جمہوریت اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے سول سوسائٹی کو مضبوط اور فعال ہونا چاہیے۔
- قانون کی یکساں حکمرانی ہونی چاہیے۔ کسی شخص کی دولت، طاقت، سماجی وسیاسی حیثیت قانون کو توڑنے یا کمزور کرنے کے لیے استعمال نہیں ہونا چاہیے۔
- درسگاہوں میں طلبہ یونین کو بحال کیا جانا چاہیے۔
- جمہوریت کے حوالے سے اعلیٰ پیشہ وارانہ سروسز، جامعات اور سکولوں کے نصاب میں خصوصی درسی مواد شامل کیا جائے تاکہ جمہوریت کے حوالے سے تفہیم میں اضافہ ہو۔
- عوامی ٹیکس اور قومی وسائل کے تحفظ اور ذمہ دارانہ استعمال کو یقینی بنایا جائے۔ قومی وسائل کو سرکاری اشرافیہ کی شہ خرچیوں، بدعنوانیوں اور بے دریغ ضیاع سے بچا کر عوامی مفاد بشمول تعلیم وترقی کے خصوصی منصوبوں پر لگایا جائے۔
- مختلف محکموں، طبقات، گروہوں، برادریوں، علاقوں اور صوبوں کے درمیان باہمی تعاون اور مکالمے کی کلچر کو فروغ دیا جائے۔

پانچواں باب

جمہوریت اور پاکستانی نوجوان

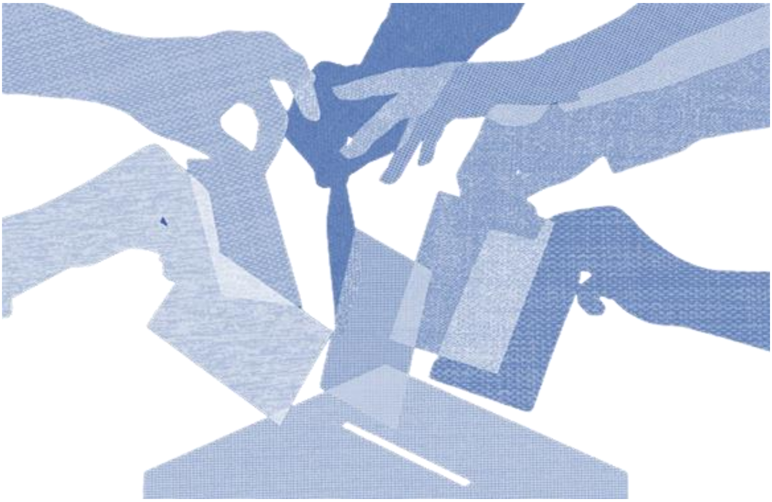

جمہوریت کے لیے سرگرم پاکستانی نوجوان

پاکستان میں نوجوان اپنے ملک میں جمہوریت کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ آبادی کا سب سے بڑا گروپ ہیں، جو 30 سال سے کم آبادی کا 64 فیصد سے زیادہ ہیں۔ وہ پاکستان کی تاریخ کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ اور تکنیکی مہارتوں سے لیس نسل بھی ہیں۔ یہ انہیں تبدیلی کے لیے ایک طاقتور قوت بننے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں نوجوان ووٹروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

ترقی پذیر ممالک میں سے پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں قومی سیاست میں نوجوان متحرک نظر آتے ہیں۔ یہاں 18 سال کی عمر میں ہر شہری اپنا ووٹ دے سکتا ہے، 25 سال کی عمر میں وہ الیکشن لڑ سکتا ہے اور 30 سال کی عمر میں سینیٹر بن سکتا ہے۔

پاکستان میں 18 سال کی عمر میں ہر شہری اپنا ووٹ دے سکتا ہے، 25 سال کی عمر میں وہ الیکشن لڑ سکتا ہے اور 30 سال کی عمر میں سینیٹر بن سکتا ہے۔

پاکستان کے نوجوانوں نے ہمیشہ جمہوریت کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ملک میں فوجی حکمرانی کی طویل تاریخ کے باوجود نوجوانوں نے کبھی بھی آزاد، جمہوریہ اور انصاف پسند پاکستان کی امید نہیں چھوڑی۔ وہ حکمرانی، بدعنوانی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف احتجاج کرنے والی حالیہ مقبول تحریکوں میں سب سے آگے رہے ہیں۔ سوشل میڈیا ان مسائل کے بارے میں بیداری پیدا کرنے اور جمہوری تحریک کو متحرک کرنے کا ایک طاقتور ذریعہ بن رہا

ہے۔ سوشل میڈیا نے انھیں اپنا پیغام پھیلانے اور دوسروں کو متحرک کرنے کے لیے ایک طاقتور ٹول دیا ہے، اور وہ اسے اپنے فائدے اور سیاسی و جمہوری جدوجہد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

پاکستان کے نوجوان اپنے ملک کے بہتر مستقبل کی تعمیر کے لیے پرعزم ہیں۔ وہ تبدیلی کے مطالبے کے لیے اپنی آواز اور اپنے پلیٹ فارم کا استعمال کر رہے ہیں، اور وہ جس چیز پر یقین رکھتے ہیں اس کے لیے کھڑے ہونے سے نہیں ڈرتے۔

پاکستان کے نوجوانوں کی جمہوریت کی جدوجہد میں فعالیت اور قیادت کی ایک طویل تاریخ ہے۔ قیام پاکستان کی تحریک میں نوجوان پیش پیش تھے۔ 1960 کی دہائی میں، طلبہ نے ایوب خان کی آمریت کے خلاف تحریک کی قیادت کی، جمہوری اصلاحات، تعلیمی آزادی، اور بہتر تعلیمی مواقع کا مطالبہ کیا۔ تحریک نے اس قدر زور پکڑا کہ اس نے حکومت کی پالیسیوں کو چیلنج کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

1980 کی دہائی میں نوجوان ایک بار پھر جنرل ضیاء الحق کے دور میں فوجی حکمرانی کے خلاف جدوجہد میں سب سے آگے تھے۔ نوجوان کارکنوں نے جمہوریت کی بحالی اور مارشل لاء کے خاتمے کا مطالبہ کیا۔

حالیہ برسوں میں نوجوانوں نے پاکستان میں جمہوریت کی جدوجہد میں قائدانہ کردار ادا کرنا جاری رکھا ہے۔ 2007 میں نوجوان وکلاء نے فوجی آمر جنرل پرویز مشرف کی ایمرجنسی کے خلاف اور عدلیہ بحالی کے لیے احتجاجی تحریک چلائی۔ اسی طرح پاکستان کی سیاسی جماعتوں میں سے پاکستان تحریک انصاف نے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے اپنے نوجوان کارکنوں کو متحرک کیا ہے۔

صوبہ بلوچستان کے نوجوان بھی زیادہ حقوق، معاشی ترقی اور بلوچ عوام کی پسماندگی کے خاتمے کے مطالبات کی تحریک میں سب سے آگے ہیں۔ بلوچستان اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن (BSO) اور دیگر

نوجوان گروپ بلوچ نوجوانوں کے حقوق کی وکالت اور خطے میں حکومتی پالیسیوں کو چیلنج کرنے کے لیے سر گرم ہیں۔

پشتون تحفظ موومنٹ (PTM)، جو کہ پشتون نوجوانوں کی سماجی تحریک ہے اور پشتون علاقوں میں فوجی آپریشن بند کرنے، سیاسی نظر بند لوگوں کی رہائی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے متاثرین کے لیے انصاف کی وکالت اور احتساب کا مطالبہ کرتی ہے۔ ٹویٹر اور فیس بک جیسے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کا استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں ایک نمایاں سماجی تحریک کے طور پر ابھری ہے۔

پاکستانی نوجوانوں میں ڈیجیٹل ایکٹیوزم بھی تیزی سے مقبول ہوا ہے۔ نوجوانوں نے بیداری بڑھانے، اختلاف رائے کا اظہار کرنے اور سماجی اور سیاسی مقاصد کے لیے متحرک ہونے کے لیے سوشل میڈیا پلیٹ فارم کا استعمال کیا ہے۔ آن لائن ایکٹیوزم نے نوجوانوں کو اپنی رائے دینے، سماجی رکاوٹوں کو چیلنج کرنے اور تبدیلی کے لیے زور دینے کے لیے ایک میڈیم فراہم کیا ہے۔

یہاں پاکستانی نوجوانوں کی طرف سے شروع کی گئی ڈیجیٹل مہمات کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

- زینب ریپ کیس مہم، جس نے ایک ہولناک عصمت دری اور قتل کیس کے شکار بچی کے لیے انصاف کا مطالبہ کیا۔ اس مہم کے نتیجے میں بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات کو روکنے کے لیے زینب الرٹ ہیلپ لائن اور موبائل ایپلیکیشن بنایا گیا ہے اور شکایت کے اندراج کے عمل کو آسان بنایا گیا ہے۔
- عورت مارچ مہم، جس میں خواتین کے حقوق اور صنفی مساوات پر زور دیا گیا تھا۔
- متعدد یورپی ممالک میں قرآن مجید اور پیغمبر اسلام ﷺ کی بے حرمتی کے خلاف مہم، جس میں تمام مذاہب کے احترام پر زور دیا گیا تھا۔

- شجر کاری مہم، موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار کے طور پر شجر کاری کے ذریعے بڑے پیمانے پر پودے لگانے کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی۔

یہ ان بہت سے مہمات کی چند مثالیں ہیں جن میں پاکستان کے نوجوان تبدیلی کا مطالبہ کرنے کے لیے اپنی آواز اور اپنے پلیٹ فارم کا مثبت استعمال کر رہے ہیں۔ نوجوان پاکستان کا مستقبل ہیں، اور وہ اسے ایک بہتر جگہ بنانے کے لیے پر عزم ہیں۔

انتخابی عمل میں پاکستانی نوجوانوں کی شرکت

انتخابات جمہوریت کا بنیادی جزہے۔ پاکستان میں انتخابی عمل میں نوجوانوں کی شرکت ایک بڑھتا ہوا رجحان ہے۔ نوجوانوں کی سیاست میں دلچسپی بڑھ رہی ہے اور وہ فیصلہ سازی کے عمل میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اگر ہم تازہ ترین اعداد و شمار کا جائزہ لیں تو الیکشن کمیشن کے 20جون 2023کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں رجسٹرڈ ووٹروں کی کل تعداد 126066874(بارہ کروڑ ساٹھ لاکھ چھاسٹھ ہزار آٹھ سو چوہتر) ہو چکی ہے، جن کا تقریباً 45فیصد یا56,196,479یعنی تقریباً پانچ کروڑ باسٹھ لاکھ ووٹر18-35کے افراد پر مشتمل ہے۔[1]

نوجوان ووٹرز کا گزشتہ آٹھ انتخابات میں ٹرن آوٹ

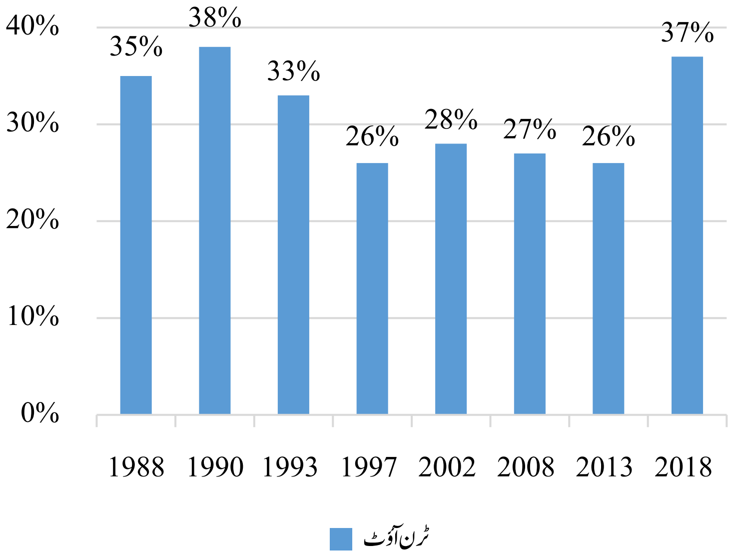

1 https://ecp.gov.pk/comprehensive-electoral-database-in-pakistan

قابل غور بات یہ ہے کہ نوجوانوں کی آبادی میں جس تناسب کے ساتھ اضافہ ہوا ہے، اس تناسب میں نوجوان ووٹروں کا ٹرن آوٹ نہیں بڑھا ہے۔ پاکستان میں منعقد ہونے والے گزشتہ انتخابات میں یوتھ ٹرن آوٹ میں تسلسل کے ساتھ آگے بڑھنے کا رجحان نظر نہیں آیا۔

پاکستان کے گزشتہ انتخابات میں 29-18 سال کی عمر کے نوجوان ووٹروں کے ٹرن آوٹ سے متعلق گیلیپ[2] کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ آٹھ انتخابات میں نوجوانوں کے ٹرن آوٹ کی محتاط شرح سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ 2018 میں نوجوان ووٹروں کا ٹرن آؤٹ 37 فیصد رہا جو کل نوجوان رجسٹرڈ ووٹروں کے تناسب کے حساب اگرچہ کم ہے تاہم پچھلے کئی انتخابات میں نوجوان ووٹروں کے ٹرن آؤٹ کی اوسط سے 10 فیصد زیادہ ہے، جو کہ خوش آئند امر ہے۔ تاہم 1990 کے انتخابات میں اس ایج گروپ کا ٹرن آوٹ 38 فیصد رہا ہے جو پاکستان میں گزشتہ آ انتخابات میں مذکورہ ایج گروپ کا سب سے زیادہ ٹرن آوٹ ہے۔

نوجوانوں کی سیاسی وجمہوری عمل میں شرکت میں کمی کے مندرجہ ذیل کئی اسباب ہو سکتے ہیں:

آگاہی کا فقدان

پاکستان میں بہت سے نوجوان بطور شہری اپنے حقوق اور ذمہ داریوں سے واقف نہیں ہیں۔ وہ شاید یہ نہیں جانتے ہیں کہ ووٹ کی اہمیت کیا ہے اور اس کا اندراج کیسے کیا جائے یا سیاسی عمل میں کیسے شامل ہو۔ نیز اپنی پارٹی اور حکومتی کارکردگی پر اپنے منتخب نمائندوں اور سرکاری آفیسران کو کیسے جوابدہ ٹھہرانا ہے۔ قانون کی حکمرانی کے کلچر کو عام کرنے کے لیے ایک سیاسی کارکن اور ذمہ دار شہری کیا کردار ادا کر سکتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے حقوق و فرائض سے آگاہی رکھتا ہو۔

2 Youth Voter Turnout- Empirical Analysis of Elections in Pakistan (gallup.com.pk)

رسائی کا فقدان

پاکستان میں بہت سے نوجوانوں کو ان معلومات، مواقع اور وسائل تک رسائی نہیں ہے جن کی انہیں جمہوری عمل میں حصہ لینے کے لیے درکار ہے۔ ملک کے بہت سے علاقے ابھی بھی سڑکوں، بجلی، موبائل فون سروس، انٹرنیٹ، اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ جیسی سہولیات سے محروم ہیں۔

دلچسپی کا فقدان

پاکستان میں بڑی تعداد میں نوجوان سیاست میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ وہ محسوس کر سکتے ہیں کہ سیاسی نظام کرپٹ ہے یا ان کے ووٹ اور سیاسی شرکت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ساختیاتی رکاوٹیں

سیاسی جماعتوں میں موروثیت، جاگیرداری اور دولت کی بنیاد پر آگے بڑھنے کا رجحان زیادہ ہے، اس لیے عام نوجوان ان رکاوٹوں کو عبور کر کے آگے بڑھنے سے اپنے آپ کو قاصر سمجھتے ہیں۔

مذکورہ چیلنجوں کے باوجود پاکستان میں جمہوری عمل میں نوجوانوں کی شرکت کو بڑھانے کے لیے بہت سی اقدامات کیے جا سکتے ہیں، جن میں چند بنیادی ممکنہ اقدامات کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں۔

تعلیم و آگاہی

حکومتی ادارے اور سول سوسائٹی کی تنظیمیں نوجوانوں کو بطور شہری ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے اشتراک عمل کر سکتے ہیں۔ وہ نوجوانوں کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کے لیے درکار معلومات اور وسائل بھی فراہم کر سکتے ہیں۔

مشغولیت اور رضاکارانہ خدمت

حکومت اور سول سوسائٹی کی تنظیمیں نوجوانوں کو رضاکارانہ طور پر خدمت کرنے، سیاسی و سماجی مباحثوں میں حصہ لینے اور انتخاب لڑنے کے مواقع فراہم کر کے سیاسی عمل میں شامل کر سکتی ہیں۔

مراعات و ترغیبات

حکومت نوجوانوں کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کے لیے ترغیبات فراہم کر سکتی ہے، جیسے کہ ووٹ دینے کے لیے اندراج کرنے والوں یا سیاسی مہمات میں شامل ہونے والوں کو وظائف یا انٹرن شپ کی پیشکش کر کے۔

پاکستان کے مستقبل کے لیے جمہوری عمل میں نوجوانوں کی شرکت ضروری ہے۔ نوجوان ملک کا مستقبل ہیں اور انہیں فیصلہ سازی کے عمل میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ نوجوانوں کو جمہوری عمل میں حصہ لینے میں درپیش رکاوٹوں کو ڈور یا کم کر کے، حکومت اور سول سوسائٹی کی تنظیمیں اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کر سکتی ہیں کہ پاکستان کا مستقبل نوجوانوں کے توانا، متحرک اور صلاحیتوں سے بھرپور اذہان کی شرکت کے بغیر تابناک نہیں ہو سکتا۔

نوجوان پاکستان میں جمہوریت کو کیسے مضبوط کر سکتے ہیں؟

نوجوان پاکستان میں جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے مختلف سطحوں پر بہت سے اقدامات کر سکتے ہیں۔ ذیل میں چند اہم اقدامات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

1) جمہوریت کے بارے میں خود کو تعلیم دیں:

پاکستان میں بہت سے نوجوانوں کو اس بات کی واضح سمجھ نہیں ہے کہ جمہوریت کیا ہے یا یہ کیسے کام کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بطور شہری اپنے حقوق سے ناواقف ہوں یا وہ نہ جانتے ہوں کہ وہ سیاسی عمل میں کیسے حصہ لے سکتے ہیں۔ جمہوریت کے بارے میں خود کو تعلیم دے کر، نوجوان زیادہ باخبر شہری بن سکتے ہیں اور جمہوری عمل میں زیادہ باخبر رہ سکتے ہیں اور مؤثر شرکت کر سکتے ہیں۔

2) انتخابات میں ووٹ دینا

ووٹ ڈالنا جمہوریت میں حصہ لینے کے سب سے اہم طریقوں میں سے ایک ہے۔ یہ آپ کا موقع ہے کہ آپ اپنی آواز سنیں اور اپنی کمیونٹی کی بہتری و ترقی کے لیے اپنا کچھ حصہ ڈالیں۔[3]

ہر بالغ شہری الیکشن کمیشن آف پاکستان کے دیے گئے نمبر 8300 پر اپنے فون نمبر سے میسیج کر کے معلوم کر سکتا ہے کہ اس کا ووٹ کا اندراج ہوا ہے یا نہیں۔

3 https://ecp.gov.pk/check-your-vote-through-sms-8300

3) سیاسی مہم کے لیے رضاکار بننا

سیاسی مہم کے لیے رضاکارانہ طور پر کام کرنا سیاسی عمل میں شامل ہونے اور ان امیدواروں کی مدد کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے جو آپ کی سوچ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

4) عوامی مراکز یا کمیونٹی سینٹرز میں شرکت

عوامی مراکز اور کمیونٹی سینٹرز میں عوامی مسائل اور سیاسی میٹنگوں میں شرکت سے آپ کی کمیونٹی کو درپیش مسائل کے بارے میں جاننے اور اپنے منتخب عہدیداروں تک اپنے خدشات کو پہنچانے کا بہترین موقع ملتا ہے۔

5) اپنے منتخب عہدیداروں سے رابطہ کریں

اگر آپ کو کسی مسئلے کے بارے میں خدشات ہیں، تو آپ اپنے منتخب عہدیداروں سے رابطہ کر سکتے ہیں اور انہیں بتا سکتے ہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ براہ راست ملنے میں مشکلات ہوں تو آپ خط، ای میل، ٹیلی فون، سوشل میڈیا وغیرہ کے ذریعے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

6) سماجی تنظیموں میں شمولیت یا ان کی معاونت

پاکستان میں بہت سی سول سوسائٹی کی تنظیمیں ہیں جو جمہوریت اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے کام کر رہی ہیں۔ یہ تنظیمیں نوجوانوں کو شامل ہونے کے لیے مختلف مواقع فراہم کرتی ہیں۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں میں شامل ہو کر، نوجوان اپنی کمیونٹیز میں حقیقی تبدیلی لا سکتے ہیں اور پاکستان میں جمہوریت کو مضبوط کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ یا رضاکارانہ طور پر ان کے منصوبوں میں حصہ لے کر ان کی معاونت کر سکتے ہیں۔

7) آگاہی بڑھانے کے لیے سوشل میڈیا کا مؤثر استعمال کریں

سوشل میڈیا ایک طاقتور ٹول ہے جسے اہم مسائل کے بارے میں بیداری اور حساسیت پیدا کرنے اور جمہوری مقاصد کے لیے حمایت کو متحرک کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں نوجوان اس کام کے لیے سوشل میڈیا کا زیادہ استعمال کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کو مؤثر طریقے سے استعمال کر کے نوجوان زیادہ باخبر اور مصروف شہری بنانے میں مدد کر سکتے ہیں اور پاکستان میں جمہوریت کو مضبوط کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

8) مثبت رول ماڈل بنیں

نوجوان لوگ اکثر اپنی کمیونٹیز کے سب سے زیادہ نظر آنے والے ممبر ہوتے ہیں۔ مثبت رول ماڈل بن کر، نوجوان جمہوری اقدار کو فروغ دینے میں مدد کر سکتے ہیں اور دوسروں کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مثبت رول ماڈل بن کر، نوجوان زیادہ جمہوری اور انصاف پسند معاشرے کی تشکیل میں مدد کر سکتے ہیں۔ اکثر اوقات ایک شخص کا ایک چھوٹا سا قدم بڑی مثبت تبدیلیوں کا باعث بنتا ہے۔

مثبت رول ماڈل بن کر، نوجوان زیادہ جمہوری اور انصاف پسند معاشرے کی تشکیل میں مدد کر سکتے ہیں۔
اکثر اوقات ایک شخص کا ایک چھوٹا سا قدم بڑی مثبت تبدیلیوں کا باعث بنتا ہے۔

پاکستان میں نوجوان تبدیلی کے لیے ایک طاقتور قوت بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سیاسی عمل میں حصہ لے کر اور اپنے لیڈروں کو جوابدہ ٹھہرا کر، وہ اپنے ملک میں جمہوریت کو مضبوط کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

جمہوری جدوجہد میں پاکستانی نوجوانوں کو درپیش چیلنجز

پاکستانی نوجوانوں کو جمہوری جدوجہد میں کئی سطحوں پر چیلنجز درپیش ہیں۔ ان میں بعض چیلنجز ایسے ہیں جو ان کی عمومی صلاحیتوں سے متعلق ہیں اور بعض ایسے ہیں جو براہ راست ان کی جمہوری جدوجہد سے متعلق ہیں۔ ان چیلنجز میں سیاسی، سماجی، معاشی چیلنجز بہت اہم ہیں۔ ہم یہاں ان کا مختصر ذکر کریں گے۔

سیاسی چیلنجز

پاکستان میں جمہوری عمل میں حصہ لینے کے لیے نوجوانوں کو بہت سے سیاسی چیلنجز کا سامنا ہے۔ ان میں سے کچھ نمایاں چیلنجز میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

1) آگاہی کا فقدان

پاکستان میں بہت سے نوجوان اپنے سیاسی حقوق سے آگاہی نہیں رکھتے۔ وہ جمہوری عمل میں حصہ لینے کے مواقع اور طریقوں سے واقف نہیں ہیں، انہیں انتخابی عمل میں حصہ لینا، بطور آزاد یا جماعتی امیدوار اپنے آپ کو رجسٹر کروانا، بطور ووٹر ووٹ رجسٹر ہونا، ووٹ کاسٹ کرنا، ووٹ کو محفوظ کرنا جیسے بنیادی مراحل کے حوالے سے بروقت اور درست رہنمائی نہیں مل پاتی۔ اس کی وجہ بہت سے عوامل ہیں، جن میں لاعلمی یا ناقص تعلیم، معلومات تک رسائی کی کمی اور سیاسی عدم دلچسپی کا کلچر شامل ہے۔

2) رسائی کا فقدان

اگر نوجوان اپنے سیاسی حقوق سے آگاہ بھی ہیں، تب بھی ان کے پاس جمہوری عمل میں حصہ لینے کے مواقع نہیں ہیں۔ حکومتی اور سیاسی پارٹیوں کی ترجیحات اور منشورات میں نوجوان اور نوجوانوں کے مسائل کو مجموعی طور پر اہمیت نہیں دی جاتی۔ نوجوانوں کو انتخابات میں ٹکٹس نہیں

دی جاتی اور انہیں فیصلہ سازی کے عمل میں شامل نہیں کیا جاتا۔ رسائی کے فقدان کے کئی دیگر عوامل بھی ہیں، جن میں غربت، نقل و حمل کی کمی اور پولنگ سٹیشنوں تک طویل فاصلے شامل ہیں۔

3) خاندان غالب سیاسی جماعتیں

پاکستان میں بہت سی سیاسی جماعتوں پر چند خاندانوں کا غلبہ ہے، جس کی وجہ سے عام نوجوانوں کو اس میں شامل ہونا مشکل ہو سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خاندانی جماعتیں اکثر اپنے اراکین اور رشتہ داروں کی حمایت کرتی ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ وہ نئے خیالات یا نئے نقطہ نظر اور نئے لوگوں کے لیے کھلے نہ ہوں۔

4) وسائل کی کمی

پاکستان میں نوجوانوں کے پاس اکثر ایسے وسائل کی کمی ہوتی ہے جن کی انہیں جمہوری عمل میں حصہ لینے کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں پیسہ، اثر رسوخ، وقت، اور نقل و حمل جیسی چیزیں شامل ہیں۔

5) تشدد اور دھونس دھمکی کا ماحول

پاکستان میں سیاست میں شامل نوجوان اکثر تشدد اور دھمکیوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ یہ شرکت کے لیے ایک بڑی رکاوٹ ہو سکتی ہے، اور عدم تحفظ کا احساس نوجوانوں کے لیے سیاسی شرکت اور شمولیت کو مشکل بنا سکتا ہے۔ تشدد کا رجحان نوجوانوں کے لیے سیاسی عمل میں شرکت کو غیر محفوظ اور مشکل بنا دیتا ہے۔

6) یوتھ اور طلبہ یونین پر پابندی

پاکستان میں پچھلی چار دہائیوں سے طلبہ یونین پر پابندی ہے[4]۔ کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس میں طلبہ یونین بنانے اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر پابندی ہے۔ بعض درسگاہوں میں

4 https://tribune.com.pk/story/2342582/ban-on-student-unions-causes-political-drought-in-pakistan

مذہبی، لسانی اور سیاسی بنیادوں پر طلبہ تنظیمیں بنی ہوئی ہیں تاہم ان میں مکالمے اور باہمی تعاون کے فقدان کے باعث طلبہ لڑائی جھگڑوں میں پڑتے ہیں۔

معاشی رکاوٹیں

نوجوانوں کے لیے سیاسی و جمہوری عمل میں بھرپور شرکت کے حوالے سے رکاوٹ بننے والی چیزوں میں معاشی رکاوٹیں بہت اہم ہیں۔ان رکاوٹوں میں غربت، بے روزگاری، یکساں انٹرنیٹ سروس کی عدم فراہمی وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستانی نوجوانوں کو درپیش چند بڑے معاشی چیلنجز:

7) غربت

ورلڈ بینک کے مطابق، 2023 میں تقریباً 40 فیصد پاکستانی قومی خط غربت سے نیچے رہتے ہیں۔ پاکستان 29.6 فیصد افراط زر اور -0.5 فیصد کی کم اقتصادی ترقی کا سامنا کر رہا ہے۔مزید برآں، 22 فیصد شرح سود نے افراط زر کو کنڑول کرنے کے اپنے مطلوبہ مقصد کو حاصل کیے بغیر کاروباری ماحول کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ پاکستان کم زرمبادلہ کے ذخائر کے ساتھ بھی جدوجہد کر رہا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ خوراک، رہائش، لباس اور صحت کی دیکھ بھال کے لیے اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔آبادی کے بڑے حصے کے طور پر نوجوان آبادی سب سے زیادہ متاثر ہے۔[5]

8) بے روزگاری

روزگار مالی تحفظ اور کیریئر کی کامیابی نوجوانوں کے لیے اعلیٰ ترجیحات میں شامل ہیں۔عالمی مالیاتی ادارے کے مطابق پاکستان میں بے روزگاری کی شرح 7 فیصد سے بھی بڑھ چکی ہے[6]۔ اس کا

---

5 https://data.worldbank.org/country/pakistan?view=chart
6 https://www.imf.org/external/datamapper/LUR@WEO/PAK

مطلب ہے کہ لاکھوں نوجوان ایسے ہیں جو کام کی تلاش میں ہیں لیکن ملازمتوں کی کمی، مطلوبہ تعلیم، ہنر اور پیشہ وارانہ مہارتوں اور روزگار کے مواقع کی کمی کے باعث بڑی تعداد میں نوجوانوں کو کام نہیں مل پا رہے ہیں۔

9) تعلیم تک رسائی

تمام پاکستانی نوجوانوں کو معیاری تعلیم تک رسائی نہیں ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسیف کے اعداد و شمار کے مطابق سکول جانے کی عمر کے دو کروڑ تیس لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں[7]، جو بچے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں ان کی بہت ہی کم تعداد کو قدرے معیاری تعلیم ملتی ہے۔ غیر معیاری تعلیم کے باعث مقامی اور بین الاقوامی سطح پر درکار تخلیقی اور کاروباری صلاحیتوں سے بھرپور ہنر مند کارکن پیدا کرنے میں ہمارے تعلیمی ادارے ناکام ہیں۔ تحقیق اور تخلیق کے عمل سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس لیے نوجوانوں کے لیے اچھی ملازمتیں حاصل کرنا، کاروبار کرنا اور اپنی معاشی حالت کو بہتر بنانا مشکل ہو سکتا ہے۔

برٹش کونسل کی پاکستانی نوجوانوں سے متعلق ایک تحقیق[8] کے مطابق نوجوان لوگ جدید روزگار کے لیے درکار ہنر فراہم کرنے میں تعلیمی نظام کی ناکامی کا اعتراف کرتے ہیں۔ جدت طرازی کی کمی کو ایک اہم مسئلہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے، تدریسی معیار تعلیمی نظام میں نمبر 1 تشویش کے طور پر ابھرتا ہے، نصاب کو ایک بڑے مسئلے کے طور پر سخت تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے، جس میں عملی اطلاق کے بجائے تھیوریز پر اکتفا کیا جاتا ہے، انڈسٹری اور یونیورسٹی کے درمیان خلیج کو بڑھانا، خاص طور پر ٹیکنالوجی میں، نوجوانوں کو ملازمت کے بازار کے لیے تیار نہیں ہونے کا احساس دلاتا ہے۔

7 https://www.unicef.org/pakistan/education
8 https://www.britishcouncil.pk/sites/default/files/next_generation_pakistan_-_9_june_2023.pdf

10)انٹرنیٹ تک رسائی

انٹرنیٹ تعلیم، روزگار، اور کاروبار کے لیے ایک لازمی ذریعہ بن گیا ہے۔ ڈیٹا رپورٹل ادارے کی اعداد و شمار کے مطابق جنوری کی 2023 میں 87.35 یعنی آٹھ کروڑ تہتر لاکھ پچاس ہزار لوگ انٹرنیٹ تک رسائی رکھتے ہیں[9]۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتی ہیں کہ ملک کی ایک تہائی آبادی کو انٹرنیٹ تک رسائی حاصل ہے۔ تاہم ایک خوش آئند امر یہ ہے کہ پاکستانی نوجوان اپنے ملک کو انٹرنیٹ کے مؤثر استعمال کے ذریعے فری لانسنگ سے کمانے والے دنیا کے پہلے پانچ ممالک میں شامل کرا چکے ہیں اور سالانہ کروڑوں ڈالر فری لانسنگ کے ذریعے زر مبادلہ کمار ہے ہیں۔

مزید برآں نوجوان خواتین کو روایتی ملازمت سے روکنے والی پابندیوں کو نظرانداز کرنے میں مدد کرتے ہوئے ای کامرس کے بڑے فائدہ اٹھانے والوں کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ برٹش کونسل کی پاکستانی نوجوانوں سے متعلق ایک حالیہ تحقیق بتاتی ہے کہ ہر پانچ میں سے تین پاکستانی نوجوان انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں، اور عملی طور پر تمام انٹرنیٹ صارفین سوشل میڈیا پر ہیں، تمام نوجوانوں میں سے تقریباً نصف باقاعدگی سے سوشل میڈیا پر سیاسی مسائل پر پوسٹ کرتے ہیں، اور آدھے سے زیادہ اپنے دوستوں کے ساتھ سیاسی مسائل پر، انٹرنیٹ صارفین کے ساتھ باقاعدگی سے بات چیت کرتے ہیں۔

11)امتیازی سلوک:

پاکستان میں خواتین، مذہبی اقلیتوں، اور معذور افراد کو اضافی اقتصادی چیلنجوں کا سامنا ہے۔ کام کی جگہ پر ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاسکتا ہے یا تعلیم اور دیگر مواقع تک رسائی سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ برٹش کونسل کی پاکستانی نوجوانوں سے متعلق ایک تحقیق کے مطابق خواتین نوجوانوں کے بے روزگار رہنے کے امکانات مرد نوجوانوں کے مقابلے میں سات گنا زیادہ ہیں، اور

9 https://datareportal.com/reports/digital-2023-pakistan

ملازمت کے امکانات بارہ گنا کم ہیں۔ ٹرانس جینڈر جواب دہندگان نے کام کی جگہ پر جنسی ہراسانی اور بدسلوکی کی شکایت کی۔ عالمی جینڈر گیپ انڈیکس میں 146 ممالک میں سے پاکستان 145 نمبر پر آیا ہے،[10] یہ ظاہر کرتا ہے کہ خواتین کے لیے درسگاہوں، کاروبار، کام کاج، ملازمت اور عام گلی محلوں میں یکساں اور آزاد شہری کے طور پر جینا، کھیلنا اور کام کرنا کتنا مشکل ہے اور صنفی تفریق سماج میں کتنی گہری ہے۔

سماجی رکاوٹیں

برٹش کونسل کی پاکستانی نوجوانوں سے متعلق ایک حالیہ تحقیق نیکسٹ جنریشن اسٹڈیز 2023 سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ پاکستانی نوجوانوں کی اکثریت محسوس کرتی ہے کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ زیادہ تر جواب دہندگان کا خیال ہے کہ ان کی زندگی ان کے والدین کے سماجی پسماندگی سے بدتر ہے[11]۔

12) شہریت کی تعلیم

اقوام متحدہ کے بچوں کے فنڈ (یونیسیف) کی 2019 کی رپورٹ کے مطابق، صرف 27 فیصد پاکستانی نوجوانوں نے کسی بھی قسم کی شہریت کی تعلیم یا سوک ایجوکیشن حاصل کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں نوجوانوں کی اکثریت بطور شہری اپنے حقوق اور ذمہ داریوں سے واقف نہیں۔ وہ اس بات سے بھی واقف نہیں ہوں گے کہ سیاسی عمل میں کیسے حصہ لیا جائے یا اپنی حکومت کو کس طرح جوابدہ ٹھہرایا جائے۔

13) امتیازی برتاؤ

امتیازی برتاؤ یا سماجی تفریق کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں جن میں نمایاں جنس، نسل، مذہب، یا سماجی طبقے کی بنیاد پر امتیاز برتا جانا ہے۔ پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن کی 2018 کی ایک رپورٹ میں

10 https://www3.weforum.org/docs/WEF_GGGR_2022.pdf
11 https://www.britishcouncil.pk/sites/default/files/next_generation_pakistan_-_9_june_2023.pdf

پتا چلا ہے کہ 70 فیصد پاکستانی نوجوانوں کو کسی نہ کسی قسم کے امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ بھی مختلف سطح پر امتیازی برتاؤ تشویش ناک ہے، وفاقی ملازمتوں میں ایک سے چار تک کے گریڈ میں 80 فیصد سے زائد جبکہ گریڈ سترہ سے بیس میں یہی شرح 2 فیصد سے بھی کم ہو جاتی ہے۔[12]

برٹش کونسل کی ایک حالیہ رپورٹ 2023 کے مطابق ہر تین میں سے دو پاکستانی نوجوان پاکستان میں نسلی، مذہبی عقائد اور سیاسی عقائد کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی شکایت کرتے ہیں۔ تعلیم یافتہ اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والے جواب دہندگان میں امتیازی سلوک کی اطلاع دینے کا زیادہ امکان تھا۔ پانچ میں سے تین نوجوانوں کے شرکاء کا کہنا ہے کہ معاشرہ جنس کی بنیاد پر لوگوں کے ساتھ مختلف سلوک کرتا ہے۔ 60 فیصد سے زیادہ نوجوانوں کا خیال ہے کہ ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح 60 فیصد سے زیادہ نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ معذور افراد کو امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔[13]

14) انتہا پسندی

پاکستان کے قومی ادارہ برائے انسداد دہشت گردی (نیکٹا)[14] کے مطابق گزشتہ برسوں کے دوران 78 دہشت گرد تنظیمیں اور گروپس اور 13 ان کے ذیلی اداروں کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، جبکہ وفاق کے علاوہ مختلف صوبائی حکومتوں بشمول حکومت گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر کی حکومتوں نے مختلف علاقائی تنظیموں اور گروپس کو دہشت گردی میں ملوث ہونے کے باعث کالعدم قرار دیا ہے۔ ان انتہا پسند اور دہشت گرد گروہوں میں سے بعض عالمی دہشت گرد تنظیموں سے وابستہ ہیں، کچھ فرقہ وارانہ ہیں اور کچھ علیحدہ پسند عسکری تنظیمیں۔ یہ تنظیمیں اپنے انتہا پسند نظریات، بیانیوں اور استدلال کے ذریعے نوجوان طبقے کو متاثر کرتی ہیں۔ تعلیم، کام کاج،

---

12 https://www.nchr.gov.pk/wp-content/uploads/2022/05/Minority-Report.pdf
13 https://www.britishcouncil.pk/sites/default/files/next_generation_ pakistan_-_9_june_2023.pdf
14 https://nacta.gov.pk/wp-content/uploads/2018/12/Proscribed-OrganizationsEng-3.pdf

اور شہریت کی تعلیم سے دور اور محرومیوں سے شکوہ کناں نوجوانوں کی بڑی تعداد ان انتہاپسند تنظیموں کے لیے آسان ہدف اور کارآمد ایندھن ہے۔

15)ذہنی صحت کے مسائل

پاکستان میں، ذہنی امراض ایک تشویش ناک مسئلہ ہے۔ذہنی امراض میں مبتلا افراد کی سب سے زیادہ تعداد نوجوانوں کی ہے تاہم، ان نوجوانوں کی مدد کے لیے آگاہی اور تشخیص و علاج کے لیے وسائل کی کمی ہے۔عالمی ادارہ صحت کے ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں 24 ملین افراد کو نفسیاتی امداد کی ضرورت ہے۔تاہم، ذہنی صحت کے امراض کی اسکریننگ اور علاج کے لیے مختص وسائل بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں۔ڈبلیو ایچ او کے اعداد و شمار کے مطابق، پاکستان میں فی 100,000 باشندوں پر صرف 0.19 ماہر نفسیات ہیں، جو کہ دنیا میں سب سے کم تعداد میں سے ایک ہے۔[15]

16)منشیات کا استعمال

پاکستانی نوجوانوں میں منشیات کا استعمال بڑھ رہا ہے۔منشیات کا استعمال بہت سے مسائل کا باعث بن سکتا ہے، بشمول نشہ، جرم، اور دماغی صحت کے مسائل۔

اقوام متحدہ اور حکومت پاکستان کی جاری کردہ ایک سروے رپورٹ "نیشنل ڈرگ یوز سروے پاکستان" 2022 کے مطابق تقریباً 6 فیصد آبادی جو کہ 6.7 ملین افراد ستاسٹھ لاکھ کے مساوی ہے 'منشیات میں مبتلا ہے-اس تعداد میں 9 فیصد بالغ مرد آبادی اور 2.9 فیصد بالغ خواتین شامل ہے۔[16] ان لوگوں نے پچھلے سال میں شراب اور تمباکو کے علاوہ کوئی اور نشہ استعمال کیا تھا۔

15 https://www.emro.who.int/pak/pakistan-news/who-pakistan-celebrates-world-mental-health-day.html

16 https://www.unodc.org/pakistan/en/national-drug-use-survey-pakistan-2022-24--launched.html

جبکہ اینٹی نار کوٹیکس فورس کی اعداد و شمار کے مطابق ستر لاکھ پاکستانی منشیات استعمال کر رہے ہیں۔[17]

17) کم عمری کی شادی

بچوں کے لیے اقوام متحدہ کے ادارے یونیسف کے مطابق پاکستان تقریباً 19 ملین ایک کروڑ نوے لاکھ بچیوں کی شادی اٹھارہ سال سے پہلے جبکہ ان میں سے چھتالیس لاکھ بچیوں کی شادی پندرہ سال سے پہلے ہوئی ہے۔ ہر 6 میں سے 1 نوجوان عورت کی شادی بچپن میں ہوئی ہے۔[18] جن لڑکیوں شادی جتنی پہلے کی جاتی ہے وہ اسی حساب سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ کم عمری کی شادی لڑکیوں کے لیے جہاں بہت سے منفی انفرادی نوعیت کے نتائج کا باعث بن سکتی ہے، جس میں اسکول چھوڑنا، صحت کے مسائل، اور گھریلو تشدد وغیرہ شامل ہیں وہاں بطور ملک و قوم مجموعی طور پر قومی پیداوار اور ترقی پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ورلڈ بینک کی 2017 میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق 2030 تک کم عمری کی شادی پر ترقی پذیر ممالک کو کھربوں ڈالر کا نقصان ہو گا۔[19]

18) صنفی عدم مساوات

ورلڈ اکنامک فورم کی 2022 کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان صنفی مساوات کے لحاظ سے 146 ممالک میں سے 145 ویں نمبر پر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں خواتین اور لڑکیوں کو تعلیم، روزگار، تحفظ، صحت کی دیکھ بھال اور دیگر بنیادی حقوق و وسائل تک رسائی سے لے کر فیصلہ سازی تک کے عمل میں نمایاں رکاوٹوں کا سامنا ہے۔[20]

---

17 http://anf.gov.pk/qf.php
18 https://www.unicef.org/pakistan/media/4151/file/Child%20Marriage%20Country%20Profile.pdf
19 https://www.worldbank.org/en/news/press-release/2017/06/26/child-marriage-will-cost-developing-countries-trillions-of-dollars-by-2030-says-world-bankicrw-report
20 https://www3.weforum.org/docs/WEF_GGGR_2022.pdf

19)موسمیاتی وماحولیاتی تغیرات

پاکستان موسمیاتی تغیرات کے حوالے سے دنیا کے ان دس ممالک میں شامل ہے جو سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں اور مزید خطرات سے دوچار ہیں۔ ان میں گرم لہریں، بے وقت زیادہ بارشیں، سیلاب، گلیشروں کا پگھلاؤ، پانی اور خوراک کی قلت، بڑے پیمانے پر داخلی ہجرت، انفراسٹرکچر کی تباہی، غربت وبے روزگاری اور بیماریوں میں مزید اضافہ، بڑے پیمانے پر ماحولیاتی آلودگیوں میں بے تحاشہ اضافہ، اور قدرتی آفات کے گہرے خطرات درپیش ہیں۔ آبادی کے سب سے بڑے حصے کے طور پر نوجوان سب سے زیادہ متاثر ہوں گے اور بطور کفیل ان پر دگرگوں حالات سے نمٹنے اور بحالی کی ذمہ داریاں بھی دوسروں سے زیادہ ہیں۔ برٹش کونسل کی پاکستانی نوجوانوں سے متعلق ایک حالیہ تحقیق کے مطابق 70 فیصد نوجوان پاکستانی موسمیاتی تبدیلی کے ماحولیاتی اثرات سے پریشان ہیں۔ 56 فیصد جواب دہندگان نے 2022 کے سیلاب کو موسمیاتی تبدیلی سے جوڑا، جب کہ 68 فیصد نے کہا کہ وہ اس کے پیچھے سائنس کی سمجھ رکھتے ہیں۔ 80 فیصد شرکاء نے موسمیاتی تبدیلی کو قومی سطح پر ووٹنگ کا ایک اہم مسئلہ سمجھا۔

یہ پاکستانی نوجوانوں کو درپیش چند بڑے سماجی چیلنجز ہیں۔ یہ چیلنجز نوجوانوں کی زندگیوں پر گہرے اثرات ڈال سکتے ہیں، اور وہ انہیں اپنی پوری صلاحیت تک پہنچنے سے روک سکتے ہیں۔ تمام پاکستانی نوجوانوں کے لیے ایک زیادہ منصفانہ اور مساوی معاشرہ تشکیل دینے کے لیے ان چیلنجوں سے نمٹنا اور اس کے لیے آپ کو تیار کرنا ضروری ہے۔

جمہوری جدوجہد میں نوجوانوں کے لیے راہ حل

جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے پاکستانی نوجوانوں کے آگے بڑھنے کے راستے میں مختلف اقدامات اور اصلاحات شامل ہو سکتے ہیں۔ یہاں ذیل میں چند بنیادی اقدامات کی طرف توجہ دی گئی ہے:

1) دیہی و شہری علاقوں میں متوازن ترقی

ایک خوشحال اور مستحکم پاکستان کو یقینی بنانے کے لیے حکومت کو دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں یکساں توجہ، سرمایہ کاری اور وسائل مختص کرنے چاہییں۔ دیہی علاقوں میں روزگار اور آمدنی کے مواقع پیدا کر کے غربت اور عدم مساوات کو کم کیا جا سکتا ہے، جبکہ تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال جیسی ضروری خدمات تک رسائی کو بھی یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ دیہی علاقوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کو ترغیب دے کر وہاں ملازمتیں پیدا کی جا سکتی ہیں، دیہی اور شہری علاقوں میں متوازن ترقی سے جہاں دیہی علاقوں میں خوش حالی آئے گی وہاں شہروں کی طرف بڑے پیمانے سے جنم لینے والے مسائل میں بھی کمی آئے گی۔

اس توازن کو حاصل کرنے کے لیے، حکومت کو دیہی انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کرنی چاہیے، دیہی صنعتوں کو ترقی دینا چاہیے، مالیاتی خدمات پیش کرنی چاہیے، کسانوں اور ہنر مند کاریگروں کو گرانٹس اور قرضے جبکہ دیہی نوجوانوں کے لیے تعلیم اور تربیت میں مدد کرنا چاہیے، اور دیہی سیاحت کو فروغ دینا چاہیے۔ دیہی علاقوں میں صاف پانی، صفائی ستھرائی اور بجلی جیسی ضروریات کو پورا کرنا بہت ضروری ہے۔ مزید برآں، انٹرپرینیورشپ اور اختراع کی حوصلہ افزائی، مقامی کمیونٹیز کی شمولیت، اور پائیدار ترقی کو فروغ دینا خوشحال اور مستحکم پاکستان کی جانب لازمی قدم ہیں۔ متوازن ترقی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ترقی و خوش حالی کے حوالے سے پیچھے رہ جانے والے

اضلاع اور علاقوں کے لیے خصوصی ترقیاتی منصوبوں کے ذریعے وہاں کی محرومیوں کا ازالہ کیا جائے۔

2) آئینی خواندگی میں اضافہ:

نوجوانوں میں آئینی یادستوری خواندگی بڑھانے کے لیے مختلف سطح پر کام کی ضرورت ہے۔ ملک گیر تعلیمی پروگراموں، عوامی بیداری کی مہموں اور دیگر اقدامات کے ذریعے آئینی خواندگی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک خوش آئند امر یہ ہے کہ 1973 کے آئین کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر 2023 میں حکومت پاکستان کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ملک میں دستوری خواندگی کو بڑھانے کے لیے تدریجی طور پر آئین کے حوالے اسباق سکول کی درسی کتب میں شامل کیے جائیں گے۔

3) شہریت کی تعلیم یا سوک ایجوکیشن

شہریت کی تعلیم جمہوریت کو مضبوط کرنے کا ایک اور اہم طریقہ ہے۔ شہریت کی تعلیم نوجوانوں کو بطور شہری ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ سیاسی عمل میں حصہ لینے کی اہمیت کے بارے میں سکھاتی ہے۔ شہریت کی تعلیم کو اسکول کے نصاب میں شامل کیا جاسکتا ہے، ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے بھی فروغ دی جاسکتی ہے۔

4) سیاست میں نوجوانوں کی مؤثر نمائندگی

پاکستانی سیاست میں نوجوانوں کی نمائندگی مزید بڑھائی جاسکتی ہے۔ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کی 2018 کی ایک رپورٹ کے مطابق، قومی اسمبلی کے 12 فیصد اراکین کی عمریں 35 سال سے کم ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت اور فیصلہ سازی کے عمل میں نوجوانوں کی آواز کو مزید بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سیاسی جماعتوں کے پاس مؤثر یوتھ ونگز ہوں جو نوجوانوں کو متحرک کر سکیں اور ان کے مفادات کی وکالت کر سکیں۔

5) بلدیاتی انتخابات کا انعقاد اور شرکت

بلدیاتی انتخابات جمہوریت کو مضبوط کرنے کا ایک اور اہم طریقہ ہیں۔ مقامی سطح پر باقاعدہ بلدیاتی انتخابات کا انعقاد نچلی سطح کے عوامی مسائل کے حل کے لیے بہت ضروری ہے۔ بلدیاتی انتخابات نوجوانوں کو مقامی حکومت میں حصہ لینے اور ان فیصلوں میں اپنی رائے دینے کا موقع فراہم کرتے ہیں جو ان کی برادریوں، حلقوں اور علاقوں میں ان کی فعال مثبت کردار کو مضبوط کرتے ہیں۔ پاکستان میں 2005 سے بلدیاتی انتخابات کے تسلسل میں خلل آرہا ہے۔ جس کی وجہ سے مقامی حکومت میں نوجوانوں کی شرکت محدود ہے۔

6) طلبہ یونین کی بحالی

طلبہ یونین نوجوانوں کے لیے سیاست میں حصہ لینے اور اپنے مفادات کی وکالت کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ تاہم، پاکستان میں 1984 میں طلبہ یونین پر پابندی لگادی گئی تھی، جس سے نوجوانوں کو سیاسی شرکت کے پلیٹ فارم سے محروم کر دیا گیا تھا۔ طلبہ یونین کی بحالی سے نوجوانوں کو سیاست میں حصہ لینے کا ایک باضابطہ پلیٹ فارم ملے گا اور جمہوریت کو مضبوط کرنے میں مدد ملے گی۔ طلبہ کی فعالیت اور سیاسی شرکت کو فروغ دینے کے لیے طلبہ یونین کی بحالی کے لیے کام کرنا ایک کلیدی امر ہے۔

7) تعلیم کے ذریعے جمہوری اقدار کا فروغ

تعلیمی نصاب اور ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے جمہوری اقدار اور اصولوں کو فروغ دیا جانا چاہیے۔ یہ نوجوانوں کو آزادی اظہار، رواداری، اور قانون کی حکمرانی کے احترام کی اہمیت کے بارے میں سکھا کر کیا جا سکتا ہے۔ ایسا نصاب تیار کرنا وقت کا تقاضا ہے جو جمہوری اقدار، انسانی حقوق اور تنقیدی سوچ کو فروغ دیتا ہو۔ یونیسکو کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کی صرف 10 فیصد نصابی کتب رواداری اور امن کی تعمیر کو فروغ دیتی ہیں۔

8) نوجوانوں کی زیر قیادت اداروں اور کمپنیوں کو مضبوط کرنا

نوجوانوں کی زیر قیادت تنظیموں اور اسٹارٹ اپس کو مدد اور وسائل فراہم کریں۔ نوجوانوں کی زیر قیادت ادارے، تنظیمیں اور کمپنیاں نوجوانوں کی معاشی خوشحالی اور جمہوری اداروں پر اعتماد کو بڑھانے، سیاسی و جمہوری عمل میں ان کی اہمیت کو مزید اجاگر کرنے اور جمہوریت کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ یہ ادارے نوجوانوں کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو فروغ دینے اور جمہوری اصولوں کے بارے میں جاننے کے مواقع فراہم کر سکتے ہیں۔ وہ نوجوانوں کو متحرک کرنے اور ان کے مفادات کی وکالت کرنے میں بھی مدد کر سکتے ہیں۔

نوجوانوں کی زیر قیادت ادارے، تنظیمیں اور کمپنیاں نوجوانوں کی معاشی خوشحالی اور جمہوری اداروں پر اعتماد کو بڑھانے، سیاسی و جمہوری عمل میں ان کی اہمیت کو مزید اجاگر کرنے اور جمہوریت کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

9) رضاکارانہ تربیت

رضاکارانہ خدمات نوجوانوں کو اپنی برادریوں کی خدمت کرنے اور سماجی ذمہ داریوں کی اہمیت کے بارے میں جاننے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ اس سے نوجوانوں کی قائدانہ صلاحیتوں کو بڑھانے اور جمہوری اصولوں کے بارے میں ان کی سمجھ کو آگے بڑھانے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

10) ڈیجیٹل مہارتوں کی تربیت اور ڈیجیٹل میڈیا کا مؤثر استعمال

اکیسویں صدی میں نوجوانوں کے لیے ڈیجیٹل مہارت کی تربیت ضروری ہے۔ ڈیجیٹل مہارتیں نوجوانوں کو جمہوری عمل میں حصہ لینے، معلومات تک رسائی حاصل کرنے اور دوسروں کے ساتھ جڑنے میں مدد کر سکتی ہیں۔ نوجوانوں کے لیے ڈیجیٹل میڈیا کو مؤثر طریقے سے استعمال کرنے کا طریقہ سیکھنا بھی ضروری ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا کا استعمال جمہوری اقدار اور اصولوں کے بارے میں بیداری پھیلانے، نوجوانوں کو متحرک کرنے اور ان کے مفادات کی وکالت کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے۔

11) نوجوانوں کے لیے کاروباری مواقع کی فراہمی

نوجوانوں کے لیے کاروبار کے مواقع اور ایک سازگار ماحول پیدا کرنا جمہوریت کو مضبوط کرنے کا ایک اور طریقہ ہے۔ انٹرپرینیور شپ نوجوانوں کو خود کفیل بننے اور معیشت میں اپنا حصہ ڈالنے میں مدد دے سکتی ہے۔ اس سے نوجوانوں کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو نکھارنے اور جمہوری اصولوں کے بارے میں جاننے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

12) تنوع کی تحسین اور مکالمے کا فروغ

پاکستان ایک متنوع ملک ہے، جس میں متعدد نسلی، لسانی اور مذہبی برادریاں ہیں۔ صنفی، لسانی، نسلی، مذہبی اور سیاسی اور کثیر الثقافتی شناختوں کے تنوع کی تعریف اور مکالمے کا فروغ مضبوط جمہوریت کے لیے ضروری ہے۔ ایک مضبوط جمہوریت وہ ہوتی ہے جو سب شہریوں کے لیے برابری پر مبنی نظام پر مشتمل ہو اور جو تمام شہریوں کے حقوق کا احترام کرتی ہو۔ نوجوانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ پاکستان میں موجود مختلف شناختوں کے بارے میں جانیں اور مختلف گروہوں کے درمیان بات چیت اور افہام و تفہیم کو فروغ دیں۔ بات چیت، رواداری اور احترام کے ذریعے

متنوع شناختوں کی تحسین و توقیر کی حوصلہ افزائی کریں۔اور ان کے درمیاں صحت مند اور تعمیری اشتراک کو پروان چڑھائیں۔

13)عالمگیریت پر تربیت

موجودہ دنیا ایک عالمی گاؤں کی مانند ہے۔ جہاں مختلف اقوام، ثقافتیں اور ادارے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔عالمگیریت یا عالمی شہریت پر تربیت جمہوریت کو مضبوط کرنے کا ایک اور طریقہ ہے۔ عالمی شہریت نوجوانوں کو بین الاقوامی تعاون اور افہام و تفہیم کی اہمیت کے بارے میں سکھاتی ہے۔اس سے نوجوانوں کو اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو عالمی سطح پر فروغ دینے اور جمہوری اصولوں کے بارے میں جاننے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

عالمی مسائل سے آگاہی اور ذمہ دار عالمی شہریت کو فروغ دینے کے لیے عالمی شہریت کی تعلیم کو شامل کریں۔ برٹش کونسل کی ایک سروے میں، صرف 20 فیصد پاکستانی نوجوانوں نے عالمی مسائل کے بارے میں علم کا مظاہرہ کیا۔

یہ صرف چند ممکنہ طریقے ہیں جن سے پاکستانی نوجوان جمہوریت کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ جمہوری اداروں پر اعتماد بڑھانے، جمہوری عمل میں بھرپور حصہ لینے اور جمہوری اقدار کو پروان چڑھانے میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مسائل کے حل اور روشن مستقبل کے لیے مل کر کام کرنے سے، نوجوان بہتری پیدا کر سکتے ہیں اور ایک زیادہ منصفانہ اور مساوی معاشرہ بنانے میں مدد کر سکتے ہیں۔

اختتامیہ

جمہوریت اور پاکستانی نوجوان کے حوالے سے یہ کتاب نوجوانوں کے لیے جمہوریت کی تفہیم کو بڑھانے میں مدد گار ثابت ہو گی کہ وہ سماجی اور سیاسی حقوق کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کو مزید نکھار کر اپنی سماجی و سیاسی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے نبھانے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

پاکستانی نوجوانوں کے تاریخی کردار، موجودہ حالات، مسائل اور چیلنجز کو سمجھنے اور ان کے لیے ممکنہ امکانات، مواقع اور وسائل کو سامنے لانے خاص طور پر سیاسی دھارے میں ان کی شمولیت اور ان کی فعال سیاسی شرکت کے ذریعے قومی تعمیر و ترقی میں ان کی توانا آواز کے لیے وکالت کرنے میں یہ کتاب مدد گار ثابت ہو گی۔

ایک سیاسی طور پر بیدار اور ذمہ دار شہری کے طور پر ہر نوجوان قومی یکجہتی، ملکی خوشحالی اور سیاسی استحکام میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے ووٹ کی طاقت، سیاسی مکالمے کی حکمت، سوک ایجوکیشن کی اہمیت، قانون پسندی کی ضرورت کو نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنی طلبہ تنظیموں، یوتھ مومنٹس، حلقوں اور پیشہ وارانہ طبقوں کے ذریعے مزید آگے بڑھا سکتا ہے۔

ایک عالمگیر دنیا کا حصہ ہونے کے ناتے مختلف ثقافتوں، عقائد، نسلوں، اقوام اور ممالک کے تناظر میں آگاہ اور ذمہ دار پاکستانی نوجوان جہاں اپنے لیے تعلیم و ترقی کے مواقع کی تلاش کو آسان تر بنا سکتے ہیں وہاں وہ نہ صرف پاکستان کی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر اپنی صلاحیتوں سے دنیا کو مستفید کر سکتے ہیں۔ پائیدار ترقی کے عالمی اہداف کے حصول کے لیے مربوط کوششوں کے ذریعے دنیا کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔

بطور فردِ واحد بھی اگر پاکستان ہر نوجوان اپنے حقوق سے آگاہی کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے اور اپنی صلاحیتوں کو بھرپور انداز میں بروئے کار لائے تو دنیا بھر کے اور تاریخ کے طول و عرض سے یہ بات واضح ہے کہ ایک فرد کی سوچ اور اس سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس کا قدم بعض اوقات بڑے بڑے انقلابات، ایجادات اور دریافتوں کا سبب بن سکتا ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

پاکستان میں نوجوانوں کی سماجی و اقتصادی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں تعلیمی رسائی، روزگار اور کاروباری مواقع اور ترقی کے عالمی دوڑ میں شمولیت میں کمی شامل ہیں۔ یہ مسائل اجتماعی طور پر ملک کی پائیدار اقتصادی ترقی کی جانب پیش رفت میں رکاوٹ ہیں۔ خاص طور پر، پاکستانی نوجوانوں کے ایک بڑے حصے کو معیاری تعلیم تک رسائی میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے کہ مالی مجبوریوں یا اسکول جانے کے بجائے کام میں مشغول ہونے کی ضرورت۔ نتیجتاً، ان کے پاس مستحکم روزگار حاصل کرنے یا اپنے کاروباری منصوبے شروع کرنے کے لیے ضروری مہارتوں کی کمی کا سامنا ہو سکتا ہے۔ مناسب روزگار کے مواقع اور وسائل کی کمی ان چیلنجوں کو بڑھا دیتی ہے۔ یہ صورت حال مایوسی کے جذبات اور نوجوان افراد کی ملکی معیشت میں بامعنی حصہ ڈالنے کی صلاحیت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

مزید برآں، خواہشمند کاروباریوں کے لیے تعاون، سہولیات اور ترغیبات کی عدم موجودگی نوجوانوں کی زیر قیادت کاروباری اداروں کی خوشحالی میں رکاوٹ ہے۔ آخر میں، جدید عالمی سطح کے مواقع کے حوالے سے محدود معلومات اور تجربہ، جیسے کہ بین الاقوامی سفر یا عالمی نیٹ ورکس تک رسائی، نوجوان پاکستانیوں میں سیکھنے اور ذاتی ترقی کی صلاحیت کو کم کرتی ہے۔ ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے نوجوانوں کے لیے تعلیم، روزگار، اور کاروباری سرگرمیوں میں خاطر خواہ حکومتی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، نوجوانوں کے لیے عالمی کوششوں میں حصہ لینے کے لیے زیادہ سازگار ماحول کو فروغ دینا بہت ضروری ہے، اس بات کو یقینی بنانا کہ ہر پاکستانی نوجوان کو اپنی پوری صلاحیتوں کا ادراک کرنے کا موقع ملے۔

کتابیات

1. شاہ، ایس ایم (2010)۔ پاکستان میں تعلیم، سیاست اور ریاست کی تشکیل: ایک تاریخی تناظر۔ انٹرنیشنل جرنل آف ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، 30(5)، 470-479۔
2. Shah, I. H. (2011)۔ پاکستان میں وکلاء اور عدلیہ کی تحریک۔ ایشین جرنل آف پولیٹیکل سائنس، 19(1)، 59-75۔
3. حوالہ: بزنجو، کے بی (2014)۔ بلوچستان میں جمہوریت اور نوجوان۔ ایشین جرنل آف پولیٹیکل سائنس، 22(1)، 77-92۔
4. حوالہ: رئیس، آر بی (2019)۔ عمران خان، پی ٹی آئی اور پاکستان میں سیاسی شمولیت کا چیلنج۔ پیسیفک ریویو، 32(5)، 735-751۔
5. حوالہ: رفیق، آر۔ (2019)۔ پاکستان میں سائبر ایکٹیوزم: عورت مارچ کا کیس اسٹڈی۔ میڈیا واچ، 10(2)، 310-324۔
6. "پاکستان میں جمہوریت کے لیے جدوجہد: نوجوانوں کی سرگرمی کی تاریخ۔" از عائشہ صدیقہ۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2015۔
7. "پاکستان کا نوجوان: تبدیلی کی قوت۔" مدیحہ افضل کی طرف سے۔ بین الاقوامی امن کے لیے کارنیگی انڈوومنٹ، 2013۔
8. پاکستان میں نوجوانوں کا عروج اور جمہوریت۔ حسن عباس سے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2011۔
9. لوی، مستفیض احمد۔ (2010)۔ جدید سیاسی افکار کا تجزیہ قرآن حکیم کی روشنی میں۔ پورب اکادمی، اسلام آباد
10. گیٹسبرگ ایڈریس، جو ابراہم لنکن نے 19 نومبر 1863 کو دیا تھا۔
11. آکسفورڈ انگلش ڈکشنری آن لائن (OED)۔
12. کیمبرج ڈکشنری آن لائن
13. میریم ویبسٹر ڈکشنری آن لائن
14. Dahl, Robert A: (1971)۔ پولی آرکی: شرکت اور مخالفت۔ ییل یونیورسٹی پریس۔
15. پیٹ مین، کیرول۔ (1970)۔ شرکت اور جمہوری نظریہ۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس
16. ڈائمنڈ، لیری، اور پلاٹنر، مارک ایف (ایڈز)۔ (1993)۔ جمہوریت کی عالمی بحالی۔ جان ہاپکنز یونیورسٹی پریس۔

17. Rousseau, Jean-Jacques:" (1762)۔ سماجی معاہدہ۔ جی ڈی ایچ کول نے ترجمہ کیا۔ ایوری مین کی لائبریری۔
18. Barber, Benjamin R:" (1984)۔ مضبوط جمہوریت: نئے دور کے لیے شراکتی سیاست۔ یونیورسٹی آف کیلیفورنیا پریس
19. ینگ، ایرس میریون۔(2000)۔ شمولیت اور جمہوریت۔ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔
20. سین، امرتیہ۔(1999)۔ ترقی بطور آزادی۔ نوف۔
21. ڈائمنڈ، ایل(2008)۔ جمہوریت کی روح: پوری دنیا میں آزاد معاشروں کی تعمیر کی جدوجہد۔ میکملن۔
22. https://www.eiu.com/n/campaigns/democracy-index-2022/
23. https://www.democracymatrix.com/
24. قرآن:https://quran.com/
25. نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم:https://sunnah.com/
26. جان ایل ایسپوسیٹو: "اسلام اور جمہوریت۔" پرنسٹن یونیورسٹی پریس، 2011۔
27. عبدالعزیز سچدینا: "اسلام میں جمہوریت۔" آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2009۔
28. چارلس کرزمین: "لاپتہ شہداء: کیوں بہت کم مسلمان دہشت گرد ہیں۔" آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2011۔
29. نیکسٹ جنریشن، برٹش کونسل پاکستان، 2023
30. https://www.britishcouncil.pk/sites/default/files/next_generation_pakistan_-_9_june_2023.pdf
31. ورلڈ بینک ڈیٹا،
32. https://data.worldbank.org/indicator/SL.UEM.TOTL.ZS?locations=PK
33. https://tribune.com.pk/story/2390704/countrys-brain-drain-situation-accelerated-in-2022
34. الیکشن کمیشن آف پاکستان
35. https://ecp.gov.pk/comprehensive-electoral-database-in-pakistan

اس کتاب میں بطورِ خاص نئی نسل کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، کیوں کہ ہمارا مستقبل آج کے نوجوان کی بہتر ذہنی تشکیل کے ساتھ وابستہ ہے۔ کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ پاکستانی نوجوان عصرِ حاضر کی جمہوری آدرشوں کو اپنانے کے لئے مستعد ہوں تاکہ مستحکم اور مضبوط پاکستان پروان چڑھے۔ اُمید ہے کہ موجودہ کتاب نوجوانوں کے ابہامات کو دُور کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی اور انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ پاکستانی مسائل کی وجہ جمہوریت نہیں بلکہ اس کا سبب جمہوریت اور جمہوری اصولوں کو نظرانداز کرنے کا رویہ ہے۔

ڈاکٹر قبلہ ایاز، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

مجھے امید ہے کہ پاکستانی نوجوان اس کتاب سے نہ صرف پڑھ کر فائدہ اٹھائیں گے بلکہ اسے پاکستان میں جمہوری عمل کو سمجھنے اور اس میں حصہ لینے کے لیے ایک عملی رہنما کے طور پر استعمال کریں گے۔ محققین کو ان کی محنت اور کتاب میں پیش کیے گئے مواد کے معیار کے لیے سراہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر طاہرہ جبین، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

کتاب کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کے منشورات کو مرتب اور موازنہ کر کے ان کی نوجوانوں کی پالیسیوں کا باریک بینی سے جائزہ لینا ہے۔ اس کتاب میں بڑی سیاسی جماعتوں کے منشوروں میں نوجوانوں کے ایجنڈے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزید، یہ کتاب پھر ان سیاسی جماعتوں کی طرف سے کیے گئے وعدوں اور کیے گئے اقدامات کے درمیان فرق کو مؤثر طریقے سے بے نقاب کرتی ہے۔ مزید برآں، یہ نوجوان کارکنوں کی سیاسی تعلیم اور تربیت میں سیاسی جماعتوں کی سرمایہ کاری میں فرق اور خلیج کو سامنے لاتی ہے، جس سے سیاسی گفتگو میں اکثر نظرانداز کیے جانے والے پہلو پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ اس طرح یہ کتاب سیاسی جماعتوں کے لیے نوجوانوں کے حوالے سے زبردست رہنمائی کا کام کرتی ہے۔

ڈاکٹر عامر رضا پشاور یونیورسٹی۔

ادارہ امن و تعلیم، ایک غیر سرکاری، غیر سیاسی ادارہ ہے جو پاکستان میں امن و رواداری کی تعلیم، جمہوری اصول و اقدار، مذہبی و سماجی ہم آہنگی اور تنوع و تکثیریت کو فروغ دیتا ہے۔ PEF کا بنیادی مقصد تعلیمی و تربیتی اور ابلاغ و مکالمے کے مؤثر پروگرامات کے ذریعے معاشرے میں تعمیری سوچ اور رویوں کے فروغ کے لیے مختلف سماجی و مذہبی رہنماؤں اور کارکنوں کی پیشہ وارانہ مہارتوں میں اضافہ کرنا ہے۔ حالیہ سالوں میں پی ای ایف نے جمہوری نظام اور اقدار کی تفہیم کے لیے ایک طرف مختلف سطح پر تحقیقی کتابیں شائع کی ہیں تو دوسری طرف مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور متحرک نوجوانوں کے لیے پروگرام بنا کر اپنے کام کو وسعت دی ہے۔ پاکستانی نوجوانوں کے لیے جمہوریت پر تفہیم کے بارے میں لکھی گئی یہ خصوصی کتاب "جمہوریت اور پاکستانی نوجوان" ادارے کی طرف سے شائع ہونے والی جمہوریت کے حوالے سے چوتھی کتاب ہے۔ امید ہے یہ کتاب نوجوانوں کو سیاسی و جمہوری عمل میں بیدار اور متحرک کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔